بین الاقوامی ایوارڈ یافتہ

لوگو! میں فاطمہؑ ہوں

فَاطِمَۃُ الزَّہرَاؑ بہجتِ قَلبِ مُصطفیٰؐ کا اُردو ترجمہ



مؤلف

آیت اللہ شیخ احمد رحمانی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

حجۃ الاسلام علامہ الطاف حسین کلاچی

ترتیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ کتاب

بندہ حقیر و فقیر کجا اور شہزادیٔ کونینؑ کی رفعتیں اور بلندیاں کجا؟ میں وہ کمال کہاں سے لاؤں کہ اِس مقدس ہستی کی سیرت و فضیلت پر قلم اُٹھاؤں؟ سیّدہ جلیلہ کبریٰ آسمانِ فضیلت کا وہ خورشیدِ خاور ہیں جن سے عالمین روشن اور منور ہیں۔ میں نے چاہا کہ اِس ذات پر لکھوں، لیکن میری چاہت کا دامن نہایت تنگ ہے۔ میری بساط نہیں کہ میں وہ کچھ تحریر کروں جو اِس ہستی کی شان کے مطابق ہو۔ پس یہ بندہ عاجز و ناتواں، ان کے والدِ بزرگوارؐ، شوہرِ نامدارؑ اور اولادِ اطہارؑ کی چوکھٹ پر ہاتھ پھیلائے بیٹھا ہے۔ آپؑ منفرد شخصیت کی مالک ہیں کہ انبیاءؑ نے آپؑ کے بارے میں گفتگو کی ہے۔ آپؑ کی روح پُردرد ہے اپنے جگر گوشہ کے مصائب و آلام سے، جنھوں نے عدلِ الٰہی کی خاطر قربانی دی۔ اِس طریقہ سے اُنھوں نے مقصدِ حیات کا خط دیا۔ یہ شہزادی اُس عرفان و معرفت سے متمسک ہیں جو پہلی اُمتیں رکھتی تھیں۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا:

نَحۡنُ حُجَجُ اللهِ عَلٰی خَلۡقِهٖ وَجَدَّتُنَا حُجَّةُ اللهِ عَلَيۡنَا

''ہم مخلوقِ خدا پر حجت ہیں اور ہماری دادی ہم پر حجت ہیں''۔

ان شاء اللہ اب ہم اس موضوع پر بات کرنے والے ہیں جس حد تک مصادر میں آپؑ کے بارے میں گفتگو ہے، وہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

خصوصیاتِ کتاب

یہ کتاب سوائے توفیقِ ربانی کے اور کچھ نہیں ہے۔ یہ کوشش و کاوش ہے ہمارے بزرگوار بندۂ فانی احمد الرحمٰن رحمانی، محبِ اہلِ بیتِ رسولؐ کی، جنھوں نے اپنی محنتِ شاقہ سے یہ کتاب تیار کی ہے۔ یہ جلیل القدر اور شان دار کتاب ہے، جو قابلِ فخر و اعزاز ہے۔ دینِ حنیف کی خدمت کا اعلیٰ اور اَرفع کام ہے۔ اُمید ہے وہ مقدس ہستی روزِ جزا ضرور شفاعت کریں گی۔

اس کتاب کی تمام بحثیں عمیق اور اس کی تحقیقات شافی اور کافی ہیں۔ علاوہ اَزیں ہر وہ بات اِس میں موجود ہے جو حضرت سیدۂ سے متعلق ہے۔ اِس کتاب میں خاتونِ جنت کے سوکلمات موجود ہیں جن کی روایت کا اسناد موجود ہے۔ ولایتِ اہلِ بیتؑ پر بھرپور بحث موجود ہے۔ اُس موضوعہ روایت پر بھی تجزیہ و تحلیل موجود ہے کہ امیرالمومنین حضرت امام علی علیہ السلام ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتے تھے، جس کی وجہ سے خاتونِ جنت کو اذیت ہوئی تھی۔ مسئلہ فدک پر سیر حاصل بحث موجود ہے۔ اُمید ہے کہ فضلا اور محققین اس تحقیقی و فکری کام سے خوشنود و راضی ہوں گے۔

پہلی بار جب یہ نسخہ چھپا تو بہت جلد ختم ہو گیا تھا۔ پھر دوسری بار بیروت میں چھپا۔ اِس موسسہ نے پھر تیسری بار بھی اسے شائع کیا، اِس اُمید کے ساتھ کہ یہ کتاب بارہا چھپتی رہے گی ان شاء اللہ تعالیٰ!

ہم اس امر کی طرف متوجہ ہیں کہ اس کتاب کا فارسی زبان اور دُنیا کی دوسری زبانوں میں ترجمہ ہونے والا ہے۔ ہمیں محقق و مؤلف سے اُمید ہے کہ وہ اِس کتاب کے حوالہ سے علمی دُنیا میں اُبھر کر سامنے آئیں گے۔ آج جس طرح اُنھوں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے اس طرح باقی اَئمہ معصومین علیہم السلام کی سیرت کو بھی منظرِ عام پر لائیں گے۔ جو سلسلہ وحی کے پروردہ اور مخزنِ علم و حکمت ہیں۔

تقریظ

شعر الادیب علامہ فاضل حاج محمد باقر الروائی

إنّا نُباهي الشّرقَ وَالغَربَ مَعاً بِفاطِمٍ وَآلِ طٰهٰ الشّرَفا
وَنُعلِنُ اعتِرافَنا بِفَضلِهِم وَمَاسِوَاهُم قَطّ لَن نَعتَرِفا
قَد فَازَ فِي الدّارَينِ مَن وَالاهُمُ وَخَابَ مَن عَادَاهُم وَانحَرَفا
فَاطِمَةُ الزّهرَاء عَن عِصمَتِهَا يَعيى بِيَانَ الوَصفِ مَهمَا وَصَفَا
وَقَد رَوَىٰ الا الرّوون مِن اقوالهِنا مَا لَايُعدّ حَصرُهَا وَمَا خَفىٰ
وَضَلّ مَن يَحصُرُهَا فِي عَشرَةٍ مِنَ الرّوايَاتِ لَهَا قَد اَجحَفَا
بِمائَةٍ مِنَ الرّاوياتِ هُنَا مُدرَجَةٌ يَقرأهَا مَن اَنصَفَا
يُغَالِطُ الوَجدَانِ مَن غَالَطَهَا وَمَن جَفَا الزّهرَاءَ لِلْحَقّ جَفَا
وَمَا ذَكَرنَاه صَرِيحٌ وَاضِحٌ وَشَاهِدُ الوِجدَانِ هٰذَا وَكَفىٰ
اُمِّ اَبِيهَا اِنجَبَت اَئِمّةً هُمْ سَادَةُ الخَلْقِ وَهُم اهلُ الوفىٰ
لٰكِنّمَا قَد خَانَتِ الدُّنيَا بِهِمْ حَقًّا اِذَا قُلنَا عَلَى الدّهرِ عَفَا
وَاَحمَدُ خَادِمِ آلِ اَحمَد بِالصّدقِ وَالاِخلَاصِ دَومًا عُرِفَا
كَمْ مِنْ تَصَانِيفٍ لَه قَيّمَةٌ طُوبىٰ لَه بِكُلِّ مَا قَدْ الّفَا
وَهَا هُوَ الكِتَابُ مِن آثَارِهِ اِتحَفَنَا وَنِعمَ مَا قَد اِتحَفَا
عُنوانُهُ اِرخّت وَ هُوَ بَيّن فَاطِمَةُ بَهجَة قَلبِ المُصطَفىٰ

''ہم مشرق اور مغرب کو یہ پیغام دیتے ہیں: دخترِ پیغمبرؐ اور آلِ طٰہٰ شریف و

مشرف ہیں۔ ہمارا اعلانِ عام ہے کہ ہم ان کے فضائل و مناقب کے عارف و عالم ہیں۔ اُن کے سوا کوئی قابلِ فخر و افتخار نہیں ہے۔ جس نے اِن سے محبت کی وہ دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہے۔ جس نے ان کا انکار و اعراض کیا وہ ناکام و نامراد ٹھہرا۔

حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام مرکز و محور عصمت و طہارت ہیں۔ اِس سے بڑھ کر اور تعریف ہے ہی نہیں۔ محدثین اور رُوات نے اِن کی شان میں اقوال نقل کیے ہیں جو حدود و شمار سے باہر ہیں۔ وہ گمراہ ہے کہ جس نے کہا: ان کی شان میں بہت کم روایات ہیں۔ یہاں ایک سو روایات ہیں وہ درج ہیں جس نے ان کا اقرار کیا وہ صاحبِ انصاف ہے۔ جس نے اس میدان میں غلطی کی تو وہ سارا ہی غلط ٹھہرا۔ جس نے جنابِ سیّدہؑ کے حق میں ظلم کیا تو وہ ظالم ٹھہرا۔ جو صریح اور واضح ہے ہم نے اُس کا ذکر کیا۔ وجدان شاد ہے اور جنابِ سیّدہؑ کے فضائل مشہور و شاہد ہیں۔

یہ بات کافی ہے۔ آپؑ اُمِ ابیہا ہیں، ائمہ طاہرینؑ آپؑ کی اولاد ہیں۔ وہ سب مخلوق کے سیّد و سردار ہیں۔ اہلِ وفا بھی وہی ہیں لیکن زمانے نے اُن سے خیانت کی ہے۔ یہ حق ہے جو کہہ دیا جائے اس دُنیا پر خاک۔ میں صدق و صداقت اور خلوص کے ساتھ آلِ محمدؐ کے خادم کی تعریف کرتا ہوں۔ زمانے میں کس قدر تصانیف موجود ہیں جو بڑی کارساز و کافی ہیں۔ خوش قسمت ہے وہ شخص کہ جس نے اِس کتاب کو تالیف کیا۔ یہ کتاب اُس کے آثار میں سے ہے۔ ہم نے یہ تحفہ دیا ہے۔ ایسا تحفہ کس قدر قابلِ قدر ہے؟ اس کا عنوان واضح: فاطمہؑ بہجتِ قلبِ مصطفیٰ ہے"۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَهِيَ الصِّدِّيْقَةُ الْكُبْرٰى وَعَلٰى مَعْرِفَتِهَا دَارَتِ الْقُرُوْنُ الْأُوْلٰى [1]

''آپؑ صدیقہ کبریٰ ہیں، آپؑ کی معرفت سے قدیم اُمتیں آگاہ تھیں''۔

وَحُبُّهَا مِنَ الصِّفَاتِ الْعَالِيَةِ عَلَيْهِ دَارَتِ الْقُرُوْنُ الْخَالِيَةُ

''آپؑ کی محبت اعلیٰ و بالا صفت ہے۔ ہر زمانہ آپؑ کے صدقہ قائم ہے''۔

بِأَبِي فَاطِمَ وَ قَدْ فُطِمَتْ بِاِسْمِهَا نَارَ حَشْرِهَا وَ لَظَاهَا

هِيَ وَاللهِ كَوْثَرٌ قَدْ أُعِدَّتْ لِبَنِيهَا وَ كُلِّ مَنْ وَالَاهَا

هِيَ عِنْدَ الْاِلٰهِ أَعْظَمُ خَلْقٍ وَ بِهَا دَارَ فِي الْقُرُوْنِ رَحَاهَا

بَضْعَةُ الْمُصْطَفٰى عَقِيْلَةُ وَحْيٍ كَأَبِيْهَا اِلٰهُهَا أَوْ حَاهَا

هَلْ يَكُنْ فِي الْوُجُوْدِ مِنْهَا شَبِيْهٌ قُلْ أَبُوهَا وَبَعْلُهَا وَابْنَاهَا

''میرا باپ سیّدہ فاطمہؑ پر قربان! آپؑ کے اسمِ گرامی کا معنٰی اور مفہوم یہی ہے کہ آپؑ ہی نارِ دوزخ سے بچانے والی ہیں۔ واللہ! آپؑ ہی کوثر ہیں۔ یہ کوثر آپؑ کے بیٹوں کے لیے اور ہر اس کے لیے جو آپؑ کی ولایت کا دم بھرتا ہے۔ بارگاہِ خداوندی میں جو آپؑ کا مقام ہے وہ کسی دوسرے کا نہیں، کیونکہ آپؑ جلیل القدر ہستی ہیں۔ آپؑ کا گھرانہ عالی اور اعظم ہے۔ آپؑ بضعہ مصطفیٰؐ ہیں۔ آپؑ ہی عقلیہ وحی ہیں۔ آپؑ اپنے باپ کی مثال ہیں۔ آپؑ کو قرآن پر اس قدر مہارت ہے جیسے قرآن آپؑ پر نازل ہوا ہو۔ کیا عالمِ وجود میں اُن کی کوئی شبیہہ ہے؟ کہہ دو، آپؑ کے والد گرامیؐ، آپؑ کے شوہر اور آپؑ کے دونوں فرزند ہی بلند و بالا ہیں''۔

اَنمول بکھرے موتی

ارشادِ خداوندی ہے:

يَا أَحْمَدُ! لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ وَلَوْ لَا عَلِيٌّ لَمَا خَلَقْتُكَ وَلَوْلَا فَاطِمَةُ لَمَا خَلَقْتُكُمَا

---

[1] بحار، ج ۴۳، ص ۱۰۵

''اے احمدؐ! اگر آپؐ نہ ہوتے تو آسمان پیدا نہ کرتا۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو میں تمھیں پیدا نہ کرتا۔ اگر فاطمہؑ نہ ہوتیں تو تم دونوں نہ ہوتے''۔ (۱) (۲)

نبیؐ رحمت

وَلَو كَانَ الْحُسْنُ شَخْصًا لَكَانَ فَاطِمَةَ بَلْ هِيَ اَعْظَمُ اِنَّ فَاطِمَةَ اِبْنَتِي خَيْرَ اَهْلِ الْاَرْضِ عَنْصَرًا وَشَرَفًا وَ كَرَمًا (۳)

''اگر حسن و جمال شخصی صورت میں ہوتا تو وہ فاطمہؑ کی شکل میں ہوتا، بلکہ اس سے زیادہ عظیم و اعظم اور حسین وجمیل فاطمہؑ میری بیٹی اپنے عنصر، شرافت وکرامت کے لحاظ سے تمام اہلِ زمین سے بہتر و برتر ہے''۔

حضرت امام علی علیہ السلام

ایک دن میں اپنے گھر آیا تو سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف فرما تھے۔ حسنؑ آپؐ

---

(۱) کشف الالی: صالح بن عبدالوہاب بن عرندس

(۲) جلیل القدر عالم حضرت السید میر جہانی نے اپنی کتاب ''الجنۃ العاصمہ'' ص ۱۴۸ پر لکھا ہے کہ میں عالمِ جلیل محقق کبیر شیخ محمد سماوی صاحبِ کتاب ''ابصار العین فی انصار الحسین'' کو اُن کی لائبریری میں ملا تو اُن سے اجازت چاہی کہ میں اُن کی لائبریری کا جائزہ لینا چاہتا ہوں۔ جب مجھے اجازت ملی تو میں نے کتابوں کو دیکھنا شروع کیا تو اس دوران میری نظر صالح بن عبدالوہاب بن عرندس کی کتاب ''کشف الالی'' پر پڑی جو مخطوطہ صورت میں تھی۔ میں نے اس کی ورق گردانی شروع کی تو اس دوران مجھے مذکورہ حدیث اپنی سند کے ساتھ نظر آئی۔ سند یہ ہے: الشیخ ابراہیم بن حسن ذروق نے شیخ علی بن ھلال جزائریؒ سے، اُس نے شیخ احمد بن فہد حلی سے، اُس نے شیخ زین الدین علی بن حسن بن خازن حائریؒ سے، اُس نے شیخ ابوعبداللہ محمد بن مکی شہید سے جن کا طرق متصل ہے، ابوجعفر بن محمد علی بن موسیٰ بن بابویہ قمیؒ سے، ان کا طرق متصل ہے جابر بن یزید جعفی سے، اُس نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے، اُس نے رسولؐ اسلام سے سنا، آپؐ نے اپنے پروردگار سے سنا، اس حدیث کی روایت کو علامہ مرعشیؒ نے کتاب ''ملتقی البحرین'' ص ۱۴ میں نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت زہراؑ کی کنیت ''اُمِ ابیہا'' کی شرح میں لکھا ہے۔ مزید تحقیق کے لیے اُدھر رجوع فرمائیں۔

(۳) فرائد السمطین، ج ۲، ص ۶۸

کے دائیں طرف، حسینؑ آپؐ کے بائیں طرف اور حضرت فاطمہؑ آپؐ کے سامنے بیٹھیں تھیں۔ آپؐ اُس وقت فرمارہے تھے:

يَاحَسَنُ وَيَاحُسَيْنُ اَنْتُمَا كَفَّتَا الْمِيْزَانِ وَفَاطِمَةُ لِسَانُهُ وَلَا تَعدَلُ الْكَفَّتَانِ اِلَّا بِاللِّسَانِ وَلَا يَقُوْمُ اللِّسَانُ اِلَّا عَلَى الْكَفَّتَيْنِ...... اَنْتُمَا الْاَمَامَانِ وَلِاُمِّكُمَا الشَّفَاعَة ①

"اے حسنؑ اور اے حسینؑ! تم دونوں میزان کے پلڑے ہو۔ فاطمہؑ اُس کی زبان ہے۔ پلڑے زبان (پیمانہ میزان) کے ذریعے ہی برابر رہتے ہیں۔ زبان انھی پلڑوں کے ذریعے قائم رہتی ہے۔ اے میرے شہزادو! تم دونوں امامؑ ہو اور تمھاری ماں شفاعت ہے"۔

حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام

اے ابوالحسنؑ! آپؑ یہ جان لیں اللہ ربّ العزت نے میرے نُور کو خلق کیا۔ اُس وقت میرا نُور پروردگارِ عالم کی تسبیح کرنے میں مصروف تھا۔ اللہ سبحانہٗ نے میرے نُور کو شجرِ جنت کو ودیعت کیا تو وہ درخت روشن اور منور ہوگیا۔ جب میرے والد بزرگوار جنت میں داخل ہوئے تو آپؐ کو وحی ہوئی کہ اُس درخت کا پھل نوشِ جان کریں۔ میرے والد نے حکم کی تعمیل کی تو اللہ سبحانہ نے مجھے میرے والد کی صُلب میں ودیعت کیا۔ پھر مجھے حضرت خدیجہؑ بنت خویلد کے حوالے کیا۔ اُنھوں نے مجھے جنا، میں اُسی نُور سے ہوں۔

اے ابوالحسنؑ! مَیں مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ وَمَالَمْ يَكُنْ کی عالمہ ہوں۔ "جو تھا، ہے، جو ہوگا سب کی عالمہ مَیں ہوں"۔ اے ابوالحسنؑ! مومن اللہ سبحانہٗ کے نُور سے دیکھتا ہے۔ ②

حضرت امام حسن علیہ السلام

میں نے ایک رات اپنی والدہ ماجدہ کو مصلّیٰ بندگی پر دیکھا۔ کبھی قیام میں، کبھی رکوع اور

---

① کشف الغمہ، ج۱، ص۵۰۶

② عوالم العلوم، ج۶، ص۷

سجدہ میں آپؑ اس طرح مصروفِ عبادت رہیں کہ صبح صادق ہوگئی۔ میں نے اپنی والدہ ماجدہؑ کی زبان سے مومنین کے نام سنے جن کے لیے آپؑ دُعائیں کر رہی تھیں۔ اُنھوں نے اس دوران اپنے لیے کوئی دُعا نہیں مانگی تھی۔

اس دوران میں نے عرض کیا: مادرِ جانؑ! جس طرح آپؑ لوگوں کے لیے دُعائیں کر رہی تھیں اس طرح آپؑ نے اپنے لیے نہیں کیں؟

آپؑ نے فرمایا: اے جانِ من! اَلجَارُ، ثُمَّ الدَّارُ، "پہلے پڑوسی پھر گھر والے"۔

حضرت امام حسین علیہ السلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَاطِمَةُ بَهجَةُ قَلْبِیْ وَابنَاهُمَا ثَمَرَةُ فُؤَادِی وَبَعلُهَا نُورُ بَصرِی وَالأَئِمَّةُ مِن وُلدِهَا أُمنَاءُ رَبِّیْ وَحَبلُهُ المَمدُودُ بَینَهُ وَبَینَ خَلْقِهِ مَنِ اعتَصَمَ بِهِ نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنهُ هَوىٰ [1]

"فاطمہؑ میرے دل کا سُرور ہیں۔ اِن کے دونوں فرزند میرے قلب وجگر کا میوہ اور ثمر ہیں۔ اُن کے شوہر میری آنکھوں کا نُور و روشنی ہیں۔ وہ اَئمہؑ جو اِن کے بیٹے ہیں وہ میرے پروردگار کے امین و دیانت ہیں۔ وہ پروردگارِ عالم کی دراز رسّی ہیں جو اُس کے اور اُس کی مخلوق کے درمیان کھینچی ہوئی ہے، جس نے اُسے مضبوطی سے تھاما وہ نجات پا گیا۔ جس نے اعراض و انکار کیا وہ گمراہ ہوا"۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

حضرت خدیجہ علیہا السلام کے صدفِ عصمت و طہارت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے فطرتِ اسلام پر صرف حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام نے جنم لیا۔ [2]

---

[1] فرائد السمطین، ج ۲، ص ۶۶

[2] روضۃ الکافی، ص ۵۳۶

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

اِنَّمَا سُمِّيَتْ فَاطِمَةُ بِنْتِ مُحَمَّدٍ (الطاهرة) لِطَهَارَتِهَا مِنْ كُلِّ دَنَسٍ وَطَهَارَتِهَا مِنْ كُلِّ رَفَثٍ وَمَا رَأَتْ قَطُّ يَوْمًا حُمْرَةً وَلَا نِفَاسًا①

"فاطمہؑ بنت محمدؐ کا اسمِ مبارک "الطاہرہ" ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ آپؑ ہر کثافت و آلودگی سے پاک تھیں۔ دَنس و رفث اُن سے ہمیشہ دُور رہے۔ اُنھوں نے کبھی نفاس دیکھا اور نہ سرخی ماہانہ"۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

پروردگارِ عالم نے حضرت علی علیہ السلام پر اُس وقت تک دوسری عورت حرام قرار دی جب تک خاتونِ جنت حضرت فاطمہ علیہا السلام حیات رہیں، کیونکہ آپؑ طاہرہ تھیں اور ماہواری اور نفاس کے خون سے پاک تھیں۔②

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

لَا يَدْخُلُ الْفَقْرُ بَيْتًا فِيْهِ اِسْمُ مُحَمَّدٍ اَوْ اَحْمَدَ اَوْ عَلِيٍّ اَوِ الْحَسَنِ اَوِ الْحُسَيْنِ... اَوْ فَاطِمَةَ مِنَ النِّسَاءِ علیہم السلام③

"جس گھر میں محمدؐ، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ یا فاطمہ نام کا فرد ہوگا تو اُس گھر میں فقر داخل نہیں ہوگا"۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا عُرِجَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ اَخَذَ بِيَدِيْ جِبْرَئِيْلُ علیہ السلام فَاَدْخَلَنِي الْجَنَّةَ

---

① سفینۃ البحار، ج ۴۳، ص ۱۹

② مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۳۳

③ سفینۃ البحار، ج ۳۳، ص ۶۶۲

فَنَاوَلَنِی مِن رَطبِهَا فَأَكَلْتُهُ فَتَحَوَّلَ [1]

"جب مجھے معراج کرائی گئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ تھاما اور وہ مجھے جنّت میں لے گئے۔ اُنھوں نے مجھے رطب (کھجور) تازہ کھانے کی دعوت دی۔ میں نے جنّت کی تروتازہ کھجور کھائی تو میں نے نُورِ پروردگار کو اپنے صُلب میں محسوس کیا۔ پھر وہ نُورِ الٰہی حضرت خدیجہ علیہا السلام کے صدفِ عصمت و طہارت میں منتقل ہوا۔ فاطمہؑ انسیہ حوراء ہیں۔ جب بھی مجھے جنّت کی خوشبو کا شوق ہوتا ہے تو میں اپنی شہزادی سے معطر ہوتا ہوں"۔

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

حضرت موسیٰ بن قاسمؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر ثانی امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا: اے فرزندِ رسولؐ! میرا ارادہ ہے کہ میں آپؑ اور آپؑ کے والد بزرگوارؑ کی نیابت میں طواف کروں۔ مجھے کہا گیا ہے کہ اولیاء اللہ کی طرف سے طواف نہیں کیا جاتا؟

امام علیہ السلام نے مجھے فرمایا: جس قدر ممکن ہو طواف کرو، یہ عمل تمھارے لیے جائز ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے واقعہ کے تین سال بعد دوبارہ امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے آپؑ سے ایک دفعہ پوچھا تھا کہ کیا میں آپؑ کی نیابت میں طواف کرسکتا ہوں۔ اب میں نے جس قدر اللہ سبحانہٗ نے چاہا کہ آپؑ اور آپؑ کے والد کی نیابت میں طواف کیا ہے۔ اس کے بعد میرے دل میں ایک خیال آیا اور میں نے اُسے ادا کیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ کیا بات تھی؟

میں نے عرض کیا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت میں طواف کروں؟

امام علیہ السلام نے یہ سن کر تین دفعہ فرمایا: صَلَّى اللهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ۔

اس کے بعد میں نے امیر المومنین امام علی علیہ السلام کی نیابت میں طواف کیا۔ پھر تیسرے روز حضرت امام حسن علیہ السلام کی نیابت میں طواف کیا اور چوتھے روز حضرت امام حسین علیہ السلام کی

[1] عوالم العلوم والمعارف، ج۶، ص ۱۵

نیابت میں، پانچویں روز حضرت امام زین العابدین علیہ السلام، چھٹے روز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، ساتویں روز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام، آٹھویں روز حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، نویں روز امام رضا علیہ السلام، دسویں روز آپؑ کی نیابت میں طواف کیے۔

اے میرے مولاؑ و آقا! یہی میرا دین ہے اور میں نے بارگاہِ خداوندی میں فریاد کی ہے کہ مجھے اپنے اولیاء کے دین پر چلا۔

یہ سن کر امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: اللہ ربّ العزت نے تجھے وہ دین عطا کیا ہے جو اُس کی بارگاہ میں قبول ہے اور وہ اس دین کے علاوہ کسی اور دین کو قبول نہیں کرے گا۔

میں نے یہ بھی عرض کیا: میں اکثر آپؑ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی نیابت میں طواف کرتا ہوں اور کبھی طواف نہیں بھی کرتا۔

امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: اس طواف کو کثرت سے کرو۔ جو طواف تم کرتے ہو ان سب سے یہ طواف افضل ہے، ان شاء اللہ! (۱)

حضرت امام ابوالحسن ثالث علی نقی علیہ السلام

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں نے اپنی دُختر کا نام "فاطمہ" اس لیے رکھا ہے کہ انھیں وہ قوت و طاقت حاصل ہے کہ قیامت کے دن اپنے محبوں کو نارِ دوزخ سے چھٹکارا دلائیں گی۔ (۲)

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

ابوہاشم عسکری سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھا: حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نام "الزہراء" کیوں ہے؟

امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

كَانَ وَجْهُهَا يَزْهَرُ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ كَالشَّمْسِ الضَّاحِيَةِ وَعِنْدَ الزَّوَالِ كَالْقَمَرِ الْمُنِيرِ وَعِنْدَ

---

(۱) بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۱۰۱

(۲) عوالم العلوم، ج ٦، ص ۳۰

غُرُوْبِ الشَّمْسِ كَالْكَوْكَبِ الدُّرِّيِّ ①

"آپؑ کا چہرہ امیر المومنینؑ کے لیے دن کے آغاز میں خورشیدِ خاور کی طرح اور وقتِ زوال چودھویں کے چاند کی طرح اور غروبِ شمس کے وقت کوکبِ دُری کی طرح چمکتا تھا"۔

حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہم سے تمھاری محبت ایک غیر معمولی عمل ہے۔ اس کا فائدہ تمھیں پہنچتا ہے۔ یہ تمھارے لیے خیر وخوبی ہے اور تمھارے واسطہ رحمتِ الٰہی ہے اور شفقتِ خدا ہے۔ اللہ سبحانہٗ نے اُس ظالم ستم پیشہ کے ذریعے ہمارا امتحان لیا۔ اُس ظالم نے ہم سے جھگڑا کیا۔ جو گمراہ تھا وہ مسلسل گمراہی میں تھا۔ وہ اپنے پروردگار کے حکم کی ضد میں تھا۔ وہ اُس چیز کا مدعی تھا جو اُس کی نہیں تھی۔ اللہ سبحانہٗ نے اُس پر جو فرض کیا تھا اُس نے اُس کی مخالفت کی۔ وہ ظالم اور غاصب ٹھہرا۔ رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُختر کی زندگی میرے لیے اُسوۂ حسنہ ہے۔ وہ جاہل بہت جلد اپنے ظلم وستم کا بدلہ دیکھ لے گا اور ہلاک ہوگا اور اُس کافر جفا کار کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ آخرت کا گھر کس کے واسطہ سے ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب صورت اشعار کہے ہیں:

مِشْكَاةُ نُوْرِهِ اللهِ جَلَّ جَلَالَهُ زَيْتُونَةٌ عَمَّ الْوَرٰى بَرَكَاتُهَا
هِيَ قُطْبُ دَائِرَةُ الْوُجُودِ وَنُقْطَةُ لَمَّا تَنَزَّلَتْ أُكْثِرَتْ كَثْرَاتُهَا
هِيَ اَحْمَدُ الثَّانِي وَاَحْمَدُ عَصْرِهَا هِيَ عنصرُ التوحيدِ فِي عَرَصَاتِهَا

"وہ اللہ سبحانہٗ کے نور کی مشکوٰۃ ہیں۔ اُس کی برکات کا عالی اور متعالی مرکز ہیں۔ آپؑ دائرہ وجود کا نقطہ اور قطب ہیں۔ زیادہ سے زیادہ آپ پر برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ یہ احمد ثانی ہیں اور اپنے زمانے کے لیے احمد ہیں اور یہ اپنے عرصات میں عنصرِ توحید ہیں"۔ ②

---

① عوالم العلوم، ج ۶، ص ۳۳

② سفینۃ البحار، ج ۵۳، ص ۱۷۹-۱۸۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدایا! میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں کہ تُو نے اپنے اولیاء کی محبت کو ہمارے اعمال کا صحیفہ قرار دیا ہے۔ ہمارے قلوب سیّد الانبیاء ﷺ کی لختِ جگر اور حضرت امام علی علیہ السلام کی رفیقۂ حیات کی محبت میں غرق ہیں۔ یہ وہ ہستی ہیں کہ جن کی توصیف و ستائش بیان کرنے سے دُنیا کے بڑے سے بڑے ماہرینِ ادب عاجز ہیں، کیونکہ یہ زہراء بتولؑ ہیں۔ یہ وہ بابرکت ذات ہیں جن سے تمسک نے ہر نبیؑ اور رسولؑ کو ہر میدان میں کامیابی اور نجات دی۔

''الفاطمہ'' وہ ہستی ہیں کہ جن کی کماحقہ معرفت کا ادراک و شعور ناممکن ہے۔ اُن کی تعریف و توصیف کرنے میں زبانیں اور عقول سرگرداں ہیں۔

آپؑ طاہرہ ہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ عصمت و طہارت میں اُس بلندی پر فائز ہیں جس کی مثال ناپید ہے۔ خاتونِ جنّت کا لقب الحدثہ ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے: یہ ہر صاحب بیان ولسان سے عظیم و اعظم ہیں۔ اس دعویٰ کی دلیل کتب اور دفاتر ہیں۔ اس امر کا مظہر مراسیل اور مسانید ہیں۔

المختصر! آج تک جس قدر آپؑ کی شان بیان کی گئی ہے وہ پھر بھی کم و کاست ہے۔ بس ایک ملکوتی فرمان ہے جو آپؑ کی شان کے مطابق ہے اور پوری کائنات پر بھاری ہے۔

رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: میری بیٹی اُمِ ابیہا ہے۔ اس کے علاوہ صاحبِ لولاک کی وہ ملکوتی آواز جسے سن کر کائنات جھوم جاتی تھی۔

يَا فَاطِمَةُ! فِدَاكِ اَبُوكِ

''اے فاطمہؑ! تم پر تمھارا والد قربان ہو جائے''۔

کروڑوں دُرود و سلام ہو آپؑ کے والد بزرگوارؐ، ہمارے سیّد و سالار مصطفیٰؐ پر، آپؑ کے شوہر مرتضیٰؑ پر، آپؑ کے فرزندانؑ اور آپؑ کی تمام اولاد پر۔

خدایا! خاتونِ جنت کے اعداء پر آغازِ وجود سے روزِ جزا تک لعنت کے رعد و برق والے بادل گرجتے رہیں اور وہ تڑپتے رہیں۔

اس کے بعد: وہ عبدِ حقیر جو محبانِ خاتونِ جنت کے پیروں کی خاک ہے یعنی عاصی احمد رحمانی ہمدانی عرض گزار ہے:

زندگی کے شبانہ روز گزر چکے ہیں اور گزر رہے ہیں۔ صبح ہوتی ہے، شام ہوتی ہے۔ زندگی یوں ہی تمام ہوتی ہے اور ہو رہی ہے۔ میری فکر رسا ہمیشہ یہی رہی ہے کہ میں اپنی سیّدہ فاطمہ رضیہ مرضیہؑ، خاتونِ جنت پر کتاب لکھوں تاکہ وہ میرے لیے ذخیرۂ آخرت بنے۔ جب قبر میں پہنچوں تو یہ ملکوتی ذخیرہ میرے لیے مونس و انیس ٹھہرے۔ وحشت دُور ہو، چمنستان و گلستان کا حسین و جمیل روح افزا ماحول ہو۔ پھر جب میں عرصۂ محشر میں پہنچوں تو یہ ذخیرہ وہاں میرے فقر و احتیاج کو دُور کر دے۔

علاوہ ازیں میری خواہش یہ بھی ٹھہری کہ جب یہ کتاب، اُمت کے مومنین و مومنات تک پہنچے گی تو وہ اس کتاب سے استفادہ کر کے اپنی دُنیا اور آخرت سنواریں گی۔ اس عزم کے ساتھ جب میں اس امر کی طرف اُٹھا تو اپنے آپ کو بے سرمایہ پایا۔ کم علمی میرے سامنے آئی تو بیٹھ رہا کہ من کجا و تو کجائی!؟

لیکن جو محبت کی چنگاری میرے دل و دماغ میں باقی تھی وہ آخر شعلہ وَر ہوئی، حوصلے بلند ہوئے، ہمت جوان ہوئی۔ دل نے کہا:

اِنَّ قِيْمَةَ رَجُلٍ عَلٰى قَدْرِ هِمَّتِهٖ

"مرد کی قیمت اُس کی ہمت اور ارادہ ہے۔ جس نے کسی چیز کو طلب کیا تو اُس نے اُسے پالیا"۔

میں نے اس درس کو پڑھ کر عزم بالجزم کر لیا اور پروردگارِ عالم کی مدد سے کتاب تحریر کرنا شروع کر دی۔ میں نے کتاب کی تالیف فصول اور ابواب کے طریقے پر کی، تاکہ قاری عزیز کے لیے مطالب تک رسائی آسان ہو۔ اس کتاب کی ترکیب حسبِ ذیل ہے:

① میں نے سب سے پہلے ان عبقری علمائے اعلام کے اسماء درج کیے ہیں جنھوں نے

سیّدہ زہراء علیہا السلام کی سیرت پر کام کیا ہے۔

۲ مذکورہ محققین کے کلمات نقل کیے ہیں جو سیّدہ کائناتؑ کی عظمت کا مظہر ہیں۔

۳ خاتونِ جنّت کے وہ فضائل و مناقب نقل کیے ہیں جو اصحابِ کساء کو شامل ہیں۔ مذکورہ فضائل وہ جو فریقین نے مسنداً بیان کیے ہیں۔

۴ وہ دُعائیں اور کلمات جو آپؑ سے مروی ہیں۔

۵ اس کتاب میں مَیں نے اُس دور کے سیاسی اور اجتماعی حالات بیان کیے ہیں، سیّدہؑ پر جو مظالم ڈھائے گئے وہ تفصیلاً موجود ہیں۔ اُمت نے جب دُنیا اور حرص کی بنیاد پر جو سلوک آپؑ سے کیا اُس کا خلاصہ اس کتاب میں موجود ہے۔

۶ اس کتاب میں سیّدہؑ سے جو آپؑ کے خاندان سے متعلقات ہیں وہ بھی تفصیلاً موجود ہیں۔

ان فصول اور ابواب میں فہم و مطالب اور قیمتی نوادر و فرائد موجود ہیں جن کا لکھنا ضروری تھا۔ بصورتِ دیگر کتاب ناقص ٹھہرتی۔ جس نے بی بیؑ کی شخصیت کا عرفان درک کرنا ہے اُس کے لیے یہ آسان راستہ موجود ہے۔

آخر میں مَیں پروردگارِ عالم سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور اجر جزیل عطا کرے۔

میری قارئین سے التماس ہے کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ کریں لیکن انصاف کی نظر سے، تنقید برائے تنقید نہ کریں۔ ہاں اگر کہیں ہماری طرف سے کوئی کمی و کوتاہی دیکھیں تو آگاہ کریں اور معاف کریں۔

میں اُنھیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔

والسلام!

احمد رحمانی ہمدانی

پہلی فصل

مناقب وفضائل

اور

محققین کے کلمات

ابن صباغ مالکی حدیث

اگر کوئی نسب آسمانِ شرافت کا آفتاب ہے تو وہ سیّدالانبیاء کی شہزادی کا نسب ہے۔ کسی کا نسب اس نسب سے منسوب ہے تو وہ مجسم شرافت ہے۔ حسب کا سرمایہ افتخار بھی اسی ہستی کے سبب سے تعلق میں ہے۔ خاتونِ جنّت وہ ہستی ہیں کہ جن کے بابا بزرگوارؐ کی شان سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ (پاک ہے وہ ذات کہ جس نے اپنے بندے کو رات کے وقت معراج کرائی)۔

حضرت فاطمۃ الزہراءؑ تیسرے آفتاب و ماہتاب کا نام ہے۔ آپؑ خیرالبشر کی شہزادی ہیں۔ خاتونِ جنّت اپنی ولادت سے ہی طیّب و طاہر ہیں۔ اس کائنات میں جو صاحبانِ عقل وشعور ہیں اُن کا آپؑ کی سیادت پر اجماع ہے۔

عبدالزہرا کی حدیث

حضرت سیّدہ زہراء سلام اللہ علیہا نہالِ نبوت اور شجرۂ امامت ہیں۔ نُورِ رسالت سیّدالانبیاءؐ صرف اور صرف اسی قمر نبوت کے آستانہ قدس اور دروازۂ نُور سے ملے گا۔ رسالتِ اسلامیہ کی تمام اَبعاد کا مرکز صرف آپؑ ہی کی ذات والاصفات ہیں۔ آپؑ کے شوہر کائنات کی وہ عظیم الشان شخصیت ہیں جن کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ انھوں نے ہمارے لیے زندگی کے وہ راستے طے کیے جن کا حکم اسلام نے دیا ہے، جن سے خوشنودیٔ خدا حاصل ہوتی ہے۔ جب آپؑ کے والدگرامی کا انتقال ہوا تو آپؑ نے اسلام کی حقانیت کے لیے اپنی بطولیت اور جلالت کا مظاہرہ کیا تھا۔ آپؑ نے اپنے اس عمل سے اُمت کی خواتین کے حقوق کی پاسداری کی تھی جو اسلامی معاشرہ کی بنیاد ہے۔ اسی اساس پر حضرت زہراء علیہا السلام کی مقدس شخصیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

محمد بن طلحہ شافعی

جان لیں! اللہ سبحانہ نے روح القدس سے تائید کی ہے۔ اس تالیف میں اَئمہ اطہار علیہم السلام

کی صفات و خصوصیات مذکور و محفوظ ہیں۔ وہ ہادی اور اَبرارِ اُمت ہیں۔ اُن کی عادات و اَطوار وہی ہیں جو رسولِ اسلام ﷺ کی ہیں۔ وہ سب نسبی طور پر متصل ہیں رسول اللہؐ سے، کیونکہ وہ آپؐ کی دُختر کے فرزند ہیں۔ یہ وہ واسطہ ہے کہ اللہ ربّ العزت نے اُن کا شرف بلند کیا ہے۔ اُن کا فضل شرف اور شرف فضل بلند کیا، اُنھوں نے قدر پائی، اسی قدر کو قدر ملی۔ وہ محلِ علو ہیں، اُن کا محل عالی اور متعالی ہے۔ وہ اصل تطہیر اور تطہیر اَجل ہیں۔

ہاں! جب فرصت ملے، لمحات خلوت ہوں تو اپنی نُورِ بصیرت سے دیکھو، اللہ سبحانہٗ نے تجھے ہدایت کی طرف راغب کیا ہے۔ یہ صاحب اس آیت کا مدلول ہیں۔ [1]

یہ مراتب کی ترتیب ہیں۔ اس میں اشاروں کی کیفیت ہے، جس کی طرف یہ اشارے ہیں کہ منازلِ شرف و شرافت میں حضرت فاطمہ علیہا السلام کا مقام و قیام بلند و برتر و ممتاز ہے۔ آیت کے راز اور اُس کی دانش یہ ہے کہ علیؑ اور فاطمہؑ کے درمیان فاصلہ رکھا۔ آیت میں جہاں ذکر فاطمہؑ کا ہے اُسے آگے کی طرف سے اور آخر کی طرف سے محفوظ رکھا گیا ہے تاکہ آپؑ کی عظمت کا پتا چلے۔ اس آیت میں اَنْفُسَنَا سے مراد حضرت امام علی بن ابی طالبؑ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ اسے آخر میں رکھا گیا ہے۔ نِسَاءَنَا کو اَبْنَاءَنَا اور اَنْفُسَنَا کے درمیان میں رکھا گیا ہے تاکہ نِسَاءَنَا ہر طرف سے محفوظ رہے۔ یہی ترکیب اپنی دلالت میں اَبْنَاءَنَا کے ساتھ زیادہ بلیغ ہے۔ یعنی جب اصحابِ کساء میدانِ مباہلہ میں حاضر ہوئے تو سب سے آگے رسولِ اسلام ﷺ تھے۔ حضرت امام حسنؑ کا ہاتھ رسول اللہؐ کے ہاتھ میں اور حضرت امام حسینؑ کو رسول اللہؐ نے اپنے سینہ پر اُٹھا رکھا تھا۔ آپؐ کے پیچھے حضرت فاطمہؑ اور اُن کے پیچھے حضرت علیؑ تھے۔ اس ترتیب سے خاتونِ جنت ہر طرف سے حجاب میں تھیں۔ [2]

حافظ ابونعیم اصفہانی

سیدہ زہراء علیہا السلام تمام عبادت گزاروں میں برگزیدہ ہستی ہیں۔ متقیوں کی سیدہ و سالار

---

(1) آیت مباہلہ میں غور کریں۔

(2) مطالب السؤول، ص ۷۶

فاطمہؑ ہیں۔ سیّدہ بتولؑ آپؑ ہیں، آپؑ بضعہ اور شبیہ رسولؐ ہیں اور اپنے والد ماجدؐ کے وصال کے بعد آپؑ سے سب سے پہلے لاحق ہونے والی یہی خاتونِ جنت ہیں۔ آپؑ نے اس دُنیا سے زیادہ استفادہ نہیں کیا، کیونکہ اس دنیا کے عیوب کو آپؑ بخوبی جانتی تھیں کہ اس سے لگاؤ و دھیان بے کار ہے۔ ①

جناب عبدالمجید ابنِ ابوالحدید

سیّدالانبیاء ﷺ اپنی دُختر کا بہت زیادہ احترام واکرام کیا کرتے تھے۔ ایسا احترام کہ جس کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی شخص اپنی بیٹی کا اتنا اِکرام نہیں کرتا جس قدر آپؐ کرتے تھے۔ آپؐ اپنی دُختر سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور اُن کا بے پناہ احترام کیا کرتے تھے جو کہ بے مثل و بے مثال ہے۔ یہ اِکرام و احترام صرف ایک دفعہ کے لیے نہیں بلکہ ہر مرتبہ اور ہر وقت تھا اور ہر ایک کے سامنے تھا۔

آپؑ سیّدہ نساء عالمین اور فخرِ مریمؑ بنت عمران ہیںؑ۔ جب عرصۂ محشر میں آپؑ کا وُرود ہوگا تو عرشِ الٰہی سے آواز بلند ہوگی: اے اہلِ محشر! اپنی آنکھیں بند کرو، تاکہ فاطمہؑ بنت محمدؐ گزر جائیں۔ (حدیث صحیح)

یہ حدیث ضعیف نہیں ہے۔ خاتونِ جنت کا نکاح حضرت امام علی علیہ السلام سے پہلے عرش پر ہوا تھا ملائکہ کی موجودگی میں پھر زمین پر ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے متعدد مرتبہ فرمایا:

> ''جس نے میری دُختر کو اذیت دی تو اُس نے مجھے اذیت دی۔ جس نے اُن سے بُغض رکھا اُس نے مجھ سے بُغض رکھا۔ یہ مجھ سے ہیں اور میری رسالت کا حصّہ ہیں۔ جس نے انھیں رنجیدہ کیا اُس نے مجھے رنجیدہ کیا''۔ ②

---

① حلیۃ الاولیاء، ج۲، ص ۳۹

② شرح نہج البلاغہ، ج۹، ص ۱۹۳

استاذ توفیق ابوعلم

سیدہ زہراء علیہا السلام وہ ہستی ہیں کہ جو کریمۃ الخلیقہ، ملکہ شرافت، نبیلہ نفس، جلیلہ شعور و ادراک، فہم و فراست ہیں، بے مثل و بے مثال، صاحبِ ذہانت و فطانت پیکر شرافت و مروت، آسمانِ مکارمِ اخلاق، گلستانِ خوشبو، مرکز شجاعت و شہادت، غیور و غیرت گر، مذاہب سماوی کی پاسبان، محور عفت و صداقت، ملکہ عفت و طہارت، بناتِ حواؑ میں بے مثل و بے مثال۔ آپؑ اولادِ آدمؑ و حواؑ کا عظیم الشان شرف ہیں۔ ①

جناب عباس محمود عقاد مصری

ہر زمانے اور ہر نسل میں ضرور کوئی نہ کوئی مقدس خاتون رہی ہے جس کی تقدیس و قداست سے اہلِ ایمان خوفزدہ رہے ہیں گویا کہ وہ آیتِ الٰہیہ میں مردوں اور عورتوں میں منفرد رہی۔ جس طرح دینِ نصاریٰ میں حضرت مریمؑ مقدس رہی ہیں تو دینِ اسلام میں دُخترِ رسولؐ خدا، فخر مریمؑ رہی ہیں۔ دُنیائے اسلام میں آپؑ کی کوئی نظیر ہے اور نہ عدیل۔ ②

ڈاکٹر علی ابراہیم حسن

تاریخ اسلام میں حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی سیرت منفرد اور ممتاز ہے۔ ہم آپؑ کی سیرت میں عزّت و عظمت کے مختلف رنگ دیکھتے ہیں۔ آپؑ ملکہ بلقیس اور قلوپطرہ کی مانند نہیں ہیں کہ جنھوں نے عرش، دولت اور حُسن سے شہرت پائی۔ خاتونِ جنّت ان دونوں ہستیوں سے فضائل و مناقب میں اَرفع و اعلیٰ ہیں۔ آپؑ ایک مشہور بی بی کی طرح نہیں ہیں کہ جنھوں نے ایک جنگ میں مردوں کی قیادت کی تھی جس کی وجہ سے اُنھیں شہرت ملی۔ آپؑ اس لیے ہر لحاظ سے بلند و بالا ہیں کہ اللہ سبحانہ کی طرف سے حکمت اور جلالت ملی ہے۔ یہ وہ حکمت نہیں ہے جس کا مرجع کتابیں اور علماء و فلاسفہ کی دانش ہو۔ یہ باتیں تو زمانے کے تجربات اور حوادث کا مجموعہ ہیں اور جلالت وہ جلالت نہیں ہے جو متاعِ دُنیا سے حاصل ہوتی ہے۔ سیّدہؑ کی جلالت وہ تھی جو

---

① اہلِ بیتؑ، ص ۱۳۲-۱۳۳

② ایضاً، ص ۱۲۸

اُن کی ذات میں داخل تھی۔ آپؑ کا ہر ارادہ وعزم جلالت سے متصف تھا۔[1]

علامہ الاربلیؒ

ہم حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے ذکر سے اپنے بیان کا آغاز کرتے ہیں کہ جس ہستی نے اپنے نُور سے اِس نسب کو بقعۂ نور بنا دیا اور وہ فخر وافتخار حاصل کیا جو بے مثل و بے مثال ہے۔ جس طرح آپؑ کا نُور بلند وروشن ہے۔ اسی طرح آپؑ کا نسب اعلیٰ اور بالا ہے۔ آپؑ نے اپنی عزّت وعظمت کو اپنے وجود کی ہستی سے رفعت دی۔

خاتونِ جنّت مشکوٰۃ نبوت ہیں کہ آپؑ کی وجہ سے کارِ رسالت روشن ہوا۔ آپؑ ہی کی وجہ سے رسالت کی کرنوں نے اُفق وآفاق کو منور کیا۔ کائنات پر نُور کی بارش برسی۔ آپؑ وہ عقیلہ رسالتؐ ہیں جس نے نُور کے ساتوں آسمانوں کو بلند کیا۔ آپؑ اس قدر بلند ہوئیں کہ بہت بلند ہوئیں۔ آپؑ کی آلؑ کے منصب ومناصب بلند ہوئے۔ آپؑ کا حسب، شریف اور پُرشرافت ہے۔ آپؑ کی ولادت طاہر اور طاہرہ ہے۔ خود بھی زہراء اور اولاد بھی زہراء۔ تمام ثقہ وسداد لوگوں کے نزدیک سیّدہ وسالار، ہر بہتر سے بہتر، شمس وقمر کے ساتھ تیسرا شمس وقمر، دُخترِ خیر البشر ہیں۔ آپؑ اُم الائمہ الغرر ہیں۔ ہر میل وکثافت سے طیب وطاہر ہیں۔ کفر وانکار پر بھاری ہیں۔ جلال بادشاہ کے جوہر جلال سے متصل ہیں۔ آپؑ کمالات کے بلند درجہ پر فائز ہیں۔ آپؑ مردوں اور عورتوں میں مختار ومنتخب ہیں۔ سیّدہؑ، آپؑ کے والد بزرگوارؐ، شوہر نامدارؑ اور آپؑ کی اولاد پر دُرود وسلام، جو تمام نجیب الطرفین لوگوں کے سیّد وسالار، کتاب ونبوت کے سردار ہیں۔ سب سلامتی والے، شریف واشرف اور کریم ومعظم ہیں۔

مزید اور مزید

حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام سلسلہ نبوت ہیں۔ آپؑ اپنے کریم بابا کی پروردہ ہیں۔ آپؑ صدفِ فخار کا موتی ہیں۔ شمس نہار کا نُور ہیں۔ مشکوٰۃ الانوار کا فتیلہ ہیں۔ آپؑ شرفِ وجود کی صفوت ہیں۔ آپؑ واسطہ اور رابطہ عالمِ وجود ہیں۔ نقطہ دائرہ فخر ومفاخر ہیں، بدر الدجیٰ ہیں،

---

[1] فاطمۃ الزہراء، ص ۱۷۱

زہرۃ الزہراءؑ ہیں، روشنی کی روشنی ہیں۔ پروردگارِ عالم کے ہاں اُن کا مقام و مرتبہ بلند ہے۔ آپؑ کا مقام و محل فردوس ہے۔ آپؑ اعلیٰ علیّین میں بھی مقامِ بلند رکھتی ہیں۔ آپؑ انوارِ ربانی کی نُورانیت ہیں۔ اُنھی کی ضیاباریوں سے آفتاب نے روشنی پائی ہے۔ ہم اُن کی تعریف وتوصیف کا حق ادا نہیں کرسکتے کیونکہ آپؑ ہماری مدح وستائش سے بے نیاز ہیں۔ آپؑ اپنے والد ماجدؑ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور اپنی والدہ ماجدہؑ کا قلبی اور روحانی سکون وتسکین ہیں۔ آپؑ جواہر رفعت سے آراستہ اور پیراستہ ہیں۔ آپؑ دُنیاوی کثافتوں سے پاک و پاکیزہ ہیں۔ آپؑ اُمتہ اللہ ہیں اور عالمین کی عورتوں کی سیّدہ و سالار ہیں۔ یہ وہ ہستی ہے جو اپنے آباء و اجداد کا جمال دَر جمال ہیں۔ آپؑ اپنے فرزندوں کے لیے شرف وشرافت ہیں۔

آپؑ کی رفعتوں کو دیکھ کر حضرت آدمؑ نازاں ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کو فخر ہے کہ سیّدہ فاطمہؑ آپؑ کی دُختر ہیں کیونکہ حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اصل ہیں اور خاتونِ جنت اُن کی فرع ہیں۔ آپؑ اپنے بابا کی خوشبو کا گل دستہ ہیں۔ جس نے اِن کے فضل وشرف کا انکار کیا وہ ہلاک و برباد ہوا۔ ایک احمق ہی اُن کے فضائل و مناقب کا منکر ہوسکتا ہے۔ ایسا آدمی عقل وخرد سے محروم ہے۔ ہاں جس نے اس ہستی سے بُغض رکھا اللہ تعالیٰ اُسے جہنم رسید کرے گا۔ آپؑ کے دوستوں کا مقام جنّت ہے اور آپؑ کے دشمنوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ (1)

عالم خیر ابنِ شہر آشوب

خاتونِ جنّتؑ کے فضائل و مناقب بے پناہ ہیں۔

آپؑ قول و اقوال میں صدیقہ، حالت و اَحوال ہیں مبارکہ، اعمال و افعال میں طاہرہ، عدل و انصاف میں زکیہ، قول و مقالہ میں راضی و رضیہ، دلیل و دلالت میں رضا و مرضیہ، الحرثہ بالشفقۃ، نان و نفقہ میں زایدہ اور محرہ، السیّدہ بالصدقہ، کون و مکان میں حصان، بتولِ زمان، الزہرۃ بالاحسان، ستر وحجاب میں رحم یا رحیم کا راز ہیں۔ فاطم و فاطمہ ہیں، نیکی میں فاطمہ ہیں، ادت کے ساتھ نوریہ، عبادت کے ساتھ سادیہ، زُہد وورع کے ساتھ حانیہ، ولادت میں عذراء

(1) کشف الغمہ، ص ۳۵۲

ہیں، خاتونِ جنّت، زاہدہ، صفیہ، عابدہ، رضیہ، رضیۃ المرضیہ، المتجدۃ الشریفہ، عفیفہ بالیقین، سیّدۃ النساء، حبیبۃ الرحمٰن، وہ ہستی کہ جن کا خازنین جنّت سے بھی حجاب، صفیۃ الرحمٰن، دُخترِ خیرالمرسلین، سیّدہ و سردار خلائق عالم کی آنکھوں کی ٹھنڈک، مرکز و محور ساداتِ عالم، عرصۂ محشر میں زیرِ عرش، مظلومہ صورت میں حاضر ہونے والی، ثمرۂ نبوت، اُم الائمہ، زُہرہ دل، شافع و شفیع اُمت، صاحبہ احترام و اِکرام، الزہراء، مرکز جرأت و شجاعت، قُبہ خضراء کے نیچے محور اکرام و احترام، دُنیائے انسان کی بے مثل و بے مثال حُور، بتولِ عُذرا، چھے منتخب و مختار خواتین کی سیّدہ و سالار، وارثہ سیّدالانبیاءؐ، رفیقۂ حیات سیّدالاوصیاءؑ، فاطمۃ الزہراءؑ، صدیقۃ الکبریٰ، راحت روح المصطفیٰ، پُرمصائب اور صبر و تحمل سے گزر جانے والی، صاحبہ شجر طوبیٰ، شریکہ فضائل سورۂ ھل اتیٰ، دُخترِ نبیؐ، صاحبۃ الوصی، اُم السبطین، جدۃ الائمہ، سیّدہ نساء آخرت الدنیا، زوجۃ المرتضیٰ، والدہ مجتبیٰ، دُخترِ مصطفیٰ، السیّدۃ المفقودہؑ، الکریمۃ المظلومۃ الشہیدہ، السیّدۃ الرشیدہ، شفیقۃ مریمؑ، لبنۃ محمد المکرمؐ، ہر شر و فساد سے محفوظ، ہر خیر کا مرکز، مذکورہ و محمودہ انجیل، فضائل و مناقب کی کائنات، صاحب وحی اور تنزیل کا سرمایہ۔ آپؑ وہ ہستی ہیں کہ خلیل اللہ آپؑ کے دادا، ربِ جلیل آپؑ کی مدح کرنے والے، آپؑ اپنے والد ماجدؐ کی مخاطب ہیں۔ جبرئیلؑ بارگاہِ رسالت میں عرض گزار ہوتے تھے۔ (۱)

محققِ شہیر علّامہ حاج مُلّا محمد باقرؒ، صاحبِ خصائص فاطمیہ

''خدایا! تیری ذات طیّب و طاہر ہے کہ تُو نے ساتوں آسمان کو پیدا کیا اور دانے اور گٹھلی کو پھاڑ کر موجودات کو وجود بخشا۔ تُو نے ہی فاطمہؑ کا اسم اپنے اسم سے مشتق کیا۔ اُنھیں اپنے نُور سے وجود بخشا۔ اس طرح وہ تیرے اَنوار کا مظہر ٹھہریں۔ ہاں! یہ وہ مقدس اسم ہے جو تیرے تمام اسماء کا مرکز، اساس اور معدن ہے۔ یہ وہ نُور ہیں جو تیری تمام کنیزوں کی سیّدہ ہیں۔ تُو نے اپنے عرشِ بریں سے آواز بلند کی:

> ''میں فاطر زمین و آسمان ہوں اور یہ فاطمہؑ ہے۔ انھی کے نُورِ اَنور سے ہی اوّل سے آخر تک کائنات اپنے وجود میں آئی''۔

---

(۱) المناقب، ج۳، ص ۳۵۷-۳۵۸

خدایا! ان کا اسم تیرے اسم سے وجود میں آیا۔ ان کا نُور تیرے نُور سے ظاہر ہے۔ ان کا ظہور تیرے ظہور سے ممکن ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر کمال نے کمال تیرے ظہور سے ہی حاصل کیا۔ ہر وجود نے تیری رحمت کے سایہ میں لباسِ وجود پہنا۔

خدایا! جب تُو نے اس ہستی کو پیدا کیا تو تُو نے اِسے پیدا کیا اور تمام بشری کدورات و کثافات سے پاک پیدا کیا۔ اِنھیں تُو نے ہی اَسرار و خصائصِ فاطمیہ عطا فرمائے۔ تُو نے ہی انھیں عنصر رعونات سے دُور رکھا۔ ہر نقص و نقصان سے پاک ٹھہرایا۔ تُو نے اُنھیں وہ خصال و خصائص، راضیہ اور مرضیہ عطا کیے جن کے درک و اِدراک سے عقلِ انسانی حیران و سرگردان ہے۔ کجا انسان اور کجا معرفت و عرفانِ سیّدہ نساء العالمین، سماوی نُور کے ساتھ افلاک نے یہ ثابت کیا کہ فاطمہ منصورہ اور غالب ہیں۔ اُم سبطین ہیں، شمس و قمر پر سب سے بڑی حجت ہیں۔ ریحانہ سدرۃ المنتہیٰ ہیں، کلمہ تقویٰ، عُروۃ الوثقیٰ، حجابِ خداوندی، سعیدہ عظمیٰ، مریم کبریٰ، نمازِ وسطیٰ، انسیہ الحوراء، قرونِ اُولیٰ کا نظام آپؑ کی معرفت و عرفان برقرار رہا۔ میری کیا جرأت کہ میں آپؑ کے فضائل و مناقب کا شمار کروں؟ آپؑ کے فضائل بے شمار اور آپؑ کی فضیلتیں لامحدود اور بے شعور ہیں۔ آپؑ بتولِ عذراء، حُرۃ البیضا، اُمِ ابیہا، خاتونِ جنّت، اپنے تمام محبوں اور اُن کی بیٹیوں کی سردار و سالار ہیں۔ صدیقہ فاطمۃ الزہراءؑ ہیں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

حَجَلًا مِن نُوْرِ بَهجَتِهَا تَتَوَارىٰ الشَّمسُ فِي الْاُفُقِ
وَحَيَاء مِن شَمَائِلِهَا يَغُطّى الغَضُ فِي الوَرَقِ

''اے دُخترِ نیک اختر! سیّدالانبیاءؐ آپؑ کے چہرۂ انور کے سامنے آفتاب و عالمِ تاب کے نُور کی کیا جرأت کہ آپؑ کا سامنا کرے۔ وہ آپؑ کو دیکھ کر چھپ جاتا ہے۔ وہ آپؑ کی شکل و صورت، شملہ و شمائل کے آگے ٹھہر نہیں سکتا''۔ [1]

---

[1] الخصائص فاطمیہ، ص ا

محققِ وحید حضرت علّامہ السیّد کاظم قزوینیؒ

فاطمہؑ! تم کیا جانو کہ فاطمہ کیا ہیں؟

آپؑ ایک انسانی شخصیت ہیں اور خاتون کی صورت میں ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ اللہ ربّ العزت کی قدرتِ کاملہ آشکار ہو اور اُس کا حیران کن ایجادی پہلو اُجاگر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو خلق کیا تا کہ آپؐ انبیاءؑ کے درمیان پروردگارِ عالم کی قدرت کا مظہر بنیں۔ پھر اللہ سبحانہ نے خاتونِ جنّت کو آپؐ کی دُختر ٹھہرایا۔ وہ آپؐ کی بضعہ بنیں جو فاطمہ زہراءؑ کہلائیں، تا کہ اللہ سبحانہ کی عجیب وغریب خلقت کی عجیب وغریب آیت ٹھہریں، جو فضائل کا مجموعہ ہوں اور مناقب ومواہب کا سنگم ہوں۔

اللہ سبحانہ نے فاطمہ زہراءؑ کو عزّت وعظمت کی وہ کائنات عطا کی ہے جس میں یہ کائنات اُس میں گم ہے۔ علاوہ ازیں پروردگارِ عالم نے آپؑ کو وہ عظمت وجلالت عطا کی جو کائنات کی کسی خاتون کو حاصل نہیں۔ یہ اولیاء اللہ کی وہ فضیلت ہے جو اُنھیں حاصل ہے جس کا سماوی مخلوق نے اس وقت اعتراف کیا جب کہ زمینی مخلوق نے اُن کا اعتراف ابھی تک نہیں کیا تھا۔

اللہ ربّ العزت نے اپنے قرآن میں آیات نازل کی ہیں جنھیں صبح وشام پہلے دن سے لے کر آج تک پڑھا جا رہا ہے اور قیامت تک پڑھا جائے گا۔

زمانہ جس قدر اپنے فہم وادراک میں ترقی کرے گا اُسی مقدار میں زیادہ سے زیادہ معرفتِ عظمت زہراءؑ میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ اس طرح اُن کے سامنے اسرارِ فاطمیہؑ ظاہر وباہر ہوتے رہیں گے۔ خاتونِ جنّت وہ رازِ قدرت ہیں کہ جن کی سرکار نے اُفق وآفاق کو اپنے دامن میں لے رکھا ہے۔ آپؑ کے فضائل ومناقب، خصائص وخصال اور شکل وشمائل اتنے بلند اور وسیع ہیں کہ جن تک رسائی حاصل کرنا ناممکن نہیں اور اُنھیں پاٹا نہیں جاسکتا۔ اُس ہستی کا کیا کہنا کہ جس کی تعریف وتوصیف پروردگارِ عالم کرے اور اُن کی رضا کو اپنی رضا اور اُن کے غضب کو اپنا غضب ٹھہرائے۔ صاحبِ لولاک جن کی تعظیم وتکریم کریں۔ سیّد الاوصیاءؑ جن کے احترام میں اپنی تمام بلندیاں نہایت عاجزی کے ساتھ پیش کریں۔ ائمہ اہلِ بیتؑ جنھیں مقدس جانیں اور اپنا سرمایۂ حیات سمجھیں۔ (1)

(1) فاطمہ زہراءؑ: طلوع سے غروب تک، ص ۱۳-۱۴، مترجم الطاف کلاچی، ناشر: ادارہ منہاج الصالحین، لاہور

دوسری فصل

سیّدہ فاطمہ زہراءؑ
قرآن کی نظر میں

ارشادِ پروردگارِ عالم ہے:

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ﴿۶﴾ ①

[۱] حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"پروردگارِ عالم نے علیؑ، فاطمہؑ اور اُن کے دونوں بیٹوں کو اپنی مخلوق پر حجت قرار دیا۔ یہ سب میری اُمت کے لیے علم و دانش کے دروازے ہیں۔ جس نے اِن سے رُشد و ہدایت حاصل کیا تو وہ صراطِ مستقیم کا راہی ٹھہرا"۔

[۲] حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"شمس کی موجودگی میں اُس سے اپنے اُمورِ زندگی کی ہدایت حاصل کرو۔ جب وہ غروب ہوجائے تو چاند کی روشنی سے کام لو۔ جب وہ غائب ہوجائے تو پھر ستارہ زہرہ کی روشنی سے کام لو۔ اگر وہ بھی غائب ہوجائے تو پھر فرقدین سے ہدایت لو"۔

حاضرین نے بارگاہِ رسالتؐ میں عرض کیا: یارسولؐ اللہ! سورج، چاند، زہرہ اور فرقدین کیا ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: میں شمس ہوں، علیؑ چاند ہیں، فاطمہؑ زُہرہ ہیں، فرقدان حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ ان سب پر درُود و سلام ہوں۔

ارشادِ پروردگار ہے:

فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيۡهِ ‌ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴿۳۷﴾ ②

---

① سورۂ فاتحہ: آیت ۶

② سورۂ بقرہ: آیت ۳۷

''پھر آدمؑ نے اپنے ربّ سے چند کلمات سیکھ لیے تو اللہ نے آدمؑ کی توبہ قبول کرلی۔ بے شک وہی بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے''۔ (۱)

[۳] ابن نجار نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ابن عباسؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو رسولِ اسلام نے فرمایا:

آدم علیہ السلام کو اللہ ربّ العزت نے جن کلمات کی تعلیم دی تھی وہ یہ ہیں: آپؑ نے عرض کیا:

''اے پروردگار! تجھے محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ وحسینؑ کے حق کا واسطہ میری توبہ قبول فرما''۔

پروردگارِ عالم نے حضرت آدمؑ کی خطا معاف کردی تھی۔ (۲)

ارشادِ خداوندی ہے:

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ (۳)

''آؤ! ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ''۔

[۴] محب الدین طبری نے کہا: جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو آپؐ نے اِن چاروں کو اپنے پاس بلایا۔

[۵] ابوسعید خدری سے روایت ہے جب آیتِ مباہلہ نازل ہوئی تو سیّد الانبیاء ﷺ نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو اپنے پاس بلایا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا:

''خدایا! میرے اہلِ بیتؑ یہی ہیں''۔ مسلم اور ترمذی نے یہی نقل کیا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً (۴)

---

(۱) شواہد التنزیل، حافظ حسکانی حنفی، ج۱، ص ۵۸-۵۹
(۲) الدر المنثور، ج۱، ص ۱۴۷
(۳) سورۂ آل عمران: آیت ۶۱
(۴) سورۂ ابراہیم: آیت ۲۴

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسی مثال پیش کی ہے کہ کلمہ طیبہ شجرۂ طیبہ کی مانند ہے"۔ ①

[٦] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شجرہ میں ہوں، فرع فاطمہؑ ہیں، علیؑ اُس کی جڑ، حسنین کریمینؑ اُس کا پھل ہیں۔ ہمارے مُحب اُس کے پتے ہیں۔ وہ سب جنتی ہیں۔ اُس ذات کی قسم! جس نے مجھے مبعوث کیا۔ ②

[٧] ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَیں شجر ہوں، علیؑ دل، فاطمہؑ شاخ، حسنینؑ ثمر اور ہمارے شیعہ پتّے ہیں۔

پھر فرمایا: یہ سب جنّت عدن میں ہوں گے جہاں درخت پیدا ہوتا ہے وہاں پتّے گرتے ہیں۔ خدا کی قسم! جس نے مجھے مبعوث کیا۔ اللہ کے بنائے ہوئے وسیلہ کے علاوہ جن کو مشرکین وسیلہ بناتے ہیں وہ باطل ہے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ ③

"جن معبودوں کو یہ پکارتے ہیں وہ خود اپنے ربّ تک رسائی کے لیے وسیلہ تلاش کر رہے ہیں"۔

[٨] عکرمہ سے روایت ہے کہ اس آیت کے مصداق نبی اکرمؐ، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنین کریمین علیہما السلام ہیں۔ ④

ارشادِ خداوندی ہے:

إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿١١١﴾ ⑤

"آج میں نے اُن کے صبر کا اُنھیں یہ بدلہ دیا کہ وہی لوگ کامیاب ہیں"۔

---

① ذخائرِ عقبیٰ، ص ۲۴-۲۵

② شواہد التنزیل، ج۱، ص ۳۱۲

③ سورۂ اسراء: آیت ۵۷

④ شواہد التنزیل، ج۱، ص ۳۴۲

⑤ سورۂ مومنون: آیت ۱۱۱

[۹] عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ اس آیت کے مصداق وہ لوگ ہیں جو جنتی ہیں، جنھوں نے علیؑ، فاطمہؑ اور حسنین کریمین علیہم السلام کی محبت میں آنے والے مصائب پر صبر کیا، ان کی اطاعت کی۔ اُن کی محبت میں فقر وفاقے برداشت کیے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں اور جنتی ہیں۔ ①

ارشادِ خداوندی ہے:

كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ ②

''اُس کے نُور کی مثال ایسی ہے گویا ایک طاق ہے اُس میں ایک چراغ رکھا ہوا ہے، چراغ شیشے کے فانوس میں ہے''۔

[۱۰] موسیٰ بن قاسم سے روایت ہے کہ میں نے علی بن جعفر سے سنا، انھوں نے کہا: میں نے ابوالحسنؑ سے پوچھا کہ مذکورہ بالا آیت سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: مشکوٰۃ فاطمہؑ ہیں، مصباح حسنؑ اور الزجاجہ حسینؑ ہیں۔

آگے ہے: كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ: حضرت فاطمہ علیہا السلام عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں۔ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ: شجرۂ مبارکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ: سے مراد یہود ونصاریٰ کی نفی ہے۔

يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ: سے مراد ہے کہ وہ علم کا سرچشمہ ہیں۔ لوگ ان سے علمی استفادہ کریں، کیونکہ وہ جب بولتے ہیں تو وہ علم بولتے ہیں۔

وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ: سے مراد ہے کہ یہی وہ سلسلۂ امامت ہے کہ ایک امام کے بعد دوسرا امام آتا ہے۔

يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ: ''اللہ ہماری ولایت سے ہی ہدایت دیتا ہے جس کی وہ ہدایت چاہتا ہے''۔ ③

---

① شواہد التنزیل، ج۱، ص ۴۰۸

② سورۂ نور: آیت ۳۵

③ المناقب ابن مغازلی، ص ۳۱۲

ارشادِ خداوندی ہے:

وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا ؕ ①

''اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہیں''۔

[۱۱] جناب عبداللہ بن حسنؑ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے اپنے والد سے اور میرے والد نے اپنے والد بزرگوار سے سنا، انھوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم ابوالحمراء نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے وقت علیؑ اور فاطمہؑ کے دروازے پر جاتے اور فرماتے: نماز پڑھو، اللہ سبحانہٗ تم پر رحم کرے۔ پھر آپؐ آیتِ تطہیر پڑھتے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝۳۳ ②

''اللہ کا ارادہ بس یہی ہے کہ ہر طرح کی ناپاکی کو اے اہلِ بیتؑ! آپؑ سے دُور رکھے اور آپؑ کو ایسے پاکیزہ رکھے جیسے پاک رکھنے کا حق ہے''۔

ارشادِ خداوندی ہے:

وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِھْرًا ؕ ③

''اور وہی ہے کہ جس نے پانی سے ایک بشر پیدا کیا، پھر اُسے نسب اور سسرال بنایا''۔

[۱۲] سُدی سے مروی ہے کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسولؐ اللہ نے اپنی دُختر کا عقدِ اَزدواج حضرت علیؑ سے کر دیا۔ حضرت علیؑ رسولؐ اللہ کے چچازاد بھائی تھے اور آپؐ کی بیٹی کے شوہر بھی تھے۔ یہی نسب اور یہی دامادی ہے۔ ④

---

① سورۂ طٰہٰ: آیت ۱۳۲

② سورۂ احزاب: آیت ۳۳

③ سورۂ فرقان: آیت ۵۴

④ شواہد التنزیل، ج۱، ص۳۸۱

وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا ۝ [۱]

”اور ہم نے اُنھیں متقین کا امام بنایا“۔

[۱۳] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جنابِ جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ ہماری اَزواج کون ہیں؟

جنابِ جبرئیلؑ نے عرض کیا: حضرت خدیجہؑ۔

آپؐ نے دریافت فرمایا: ہماری اولاد کون ہیں؟

جنابِ جبرئیلؑ نے عرض کیا: حضرت فاطمہؑ۔

پھر دریافت فرمایا: آنکھوں کی ٹھنڈک کون ہیں؟

جنابِ جبرئیلؑ نے عرض کیا: حسنین شریفینؑ۔

پھر آپؐ نے پوچھا: وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا ۝ سے کون مراد ہے؟

جنابِ جبرئیلؑ نے عرض کیا: علیؑ ابنِ ابی طالبؑ۔ [۲]

ارشادِ خداوندی ہے:

اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا ۝ [۳]

”اللہ کا ارادہ بس یہی ہے کہ ہر طرح کی ناپاکی کو اے اہلِ بیتؑ! آپؑ سے دُور رکھے اور آپؑ کو ایسے پاکیزہ رکھے جیسے پاک رکھنے کا حق ہے“۔

[۱۴] جناب ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے: یہ آیت اصحابِ کساء کی شان میں نازل ہوئی جن کے مقدس نام یہ ہیں:

(۱) رسول اللہ (۲) حضرت علیؑ (۳) حضرت فاطمہؑ (۴) حضرت حسنؑ (۵) حضرت حسینؑ

اس حدیث کو احمد نے اپنے مناقب میں لکھا ہے اور طبرانی نے بھی اُسے نقل کیا ہے۔ [۴]

---

(۱) سورۂ فرقان: آیت ۷۴

(۲) شواہد التنزیل، ج۱، ص ۴۱۸

(۳) سورۂ احزاب: آیت ۳۳

(۴) ذخائر عقبیٰ، ص ۲۴

ارشادِ خداوندی ہے:

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ ①

”میں اس تبلیغ رسالتؐ پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے قریب ترین رشتہ داروں کی محبت کے“۔

[۱۵] علامہ زمخشری نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے پوچھا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کے قریبی کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟

رسولِؐ اسلام نے فرمایا: وہ علیؑ، فاطمہؑ اور ان کے دونوں بیٹےؑ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَن مَاتَ عَلٰى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيدًا ، اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مَغْفُورًا لَهُ، اَلَا وَمَن مَاتَ عَلٰى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ تَائِبًا ، اَلَا وَمَن مَاتَ عَلٰى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مُؤْمِنًا مُستَكمِلَ الْاِيْمَانِ، اَلَا وَمَن مَاتَ عَلٰى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ مُنكِرٌ وَنَكِيرٌ ، اَلَا وَمَن مَاتَ عَلٰى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ يزُفُّ اِلَى الْجَنَّةِ كَمَا تزُفُّ الْعُرُوسُ اِلٰى بَيتِ زَوجِهَا اَلَا وَمَن مَاتَ عَلٰى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ فُتِحَ لَهُ فِي قَبْرِهِ بَابَانِ اِلَى الْجَنَّةِ ، اَلَا وَمَن مَاتَ عَلٰى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ جَعَلَ اللهُ قَبْرَهُ مَزَارَ مَلَائِكَةِ الرَّحمَةِ ، اَلَا وَمَن مَاتَ عَلٰى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، اَلَا وَمَن مَاتَ عَلٰى بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ ، اَلَا وَمَن مَاتَ عَلٰى بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ كَافِرًا ، اَلَا وَمَن مَاتَ عَلٰى بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ لَمْ يَشُمَّ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ

---

① سورۂ شوریٰ: آیت ۲۳

''جو آلِ محمدؑ کی محبت پر مرا وہ شہید ہے۔ جو آلِ محمدؑ کی محبت پر مرا وہ مغفور ہے۔ جو آلِ محمدؑ کی محبت پر مرا وہ توبہ وانابت کے ساتھ فوت ہوا۔ جو آلِ محمدؑ کی محبت پر مرا وہ کامل ایمان کے ساتھ مرا۔ جو آلِ محمدؑ کی محبت پر مرا موت کا فرشتہ اُسے جنّت کی بشارت دیتا ہے۔ پھر منکر اور نکیر اُسے جنّت کی خوش خبری دیتے ہیں۔ جو آلِ محمدؑ کی محبت پر مرا وہ جنّت کی طرف اس طرح جاتا ہے جیسے دولہا اپنی دُلہن کے حجلہ عروسی میں جاتا ہے۔ جو آلِ محمدؑ کی محبت پر مرا تو اللہ سبحانہ اس کی قبر میں دو دروازے کھول دیتا ہے جو جنّت کی طرف کھلتے ہیں۔ جو آلِ محمدؑ کی محبت پر مرا وہ اللہ سبحانہ اُس کی قبر کو ملائکہ رحمت کے لیے مزار بنا دیتا ہے۔ جو آلِ محمدؑ کی محبت پر مرا تو وہ سنت والجماعت کی موت مرا۔ جو آلِ محمدؑ کی عداوت پر مرا وہ جب قیامت کے دن میدانِ محشر میں آئے گا تو اُس کی پیشانی پر لکھا ہوگا: ''یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔ جو آلِ محمدؑ کے بُغض پر مرا تو وہ کافر مرا۔ جو آلِ محمدؑ کی عداوت پر مرا تو وہ کبھی جنّت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا''۔ [۱]

ارشادِ خداوندی ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿۱۱﴾ [۲]

''یہ اس لیے ہے کہ مومنین کا کارساز اللہ ہے اور کفّار کا کوئی کارساز نہیں''۔

[۱۶] سعید بن جبیرہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے سنا:

اس آیت میں حضرت علیؑ، حضرت حمزہؑ، حضرت جعفرؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولیاء کا ذکر ہے کہ جنھوں نے ان سب کی نصرت کی تھی۔ [۳]

---

[۱] الکشاف، ج۳، ص ۴۶۸

[۲] سورۂ محمد: آیت ۱۱

[۳] شواہد التنزیل، ج ۲، ص ۱۷۴

ارشادِ خداوندی ہے:

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿١٧﴾ (١)

''اور وہ رات کو کم سویا کرتے تھے''۔

[۱۷] جناب عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے: یہ آیت حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی۔

ارشادِ پروردگارِ عالم ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿٢١﴾

''اور جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور اُن کی اولاد نے بھی ایمان میں اُن کی پیروی کی ان کی اولاد کو جنّت میں ہم اُن سے ملا دیں گے''۔ (٢)

[۱۸] ابن عباسؓ سے روایت ہے: یہ آیت نبی کریمؐ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور حضرات حسنین کریمینؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ (٣)

ارشادِ خداوندی ہے:

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢١﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ (٤)

''اُس نے دو سمندروں کو چھوڑ دیا کہ آپس میں مل جائیں، تاہم ان دونوں کے درمیان ایک آڑ (حدِ فاصل) ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔ پس تم دونوں اپنے ربّ کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں سمندروں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں''۔

---

(١) سورۂ ذاریات: آیت ۱۷

(٢) سورۂ طور: آیت ۲۱

(٣) شواہد التنزیل، ج ۲، ص ۱۷۴

(٤) سورۂ رحمٰن: آیت ۱۹ تا ۲۲

[۱۹] اس حدیث کو ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ: سے مراد حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ ہیں۔

بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ: سے مراد نبی رحمت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ: سے مراد حسنین کریمینؑ ہیں۔ ①

ارشادِ خداوندی ہے:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ②

''وہ اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ وہ خود محتاج ہیں''۔

میزبانی ہو تو ایسی

[۲۰] ایک دفعہ ایک شخص بارگاہِ رسالتؐ میں آیا۔ وہ بھوکا تھا۔ رحمت عالمؐ نے اپنی ازواج کے ہاں پیغام بھجوایا اگر کسی کے ہاں کھانا ہو تو وہ بھجوا دے۔ اُدھر سے پیغام آیا:

یارسولؐ اللہ! ہمارے پاس سوائے پانی کے کچھ نہیں ہے۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اسے آج رات اپنے پاس لے جائے؟

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اسے میں اپنے ساتھ لے جاتا ہوں۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اُسے اپنے خانۂ اقدس پر لے گئے اور خاتونِ جنّت کو اپنے مہمان کے بارے میں بتایا۔

سیّدہؑ نے عرض کیا: کھانا صرف بچوں کے لیے موجود ہے، زیادہ نہیں ہے لیکن ہم اپنے مہمان کو کھانا کھلائیں گے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: آپؑ بچوں کو سُلا دیں، میں چراغ بجھاتا ہوں تاکہ مہمان سیر ہو کر کھانا کھالے۔ اس طریقہ سے مہمان نے کھانا کھالیا۔

جب صبح ہوئی تو یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ ③

---

① الدر المنثور، ج ۷، ص ۶۹۷

② سورۂ حشر: آیت ۹

③ شواہد التنزیل، ج ۲، ص ۲۴۶-۲۴۷

[۲۱] ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ مذکورہ بالا آیت حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ ①

ارشادِ پروردگارِ عالم ہے:

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۞ ②

"وہ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں"۔

[۲۲] ابوالفضل شہاب الدین السید محمود آلوسیؒ نے کہا: حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور حسنین کریمین علیہما السلام کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ حضرت علیؑ مومنین کے آقا و مولا ہیں، آپؑ نبیؐ کے وصی ہیں۔ سیدہ فاطمۃ الزہراءؑ ہیں کہ جو بضعہ احمدیہ اور جز محمدیؐ ہیں اور حضرات حسنین کریمینؑ روح وایمانِ رسولؐ اور سیدا شبابِ جنت ہیں۔

یہ عقیدۂ اسلام و ایمان ہے، رفض نہیں ہے۔ جو آدمی ان کا انکار کرتا ہے وہ گمراہ ہے۔ اللہ سبحانہ نے اس سورہ میں حورالعین کا ذکر نہیں کیا۔ اُس کی وجہ رسولؐ کی شہزادی کا اس سورہ میں تذکرہ ہے کیونکہ آپؑ کا ذکر اور آپؑ کے اُن بیٹوں کا ذکر ہے جو گلِ دستہ ایمانِ رسالتؐ ہیں۔ ③

ارشادِ پروردگارِ عالم ہے:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا... ④

"شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اُس میں ملائکہ اور روح الامین نازل ہوتے ہیں"۔ ⑤

[۲۳] عبداللہ بن عجلان سکونی نے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے

---

① شواہد التنزیل، ج ۲، ص ۲۴۶-۲۴۷

② سورۂ دہر: آیت ۸

③ روح المعانی، ص ۵۸

④ سورۂ قدر: آیت ۳-۴

⑤ تاویلاتِ آیات، سید شرف الدین نجفی، ج ۲، ص ۸۱۸

سنا کہ آپؑ نے فرمایا:

حضرات علیؑ و فاطمہؑ کا گھر رسولِؐ اسلام کی حجرت سے متصل ہے اور ان کے خانۂ اقدس کی چھت عرشِ پروردگار ہے اور ان کے گھر کی گہرائی میں ایک راستہ ہے جو عرش تک پہنچتا ہے۔ یہی معراج وحی کا مرکز و محور ہے۔ وہاں سے ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ ملائکہ اُنھی پر اللہ سبحانہ کے پیغامات لے کر حاضر ہوتے ہیں اور یہ سلسلہ وحی صبح و شام اور ہر لحہ جاری و ساری رہتا ہے۔ ملائکہ کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری و ساری رہتا ہے۔ ایک فوج واپس جا رہی ہوتی ہے تو دوسری عرش سے آ رہی ہوتی ہے۔ [1]

---

[1] تاویلاتِ آیات، سیّد شرف الدین نجفی، ج ۲، ص ۸۱۸

تیسری فصل

خاتونِ جنّت
احادیث کی نظر میں

خاتونِ جنت کی نُورانی تخلیق

رسولِ اسلام ﷺ نے فرمایا:

جب پروردگارِ عالم نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور اُن میں روح پھونکی تو حضرت آدمؑ عرش کے بائیں طرف متوجہ ہوئے تو اُنھیں پانچ نُور نظر آئے۔ اُن میں سے کوئی سجدہ میں تھا تو کوئی رکوع میں تھا۔

حضرت آدمؑ نے بارگاہِ اُحدیت میں عرض کیا: خدایا! تُو نے میری مٹی کی تخلیق سے پہلے بھی کچھ ہستیوں کو پیدا کر رکھا ہے؟

ارشادِ پروردگار ہوا: اے آدمؑ! نہیں۔

حضرت آدمؑ نے عرض کیا: یہ پانچ جو میری صورت اور شکل میں کون ہیں؟

ارشادِ پروردگار ہوا: اے آدمؑ! یہ پانچ تمھاری اولاد ہیں۔ اگر میں انھیں پیدا نہ کرتا تو تجھے پیدا نہ کرتا۔ یہ وہ پانچ ہستیاں ہیں جن کے اسماء کو میں نے اپنے اسم سے مشتق کیا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتے تو میں جنت، جہنم، عرش، کرسی، آسمان، زمین، ملائکہ، جن و انس کو پیدا نہ کرتا۔

مَیں محمود ہوں، یہ محمدؐ ہیں، میں فاطر ہوں یہ فاطمہؑ ہے، میں احسان ہوں یہ حسنؑ ہے، میں محسن ہوں اور یہ حسینؑ ہیں۔

اے آدمؑ! مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! اگر کسی نے رائی کے دانہ کے برابر ان سے بُغض رکھا تو میں اُسے دوزخ میں ڈالوں گا۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے چاہے وہ کون ہے اور کیا ہے۔

اے آدمؑ! یہ میری مخلوق میں منتخب و مختار ہستیاں ہیں۔ میں نے ان کے ذریعے نجات دینی ہے اور ان کے ذریعے ہلاک کرنا ہے۔

اے آدمؑ! جب تجھے کوئی حاجت لاحق ہو تو ان کے ذریعے توسّل کرنا۔

رسولِ اسلام ﷺ نے فرمایا: ہم ہی سفینۂ نجات ہیں جس نے اس سفینہ سے تعلق رکھا تو وہ نجات پا گیا، جس نے اس سے اعراض و انکار کیا وہ ہلاک ہوگیا۔ جسے اللہ سبحانہ کے حضور حاجت ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ ہم اہلِ بیتؑ کے ذریعے توسّل کرے۔ ①

آغازِ آفرینش

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ ربّ العزت نے مجھے، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنین کریمین علیہم السلام کو حضرت آدمؑ کی تخلیق سے پہلے خلق کیا۔ یہ اُس وقت کی بات ہے کہ ابھی آسمان کا شامیانہ بنا نہیں تھا، نہ زمین کا فرش بچھا تھا۔ روشنی تھی اور نہ اندھیرا تھا۔ آفتاب تھا اور نہ ماہتاب، جنّت تھی اور نہ جہنم۔

اس دوران ابن عباسؓ نے سوال کیا: یارسولؐ اللہ! اللہ سبحانہ نے تمھیں کیسے پیدا کیا؟

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: اے بھائی! جب اللہ سبحانہ نے ہماری تخلیق کا ارادہ کیا تو ایک کلمہ ارشاد فرمایا جس سے نُور خلق ہوا۔ پھر ایک اور کلمہ ارشاد فرمایا جس سے روح کی تخلیق ہوئی۔ پھر اللہ سبحانہ نے نُور اور روح کو آپس میں ملا دیا۔ اس سے پروردگارِ عالم نے مجھے، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنین کریمینؑ کو خلق فرمایا۔

جس وقت ہمارے سوا کوئی نہ تھا ہم اُس وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہے تھے۔ ہم نے اُس وقت اللہ ربّ العزت کی تقدیس بیان کی جب کوئی دوسرا اُس کی تقدیس کرنے والا نہ تھا۔ پھر جب اللہ ربّ العزت نے اپنی مخلوق کی تخلیق کا ارادہ کیا تو اُس نے میرے نُور کو پھاڑا تو اُس نے سب سے پہلے عرش کو پیدا کیا۔ عرش کی تخلیق میرے نُور سے ہوئی۔ میرا نُور اللہ سبحانہ کے نُور کا حصّہ ہے۔ میرا نُور عرش کے نُور سے افضل ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی علیؑ کے نُور کو شق کیا تو اُس کے نُور سے ملائکہ کو پیدا کیا۔ ملائکہ کی تخلیق علیؑ کے نُور سے ہوئی۔ علیؑ کا نُور اللہ تعالیٰ کے نُور کا حصّہ ہے۔ علیؑ کا نُور ملائکہ کے نُور سے افضل ہے۔ پھر ربِّ رحیم نے

---

① فرائد السمطین، ج۱، ص۳۶

میری دُختر فاطمہؑ کے نُور کو شق کیا تو اُس کے نُور سے زمین اور آسمان پیدا کیے۔ میری بیٹی فاطمہؑ کا نُور نُورِ الٰہی کا حصّہ ہے تو میری بیٹی زمین و آسمان سے افضل ہے۔ پھر اللہ ربّ العزت نے میرے بیٹے حسنؑ کے نُور کو شق کیا۔ اُن کے نُور سے شمس و قمر کو پیدا کیا، شمس و قمر میرے فرزند حسنؑ کے نُور سے وجود میں آئے، حسنؑ کا نُور اللہ سبحانہ کے نُور کا حصّہ ہے۔ اس لحاظ سے حسنؑ شمس و قمر سے افضل ہیں۔ پھر اللہ سبحانہ نے میرے فرزند حسینؑ کے نُور کو شق کیا اور اُس سے جنّت اور حور العین کو پیدا کیا۔ میرے فرزند کا نُور اللہ کا نُور ہے، اس لیے میرے فرزند حسینؑ جنّت اور حور العین سے افضل ہیں۔ (۱)

مقامِ اہلِ بیتؑ رسولؐ

حدیث اسراء میں ہے کہ ارشادِ پروردگار ہے:

''اے محمدؐ! میں نے تمھیں، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ اور اُن کی اولاد میں سے جو امامؑ ہیں اُن سب کو اپنے نُور سے پیدا کیا۔ پھر میں نے تمھاری ولایت آسمانوں اور زمینوں پر پیش کی۔ جس جس نے تمھاری ولایت قبول کی تو وہ میرے نزدیک مومن ہے اور جس جس نے انکار کیا وہ گمراہ ہے۔

اے محمدؐ! اگر کوئی میرا بندہ اتنی عبادت کرے کہ مرجائے یا سوکھی مشک کی طرح ہو جائے اور وہ اِس صورت میں آئے کہ وہ تمھاری ولایت کا منکر ہو تو میں اُسے نہیں بخشوں گا جب تک وہ تمھاری ولایت کا اِقرار نہ کرے۔

اے محمدؐ! کیا تم اُنھیں دیکھنا پسند کرو گے؟

اُس وقت میں نے جواب دیا: خدایا! دکھادے کہ وہ کون ہیں؟

ندائے پروردگار آئی: اے محمدؐ! عرش کے دائیں طرف دیکھو! جب میں نے نگاہ کی تو وہاں میرا نام، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ، علیؑ، محمدؑ، جعفرؑ، موسیٰؑ، علیؑ، محمدؑ، علیؑ، حسنؑ اور مہدیؑ کا نام اِن سب کے درمیان لکھا ہوا تھا۔

---

(۱) بحار الانوار، ج ۱۵، ص ۱۰

وہ اس طرح روشن تھا جیسے کوکبِ دُرّی۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمدؐ! یہ تمام میری مخلوق پر میری حجتیں ہیں۔

یہ قائمؑ ہیں اور تلوار سے جہاد کر کے آپؐ کے دشمنوں سے انتقام لیں گے"۔ (۱)

دخولِ جنت

حضرت امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپؐ نے فرمایا: سب سے پہلے جنت میں مَیں داخل ہوں گا۔

اے علیؑ! تم، فاطمہؑ اور حسنین شریفینؑ تم سب میرے ہمراہ ہوں گے۔

حضرت علیؑ نے بارگاہِ رسالتؐ میں عرض کیا: ہمارے محب کب داخلِ جنت ہوں گے؟

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمھارے پیچھے وہ بھی داخلِ جنت ہوں گے۔ (۲)

حظیرۃُ القدس

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہؑ، علیؑ، حسنؑ و حسینؑ سبھی قبہ بیضا میں حظیرۃُ القدس میں ہوں گے۔ اس کی چھت عرشِ رحمٰن و رحیم ہے۔ (۳)

مسجد نبویؐ میں دخول

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی جُنبی اور حائض مسجد نبویؐ میں داخل نہیں ہوسکتا سوائے علیؑ، فاطمہؑ، حسنین شریفینؑ کے۔ یہ سب ہر حال میں داخل ہوسکتے ہیں۔ (۴)

جنّت میں درجہ وسیلہ

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

(۱) تاویل الآیات، ج ۱، ص ۹۸

(۲) مسند فاطمۃ الزہراؑ، سیوطی، ص ۴۵-۴۶

(۳) ایضاً حوالہ سابق

(۴) ایضاً حوالہ سابق

جنت میں ایک پرعظمت درجہ ہے جس کا نام وسیلہ ہے۔ جب تم اللہ سبحانہ سے مانگو تو میرے لیے وسیلہ کی دُعا کرنا۔

صحابہ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! وسیلہ کیا ہے اور وہاں آپؐ کے ساتھ کون کون ہوں گے؟

آپؐ نے فرمایا: وہاں میرے ہمراہ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ ہوں گے۔ ①

سیّدہ فاطمہؑ رُکن تھیں

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اے ابوریحانتین! آپؑ پر سلام۔ کچھ عرصہ بعد تم سے دو رُکن رخصت ہوکر بارگاہِ خداوندی میں جائیں گے۔ اللہ سبحانہ تمھارا نگہبان۔

جب رسولؐ اسلام کا وصال ہوا تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو ارکان میں سے ایک رکن تھے۔ آپؐ چلے گئے۔ جب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا انتقال ہوا تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ آخری رکن تھیں، وہ بھی چلی گئیں۔ ②

میرا موقف یہ ہے: ذرا معنٰی رکنیت میں غور کریں کہ حضرت علیؑ کے ساتھ رسولؐ اللہ کی رکنیت کا کیا مفہوم ہے؟

مفہوم جو بھی ہو یہ عہدہ، یہ منصب بلند و بالا ہے جس تک کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔ یہ خاص ہے جو آپؑ کے ساتھ مختص ہے۔

جنابِ سیّدہؑ کی تخلیق

حدیث نبویؐ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کرنا چاہا تو اُس نے جنت کو حسینؑ کے نُور سے خلق کیا۔ جنت کو اپنے چہرہ کے نُور سے پیدا کیا۔ پھر اس نُور کے تین حصّے کیے۔ اس نُور میں

---

① مسند فاطمۃ الزہراؑ، سیوطی، ص ۴۵-۴۶

② ایضاً، ص ۶۹

سے ایک حصّہ مجھے ملا، ایک حصّہ فاطمہ زہراءؑ کو ملا اور ایک حصّہ علیؑ کے حصّے میں آیا۔ جسے اس نور کا کچھ حصّہ نصیب ہوا تو وہ آلِ محمدؐ کی ولایت کی طرف ہدایت پائے گا اور جو اس نور سے محروم رہا وہ ولایتِ آلِ محمدؐ سے محروم ہوگا اور گمراہ ہوگا۔ (۱)

مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں مَیں یہ کہوں گا کہ جب اس حدیث میں تدبر کیا جائے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام بہت زیادہ فضائل و خصائل کی مالکہ تھیں۔ جو مدارج آپؑ کے ہیں وہ کسی دوسرے کے نہیں۔ پھر آپؑ اس نور کو اپنے والد بزرگوارؐ، شوہر نامدارؑ اور اپنی اولادؑ کے لیے تقسیم ٹھہریں، بلکہ آپؑ کا حصّہ اُن سے بڑھ کر ہے۔

مجھے اپنی زندگی کی قسم! یہ وہ رفعت ہے کہ جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ یا پھر آپؑ فضائل و مناقب کا وہ بحرِ بیکراں ہیں کہ جس میں کوئی غواص اُس کی گہرائی اور گیرائی تک رسائی نہیں پا سکتا۔

بہترین مخلوق

حدیث نبویؐ ہے اور یہ ایک طویل حدیث ہے کہ عرش کے ستون پر لکھا ہوا ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَعَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ خَيْرُ خَلْقِ اللهِ

''اللہ سبحانہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدؐ اُس کے رسولؐ ہیں، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ تمام مخلوق سے بہتر و برتر ہیں''۔ (۲)

مختار و منتخب خاتون

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام علی علیہ السلام سے فرمایا:

جب اللہ ربّ العزت نے زمین کی طرف نگاہِ شرف و شرافت کی تو مجھے عالمین کے مردوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ پھر دوسری دفعہ نگاہ کی تو تمھیں عالمین کے مردوں پر شرف بخشا۔

---

(۱) بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۴۴

(۲) بحر المعارف، عبدالصمد ہمدانی، ص ۴۲۸

پھر تیسری دفعہ نگاہ کی تو تمھاری اولاد میں سے جو ائمہ معصومینؑ ہیں اُن کو عالمین کے مردوں سے اشرف ٹھہرایا۔ پھر چوتھی مرتبہ نگاہ کی تو فاطمہؑ کو کائنات کی تمام عورتوں سے افضل قرار دیا۔ (۱)

رسولِ اسلام ﷺ نے فرمایا:

شبِ معراج مَیں نے جنّت کے دروازہ پر ایک تحریر دیکھی: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں، علیؑ حبیب اللہ ہیں، حسن و حسینؑ صفوۃ اللہ ہیں، فاطمہؑ خیرۃ اللہ ہیں، جو ان سے دشمنی کرے وہ لعنت اللہ ہے۔ (۲)

وجوبِ اطاعت

یہ روایت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے جو ایک طولانی روایت ہے، اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

اللہ ربّ العزت نے اپنی تمام مخلوق پر حضرت فاطمہ علیہا السلام کی اطاعت واجب کردی ہے، جن و انس، پرندے، جنگلی جانور، انبیاءؑ اور ملائکہ سب پر جنابِ سیّدہؑ کی اطاعت واجب ہے۔ (۳)

محمد بن سنانؒ سے مروی ہے: ایک دن مَیں ابوجعفر ثانی علیہ السلام کے پاس حاضر تھا کہ کتب کے بارے میں اختلاف کی باتیں ہونے لگیں۔

امامؑ نے مجھے فرمایا: اے محمدؒ! اللہ سبحانہ ہمیشہ سے واحد و اَحد ہے۔ اُس نے محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ کو خلق فرمایا۔ وہ سب ایک ہزار سال تک ایک حالت میں ٹھہرے رہے، پھر تمام اشیاء کو پیدا کیا اور ان ہستیوں کو اُن پر گواہ ٹھہرایا اور تمام اشیاء پر ان کی اطاعت واجب قرار دی۔ انھیں اپنے اُمور تفویض کیے اور اِن کی اطاعت کو تمام موجودات پر فرض کیا۔ وہ جو چاہتے ہیں ان کے لیے حلال کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں ان کے لیے حرام کرتے ہیں۔ وہ تو صرف مشیتِ پروردگار کے پابند ہیں۔

---

(۱) زین الفتیٰ حافظ عاصمی (فاطمۃ الزہراؑ، علامہ امینی)

(۲) تاریخ بغداد، ج۱، ص۲۵۹

(۳) دلائل امامت، طبری، ص۳۸

امامؑ نے فرمایا: اے محمدؒ! بس یہی دین ہے، جس نے اس دین و دیانت کو چھوڑا وہ گمراہ ہو گیا اور جس نے اس کی مخالفت کی تو وہ ہلاک ہو گیا اور جس نے اس دین و دیانت کو اختیار کیا تو اُس نے حق کو پالیا۔

اے محمدؒ! پس اسی دین کو اختیار کرو یہی دین ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ گمراہی ہے۔ [۱]

علامہ مجلسیؒ اس حدیث کی شرح یوں کرتے ہیں:

پروردگارِ عالم نے اپنی تمام مخلوق کو حضرات محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے حضور پیش کیا اور یہ حضرات رُموزِ خلقت سے آگاہ اور باخبر تھے۔ خداوندعالم نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کی اطاعت کو تمام مخلوقات پر فرض کیا، تمام جمادات، نباتات، آسمانوں اور زمین بھی انھی کے مطیع ہیں۔ موجودات کے تمام اُمور محمدؐ و آلِ محمدؐ کے حوالے کیے گئے۔ تمام حلال و حرام، عطا اور بخشش وغیرہ انھی اصحابِ کساء کے ذمّہ قرار پائیں گے۔ موجودات کے تدبیری اُمور حرکات و سکنات، خلقت میں اندازہ سب اُمور کے وہی حضرات مالک ہیں۔ [۲]

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے ہم سب بارگاہِ نبوتؐ میں حاضر تھے کہ اس دوران ایک شخص آیا اور اُس نے سیّدالانبیاءؐ سے پوچھا: یارسولؐ اللہ! اللہ سبحانہ کے اس قول:

اَسۡتَكۡبَرۡتَ اَمۡ كُنۡتَ مِنَ الۡعَالِيۡنَ۝ [۳]

''تُو نے تکبر کیا کیا تو عالین میں سے ہے؟''

کا کیا مفہوم ہے؟ وہ کون ہستیاں ہیں جو ملائکہ مقربین سے بھی زیادہ معزز ہیں؟

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ میںؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ ہم اُس وقت عرش کے ایک نُورانی خیمہ میں تھے اور اللہ سبحانہ کی تسبیح کر رہے تھے۔ ہماری تسبیح کو سن کر ملائکہ نے تسبیح کی۔ یہ حضرت آدمؑ کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے کی بات ہے۔ جب اللہ سبحانہ نے

---

[۱] بحارالانوار، ج ۱۵، ص ۱۹

[۲] مراۃ العقول، ج ۵، ص ۱۹۲

[۳] سورۂ ص: آیت ۷۵

حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور ملائکہ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ سجدہ ہمارے لیے ہی تھا۔ ابلیس کے سوا باقی تمام ملائکہ نے سجدہ کیا تو اُس وقت پروردگارِ عالم نے ابلیس سے پوچھا: تُو اُس ذات کے سامنے سجدہ کرنے سے باز رہا کہ جسے مَیں نے اپنے ہاتھ سے خلق فرمایا۔ تُو نے تکبر کیا ہے یا عالین کے گروہ سے ہوگیا ہے؟ یعنی ان اصحابِ خمسہ کی جماعت میں سمجھتا ہے کہ جن کے اسمائے مبارکہ ستونِ عرش پر لکھے ہوئے ہیں۔

ہم ہی رحمتِ الٰہی کا دروازہ ہیں، ہمارے ہی وسیلہ سے ہر چیز نے وجود پایا ہے اور ہمارے ہی وسیلہ سے ہدایت خواہ افراد ہدایت پاتے ہیں۔ جو شخص ہم سے محبت کرے گا اللہ سبحانہ اُس سے محبت کرے گا اور اُس کا ٹھکانہ جنّت میں ہوگا اور جو ہمارا دشمن ہوگا اللہ سبحانہ اُس کا دشمن ہوگا اور اُس کا ٹھکانہ دوزخ میں ہوگا۔ ہمارا مُحب صرف وہی ہے جس کی ولادت پاک ہو۔ [1]

میدانِ محشر اور خاتونِ جنّت کی سواری کا وُرُود

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے دن تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی سواریوں پر میدانِ محشر میں حاضر ہوں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام اپنی ناقہ پر سوار ہوں گے، تاکہ وہ اپنے مومنین کو جزا دلوائیں۔ فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ جنّت کی ناقوں پر سوار ہوکر میدانِ محشر میں آئیں گے۔ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ میری ناقہ پر سوار ہوں گے اور مَیں براق پر سوار ہوں گا۔ بلالؓ اپنی ناقہ پر سوار ہوں گے۔ اُنھیں کہا جائے گا اذان دو۔ (حدیث) [2]

صدفِ طاہرہ میں تکلّم

کسی کریم راوی کی روایت ہے کہ ایک دن ملیکۃُ العرب حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام نے بارگاہِ رسالتؐ میں جنّت کے پھل کھانے کی فرمائش کی تو اس دوران حضرت جبرئیلؑ،

---

(1) تاویل الآیات، ج۲، ص۵۰۹

(2) شواہد التنزیل، ج۱، ص۴۱۸

صاحبِ لولاک نبیؐ کے پاس اللہ کے حکم سے جنّت کے دو سیب لے کر حاضر ہوئے اور سیب پیش کیے اور عرض کیا:

اے محمدؐ! ہر چیز کی ایک مقدار ہوتی ہے۔ ایک سیب خود تناول فرمائیں اور دوسرا حضرت خدیجہؑ کو کھلائیں کیونکہ میں تم دونوں سے خاتونِ جنّت حضرت فاطمہؑ کو پیدا کرنے والا ہوں۔ سیّدالانبیاءؐ نے جبرئیل امینؑ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ایک سیب خود تناول کیا اور دوسرا سیب حضرت خدیجہؑ کو کھلایا۔

یہ اُن دنوں کی بات ہے کہ جن دنوں حضرت فاطمہؑ حضرت خدیجہؑ کے صدفِ عترت میں تھیں۔ اسی زمانے میں کفّار نے نبی رحمتؐ سے چاند کے شق کرنے کی بات کی تھی۔ حضرت خدیجہؑ نے فرمایا: جو لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلاتے ہیں وہ بدترین لوگ ہیں اور وہ بدبخت ہیں جبکہ محمدؐ سیّدالانبیاءؐ ہیں۔ اِسی وقت حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام نے شکمِ مبارک سے فرمایا:

یَا اُمَّاہُ! لَا تَحْزَنِیْ وَلَا تَرْھَبِیْ فَاِنَّ اللّٰہَ مَعَ اَبِیْ (۱)

''میری ماں! غم نہ کریں اور خوف بھی نہ کھائیں۔ بے شک اللہ سبحانہ میرے باباؐ کے ساتھ ہے''۔

خاتونِ جنّت قبہ عرش کے سایہ میں

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے دن میں، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ قبہ عرشِ الٰہی کے نیچے ہوں گے۔

حافظ گنجی نے لکھا ہے یہ حدیث حسن ہے، اس لیے اس کے اسناد کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲)

خاتونِ جنّت پر درود و سلام کا ثواب

جس وقت سیّدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپؑ کا نام منصورہ رکھا

---

(۱) روض الفائق، علامہ شیخ شعیب، ص ۳۵۵

(۲) کفایۃ الطالب، باب ۸۵، ص ۳۶

گیا۔ اُس وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اُنھوں نے بارگاہِ نبوتؐ میں عرض کیا:

اللہ سبحانہ تعالیٰ آپؐ پر اور اس نومولودہ پر سلام پڑھ رہا ہے۔

ابنِ سنانؒ سے مرفوعاً روایت ہے: سوا تیرہ درہم کافور حنوط میں سنت ہے۔

محمد بن احمد نے کہا: جبرئیل امینؑ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئے۔ ان کے پاس حنوط تھا جس کا وزن چالیس درہم تھا۔ رسولِؐ اسلام نے اُسے تین حصوں میں تقسیم کیا: ایک حصہ اپنے لیے، ایک حضرت علیؑ کے لیے اور ایک حضرت فاطمہؑ کے لیے۔ ان سب پر دُرود وسلام ہوں۔

یزید بن عبدالملک نوفلی سے روایت ہے، اُس نے اپنے والد سے، اُس نے اپنے والد سے سنا: اُس نے کہا: ایک دن میں حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے بیت الشرف میں داخل ہوا تو آپؑ نے سلام کی ابتدا کی اور فرمایا: میرے والد ماجدؐ کا فرمان ہے جب کہ آپؐ حیات تھے: ''جس نے مجھ پر اور تم پر تین دن تک سلام کیا تو اُس پر جنّت واجب ہوجاتی ہے''۔

میں نے عرض کیا: کیا یہ اجر وثواب آپؐ کی زندگی تک محدود ہے یا آپؐ کے وصال کے بعد بھی جاری رہے گا؟

آپؑ نے فرمایا: ہماری زندگی میں بھی یہی اُجر ہے اور بعد اَز وصال بھی۔ (۱)

حزب اور صلح میں شراکت

ابوحازم سے روایت ہے کہ میں نے ابوہریرہ سے سنا: اُس نے کہا کہ ایک دفعہ رسولِ اسلام ﷺ نے علیؑ، حسنؑ و حسینؑ اور حضرت فاطمہؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا: جس نے تمھارے ساتھ جنگ کی اُس نے میرے ساتھ جنگ کی۔ جس نے تمھارے ساتھ صلح کی اُس نے میرے ساتھ صلح کی۔ (۲)

مؤلف کا موقف: جب صلح اور دشمنی کی بحث چل پڑی ہے تو اس عنوان اور موضوع کو مکمل کرنے کے لیے مزید احادیث پیش کی جاتی ہیں، تاکہ کچھ نہ کچھ حق ادا ہوجائے۔

---

(۱) المناقب ابن مغازلی، شافعی، ص ۳۶۳

(۲) مسند احمد، ج ۲، ص ۴۴۲

مجاہد سے روایت ہے: ایک دن سرورِ عالم ﷺ اپنی دُختر حضرت فاطمہ علیہا السلام کا ہاتھ تھامے ہوئے بیت الشرف سے باہر تشریف لائے اور فرمایا:

''جو انھیں جانتا ہے تو وہ جانتا ہے اور جو نہیں جانتا تو مَیں بتائے دیتا ہوں: یہ فاطمہؑ بنتِ محمدؐ ہیں، یہ میرے وجود کا حصّہ ہیں، یہ میری کائنات ہیں، یہ میرا دل ہیں، یہ میری روح ہیں جو میرے سینہ میں دو پہلو کے درمیان محفوظ ہے۔ جس نے انھیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اُس نے اللہ سبحانہ کو اذیت دی''۔ (۱)

مجاہد سے ایک اور روایت ہے:

''فاطمہؑ میرا گوشت ہے، جس نے انھیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی''۔

جناب جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے، سیّدالانبیاء ﷺ نے فرمایا:

''فاطمہؑ میری روح و جان ہیں، جس نے میری روح و جان کو اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اُس نے اللہ سبحانہ کو اذیت دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی تو اُس پر تمام آسمانوں اور زمین میں رہنے والوں کی لعنت ہے''۔ (۲)

جناب ابن عباسؓ سے روایت ہے: رسولِ اسلام ﷺ نے فرمایا:

اے علیؑ! فاطمہؑ میری کائنات ہے، میری جان و روح ہیں، وہ میری آنکھوں کا نور ہیں، میرے دل کا میوہ ہیں۔ جس نے انھیں تکلیف دی اُس نے مجھے تکلیف دی، جس نے انھیں خوش کیا اُس نے مجھے خوش کیا۔ میرے اہلِ بیتؑ میں سب سے پہلے مجھ سے لاحق ہونے والی فاطمہؑ ہیں۔ میرے بعد ان سے اچھا سلوک رکھنا۔ حسنین کریمینؑ میرے بیٹے ہیں اور میری خوشبو ہیں۔ وہ دونوں جنّت کے جوانوں کے سیّد و سالار ہیں۔ اُنھیں اِس طرح رکھنا جس طرح

---

(۱) نور الابصار شبلنجی، ص ۵۲

(۲) بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۵۴

تم اپنے آپ کو رکھتے ہو۔ پھر سیّدالانبیاءؑ نے اپنے مبارک ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا:

''خدایا! تو گواہ رہنا مجھے اُس سے پیار ہے جو ان سے پیار رکھے۔ جو ان سے عداوت رکھے مجھے اُس سے عداوت ہے۔ میری اُس سے صلح ہے جو ان سے صلح رکھے۔ جو ان سے جنگ کرے میری اُس سے جنگ ہے۔ وہ میرا دشمن ہے جو اِن کا دشمن ہے، جو ان کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے''۔ ①

رسولِ اسلام ﷺ کا فرمان ہے:

''فاطمہؑ میرے جسم کا حصّہ ہے، جس نے انھیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی''۔ ②

حضرت امام علی علیہ السلام سے مروی ہے: اللہ ربّ العزت حضرت فاطمہ علیہا السلام کے ناراض کرنے پر وہ ناراض ہو جاتا ہے اور اُن کے خوش کرنے سے وہ خوش ہو جاتا ہے۔ ③

حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا:

''اے دُخترِ نبیِ رحمت! آپؑ کو ناراض کرنے سے اللہ ناراض ہو جاتا ہے اور آپؑ کو خوش کرنے سے اللہ خوش ہو جاتا ہے''۔ ④

ارشادِ نبی اکرم ﷺ ہے:

''فاطمہؑ میرے جسم کا حصّہ ہے، جس نے انھیں ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا''۔ ⑤

---

① اہلِ بیتؑ: توفیق ابوعلم، ص ۱۲۴

② طبقاتِ ابن سعد، ج ۸، ص ۲۶۲

③ کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۱۱

④ مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۲۰۳

⑤ کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۱۱

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

''فاطمہؑ میرے جسم کا حصّہ ہے۔ جس نے اُنھیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی''۔ ①

اسی طرح ایک اور حدیث ہے:

''فاطمہؑ بنت محمدؐ میرا گوشت و پوست ہے''۔ ②

حدیث پیغمبرؐ ہے:

''فاطمہؑ مجھ سے ہے، جس نے انھیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی۔ جس نے انھیں ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا''۔ ③

شیخین کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے لیکن انھوں نے اسے تخریج نہیں کیا۔

ایک اور حدیث ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

''فاطمہؑ میرے جسم کا حصّہ ہے، جس نے انھیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی''۔ ④

ایک اور مقام پر فرمایا:

''فاطمہؑ میرے جسم کا حصّہ ہے، جس نے اُن کی مدد کی اُس نے میری مدد کی''۔ ⑤

ارشادِ نبیٔ رحمت ہے:

''فاطمہؑ میرے جسم کا حصّہ ہیں۔ جس نے اُنھیں خوش کیا اُس نے مجھے خوش کیا۔ جس نے اُنھیں پریشان کیا اُس نے مجھے پریشان کیا''۔ ⑥

---

① صحیح بخاری، ج ۵، ص ۲۶، باب فضائل

② صحیح مسلم، ج ۷، ص ۱۴۱-۱۴۲، باب فضائل

③ مستدرک الصحیحین، ج ۳، ص ۱۵۹

④ ایضاً حوالہ سابق

⑤ ایضاً حوالہ سابق

⑥ کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۱۱

ایک اور مقام پر فرمایا:

"فاطمہؑ میرا گوشت و پوست ہے۔ جس نے اُنھیں خوش کیا اُس نے مجھے خوش کیا"۔ (۱)

بحث ونظر

اے قاری محترم! آپ نے یہ تمام تر احادیث و روایات پڑھی ہیں اور ان میں غور وفکر کیا ہوگا۔ آپ انصاف کریں اور خوب غور وخوض کریں تو آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ جس نے رسولؐ اللہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک، ہیکل عظمت و قداست، جوہر خلقت، درہ صدف رسالتؐ کو اذیت دی تو اُس نے رسولِؐ رحمت کو اذیت دی اور اُس پر ظلم کیا جو انس و جن کے سیّد وسردار ہیں، جو اس آیت کے مصداق ہیں:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴿۵۷﴾ (۲)

"جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولؐ کو اذیت دیتے ہیں ان پر اللہ نے دُنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے"۔

مزید توضیح وتشریح

[ا] حافظ عسقلانی نے فَاطِمَۃُ بَضۡعَۃٌ مِنِّی اور مَنۡ اَغۡضَبَہَا اَغۡضَبَنِی اور یُؤۡذِیۡنِیۡ مَا اٰذَاھَا کے ضمن میں کہا ہے:

رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینا حرام ہے۔ یہ آپؐ کے خصائص میں سے ہے کہ آپؐ کو کسی حال میں اذیت نہیں دی جاسکتی؟ (۳)

[۲] علامہ نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے: علمائے کرام کہتے ہیں: رسولِؐ اسلام کو

---

(۱) الغدیر، ج ۷، ص ۲۳۲

(۲) سورۂ احزاب: آیت ۵۸

(۳) ارشاد باری فی شرح بخاری، ج ۶ ص ۱۳۱

کسی حال میں تکلیف نہیں دی جاسکتی۔ ①

[۳] علامہ مناوی نے فیض القدیر میں اس حدیث کے تحت لکھا ہے، سُہیلی نے اِس سے استدلال کیا ہے کہ رسولؐ اللہ کو سَب کرنا کفر ہے۔ یہ غضب کا باعث ہے۔ علیؑ اور فاطمہؑ دونوں کائنات سے افضل ہیں۔ شریف سمہودی نے کہا: یہ معلوم ہے کہ رسولؐ اللہ کی اولاد آپؐ کے جسم کا حصّہ ہیں بلکہ وہ رسولؐ اللہ کی جان اور روح ہے۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام کی وجہ سے ہی اولادِ رسولؐ کا جز ہیں اور یہیں سے اِس حقیقت کا علم ظاہر ہوجاتا ہے۔ وہ روایت کچھ اس طرح ہے کہ حضرت اُم الفضلؓ نے خواب میں دیکھا کہ سیّدالانبیاءؐ کے جسم مبارک کا ٹکڑا اُن کے حجرہ میں آگرا ہے۔

حضرت اُم الفضلؓ نے جب رسولؐ اللہ سے اِس خواب کی تعبیر پوچھی تو آپؐ نے فرمایا: میری بیٹی فاطمہ زہراءؑ کے ہاں ایک بچّے کی ولادت ہوگی۔ اُس بچے کی پرورش تمھارے گھر میں ہوگی۔ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو ان کی پرورش حضرت اُم الفضلؓ کی آغوش میں ہوئی اور آج جہاں بھی حضرت فاطمہ زہراءؑ کی اولاد موجود ہے وہ سب رسولِ اسلامؐ کے جسمِ مبارک کا حصّہ ہیں۔ اب واسطے کتنے بھی ہوجائیں۔ اگر کوئی شخص اِس حدیث کے معنٰی ومفہوم میں جس قدر غور وفکر کرے تو اُس کے دل و دماغ میں آلِ محمدؐ سے عشق و محبت کا جذبہ ضرور اُبھرے گا اور وہ آلِ محمدؐ کی عداوت سے ضرور توبہ کرے گا اور اُن سے دوستی رکھنا ایمان وایقان سمجھے گا۔

ابنِ حجر کی روایت

ابن حجر کا نظریہ ہے کہ سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا اور اذیت دینا حرام ہے اور اس طرح حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کو اذیت دینا حرام ہے کیونکہ یہ قرآن اور اسلام کا فیصلہ ہے۔ جس نے اُنھیں اذیت پہنچائی اُس نے رسولِ خدا کو اذیت دی۔ اگر کسی نے حضرت فاطمہؑ کی اولاد کو تکلیف دی تو اُس نے خاتونِ جنّت کو تکلیف دی اور اِس دُنیا میں یہ حقیقت سامنے آگئی

① ارشاد الباری فی شرح بخاری، حاشیہ، ج۹، ص ۳۳۴

ہے کہ جن لوگوں نے سیّدہ زہراءؑ کی اولاد کو ستایا اُن کی دُنیا ہی میں عاقبت باعثِ عبرت ہے۔ ان کی زندگی اُن کے لیے عذاب بن گئی اور اُخروی عذاب تو بے حد دردناک ہے۔ (۱)

علامہ امینیؒ کی روایت

علامہ امینیؒ نے فرمایا ہے: یہ حدیث فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّی مَنْ آذَاهَا...الخ۔ حدیث مطلق ہے جو حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی خوشنودی اور ناراضی پر دلالت کرتی ہے۔ قسطلانی اور حمزاری نے شرح بخاری میں بیان کیا ہے کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام اپنی خوشنودی اور غضب میں اپنے پروردگار اور منان وکریم کی مشیّت اور رضا کی تابع ہیں اور آپؑ اُس شخص پر ناراض ہوں گی جس پر اللہ سبحانہ ناراض ہے اور اُس آدمی پر راضی ہیں جس سے خدا راضی ہے۔ (۲)

علامہ مجلسیؒ کا موقف

مخالفین نے اپنی کتب صحاح میں اس حدیث کو کثرت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اگر کسی نے امام کی مخالفت کی تو وہ اُس کی اطاعت سے خارج ہوگیا اور جماعت سے الگ ہوگیا۔ اور جسے اپنے زمانہ کے امامؑ کی معرفت نہ ہوئی تو وہ جہالت کی موت مرا۔ اور صحیح مسلم اور نسائی جامع اُصول ہیں۔

> حضرت ابوہریرہ کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
> ''وہ شخص جو اطاعت سے خارج ہوا اور جماعت سے الگ رہا اور موت سے دوچار ہوا تو وہ جاہلیت کی موت مرا''۔

اظہارِ حقیقت

اب حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ سیّدہ زہراء سلام اللہ علیہا ایک جماعت سے ناراض تھیں اور اُنھیں خطاکار جانتی تھیں۔ آپؑ اُن کی امامت کو صحیح خیال نہیں کرتی تھیں۔ اس لیے

---

(۱) فیض القدیر، ج ۴، ص ۴۲۱

(۲) الغدیر، ج ۷، ص ۲۳۶

آپؑ نے اُن کی اطاعت نہیں کی تھی۔ (۱)

سیّدہؑ ہمیشہ شیخین پر ناراض رہیں اور اِسی حالت میں رحمتِ الٰہیہ سے ہم کنار ہوئیں۔

اب وہ لوگ جو شیخین کو اپنا امام جانتے ہیں وہ اِس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام سیّدہ نساء العالمینؑ ہیں اور آپؑ وہ ہستی ہیں کہ اللہ سبحانہ نے جن کی عصمت و طہارت کا اعلان اپنی کتاب میں کیا ہے اور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؑ کی فضیلت میں فرمایا ہے: فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي...... (۲)

اب صاحبانِ دانش و بینش کا کیا فیصلہ ہوگا؟

علامہ امینیؒ کا موقف

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَن مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً (۳)

''اگر کوئی شخص اِس حال میں مرجائے اور اُسے امامِ زمانہؑ کی معرفت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا''۔

علامہ تفتازانی کا بیان ہے کہ یہ حدیث اللہ سبحانہ کے اس حکم کی توضیح وتشریح ہے:

أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (۴)

''اللہ کی اطاعت کرو اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور صاحب الامر کی''۔

---

(۱) یہ حقیقت ہے کہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام رحلت فرما گئیں اور آپؑ حضرت ابوبکرؓ پر ناراض رہیں اور آپؑ نے وصیت کی کہ شیخین ان کے جنازہ میں شریک نہ ہوں۔ (شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، ج ٦)۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے حضرت فاطمہؑ حضرت ابوبکرؓ پر ناراض تھیں جب تک زندہ رہیں آپؑ نے اُن سے بات نہ کی۔ (صحیح بخاری، ج ۵، ص ۱۷۷)

(۲) بحار الانوار، ج ۸، ص ۱۲۹؛ شرح المقاصد تفتازانی، ج ۲، ص ۲۷۵

(۳) تفتازانی شرح عقائد نسفی، ص ۱۳۰؛ شیخ علی قاری، المرقات، کتاب جواہر السنت، ج ۲، ص ۵۰۹ میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور یہی حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے۔

(۴) سورۂ نساء: آیت ۵۹۔

اس حدیثِ امامت کا مفہوم یہ ہے کہ پروردگارِ عالم نے جس امام کی اطاعت واجب کی ہے وہ امام معصوم ہے۔ اگر معصوم امام کی معرفت نہیں ہے تو اللہ سبحانہ کی معرفت کا حصول ناممکن ہے۔ پھر موت جہالت والی ہوگی اور پھر اسی امام کی معرفت کے حاصل نہ ہونے سے جہالت والی موت ... جو سلسلہ ابراہیمی کا امام ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ بھرتی کے امام تو ہر مسجد ... ہیں۔

م کا فرمان ہے:

لطَّاعَةِ وَفَارَقَ الجَمَاعَةَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً [1]

ے سے خارج ہوا اور جماعت سے جدا ہوا تو وہ جہالت کی

ا کا ایک اور فرمان بھی ہے:

اِمَامٌ لَهُ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

رجائے اور اُس کا کوئی امام نہ ہو تو اُس کی موت جہالت کی موت ہوگی"۔

ابوجعفر الکافی نے جاحظ کی کتاب عثمانیہ پر انتقاد کرتے ہوئے لکھا ہے (ص۲۹)، ہیثمی نے مجمع میں (ج۵، ص ۲۲۴)، حافظ ہیثمی "مجمع الزوائد" میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَن مَاتَ وَلَيسَ لَهُ اِمَامُ جَمَاعَةٍ عَلَيهِ طَاعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

"اور جو مر جائے اور اپنی جماعت کے امام کی اطاعت نہ کرتا ہو تو اُس کی موت جہالت کی موت ہوگی"۔

ایک اور حدیث بھی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، ج۶، ص۲۱

مَن اَتَاهُ مِن اَمرِهٖ مَا يَكرُهُهُ فَليَصبِر فَاِنَّ مَن خَائِفَ المُسلِمِينَ قَيدَ شَدِيدٍ ثُمَّ مَاتَ مَاتَ جَاهِلِيَّةً [1]

''اگر کسی امیر سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے کہ جسے وہ بُرا سمجھتا ہے یا اُسے پسند نہیں کرتا تو اُسے ناپسند بات پر صبر کرنا چاہیے اور اگر کوئی مسلمان کی مخالفت کرے تو اُسے سخت قید کی سزا دی جائے۔ اور اگر وہ اِس حال میں مرجائے تو اُس کی موت جہالت کی موت ہوگی''۔

یہ وہ حقیقت ہے کہ جسے مسانید اور صحاح نے اپنے صفحات میں محفوظ رکھا ہے اور اِس حقیقت سے انکار کرنے والے دو آدمی بھی نہیں ہیں۔ امام سے عدم معرفت جہالت کی موت ہے۔ یعنی بدترین موت کفر اور الحاد کی موت ہے۔ جب کفر اور الحاد ہے تو امام بھی وہ ہو جو منصوص من اللہ ہو، معصوم ہو۔ ایسے امام کی معرفت خدا کی معرفت ہوگی اور اس امام کا انکار بھی خدا کے انکار کا سبب ہے۔ اس لیے اُس کی معرفت نہ ہونے سے موت کفر اور الحاد کی ہی ہوگی۔

علاوہ اَزیں حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام صدیقہ طاہرہ اور مطہرہ ہیں جس کی قرآن مجید تصدیق کرتا رہے۔ حضرت سیّدہ سلام اللہ علیہا کے غضب سے اللہ سبحانہ غضب ناک ہوتا ہے اور رسولؐ اللہ غضب ناک ہوتے ہیں۔ اور حضرت فاطمہؑ کی خوشنودی سے رسولؐ اللہ خوش ہوتے ہیں اور جس چیز سے خاتونِ جنّت کو اذیت ہوتی ہے تو اُس سے اللہ اور اُس کے رسولؐ کو اذیت ہوتی ہے۔

اِس حقیقت سے بھی انکار نہیں کہ کچھ وہ لوگ بھی تھے جنھوں نے خلافتِ رسولؐ کا دعویٰ کیا اور آپؐ کی مسندِ اطاعت پر جابیٹھے۔ خاتونِ جنّت کی گردن میں ان کی بیعت کا قلادہ نہیں تھا اور آپؑ کے شوہر نامدارؑ پر ان کی بیعت کرنا فرض نہ تھا۔

صحیح مسلم اور بخاری میں ہے کہ جب تک حضرت فاطمہؑ زندہ رہیں لوگ حضرت علیؑ سے ملاقات کرلیا کرتے تھے۔ اور جب حضرت فاطمہؑ نے رحلت فرمائی تو لوگوں نے امام علیؑ سے ملنا

---

[1] شرح السیر الکبیر، ج ۱، ص ۱۱۳

بھی چھوڑ دیا تھا، یعنی بائیکاٹ کر دیا تھا۔ [1]

قرطبی کا موقف

قرطبی نے اپنی کتاب المفہم میں لکھا ہے: حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام جب تک حیات رہیں لوگ حضرت علی علیہ السلام کا احترام کرتے تھے کیونکہ سیّدہ زہراءؑ رسالتؐ کا ٹکڑا تھیں اور جب آپؑ حظیرۃ القدس کی طرف چلی گئیں تو لوگوں نے امام علی علیہ السلام کا بائیکاٹ کر دیا تھا کیونکہ امامؑ نے اُن کی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔ لوگ چاہتے تھے کہ امامؑ اُن کی پیروی کریں۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ جس نے بھی خلیفۂ وقت کی بیعت کی تو اُسے کسی شہر کا والی یا لشکر کا امیر، جنرل، علَم دار، قاضی شہر، یا گورنر بنا دیا گیا اور جن لوگوں نے خلافت کو قبول نہ کیا اُن کا جینا دُوبھر کر دیا گیا۔ اُن کے بچّے نان جویں کو بھی ترستے تھے۔

اس حقیقت کو خود تاریخ اسناد کے ساتھ عیاں کرتی ہے۔ دورِ عثمانی تک بنی ہاشم میں کسی بھی فرد کو کوئی عہدہ و منصب نہیں دیا گیا جب کہ اُن کی شجاعت، علم، فقہ اور دیانت میں اُن جیسا کوئی اور نہیں تھا۔ اور بنی ہاشم کے مولا اور امیر کوئی گوشہ نشین آدمی نہ تھے۔ وہ میدانِ حرب و ضرب کے شہسوار، علمِ رسولؐ کے وارث، بہترین قاضی اور لشکرِ اسلام کے علَم بردار تھے۔

ایک دفعہ کچھ لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ آپؑ تو گوشہ نشین ہو کر رہ گئے ہیں۔ آپؑ باہر تشریف لائیں؟

مولا علیؑ نے فرمایا: میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک کتاب اللہ کے اَوراق کو جمع نہ کرلوں اُس وقت تک باہر نہیں آؤں گا۔

تاریخ سے یہ شکایت ہے کہ کاش حضرت علی علیہ السلام سے صرف قرآنِ مجید کی جمع آوری کا ہی کام کرالیا ہوتا"۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ دورِ عثمانی تک حضرت علی علیہ السلام کو اُمورِ دین اور اُمورِ مسلمین

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، ج ۵، ص ۱۷۷؛ صحیح مسلم، کتاب الجہاد، ج ۵، ص ۱۵۴؛ یہ سب کچھ حکومت کی طرف سے تھا۔

سے بالکل الگ تھلگ رکھا گیا تھا اور جب حضرت علی علیہ السلام قرآن کو ناقہ پر رکھ کر مسجد نبویؐ میں لائے تو صاحبانِ حکومت نے اُسے بھی قبول نہ کیا۔

اب اِس بیان کے بعد تاریخ کے حضور گزارش ہے کہ وہ اب اپنے بیانات وصفحات کی روشنی میں حقائق کو منظرِ عام پر لائے۔ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ اِن دستارِ خلافت پہننے والوں کو اپنے اِس فعل میں حق بجانب نہیں جانتے تھے۔ خلافت کا پیراہن کچھ اِس قدر کشادہ تھا کہ جس نے چاہا اُسے ہتھیا کر منبر رسولؐ پر بیٹھ گیا اور جو کچھ زبان پر آیا وہ بیان کر دیا۔ ہاں وہ اُس جگہ نہ بیٹھے جہاں رسولؐ اللہ بیٹھتے تھے۔ شاید سیّدالانبیاءؐ کی وہ حدیث اُنھیں یاد تھی کہ جو میری جگہ بیٹھے اور میری سنت پر عمل نہ کرے تو اللہ سبحانہ اُسے منہ کے بل دوزخ میں ڈالے گا۔ دعوتِ فکر ہے کہ جو لوگ رسولِ خدا کی سنت پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اپنے دعوٰی کی حقانیت کو دیکھیں۔

تاریخ بہانگ دہل کہتی ہے: حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام خلافت اور خلیفہ کو دین کے معاملہ میں کیا خیال کرتی تھیں۔ آپؑ اپنی رحلت تک خلیفہ اور اُن کے وزیر سے ناراض رہی تھیں اور امیرالمومنین علی علیہ السلام بھی اِن لوگوں سے دُور رہے تھے۔

حضرت امام علی علیہ السلام نے بھی حکومت کی بیعت نہیں کی تھی۔ آپؑ رسولِ اسلام کی حدیث مَن مَاتَ لَمْ یَعْرِف......کو بخوبی جانتے تھے اور اس حدیث کے مصداق کو بھی جانتے تھے۔

ہاں! اَربابِ سیاست اپنے اس عمل کو جائز جانتے تھے۔

علامہ مظفرؒ

علامہ نے روز بہان کے اس نظریئے کو کچھ اس طرح باطل کیا: آپ نے لکھا: وہ لوگ کہ جن کا نظریہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام شیخین پر جو ناراض تھیں وہ بشری جذبہ کے تحت تھا۔ ابن روز بہان اس سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ رسولؐ اللہ اور اللہ سبحانہ کے غضب سے اربابِ اقتدار کی حفاظت کرے مگر کسی کی حفاظت کرنے سے کیا حاصل جبکہ مغضوب علیہم نے خود اپنی حفاظت نہیں کی۔ ایسے لوگ صرف مسلمانوں کو گمراہ کر سکتے ہیں۔ حقیقت سے اُنھیں دُور

نہیں رکھ سکتے۔ مگر یہ اللہ سبحانہ اور رسولؐ اللہ کے غضب سے ان لوگوں کی حفاظت نہیں کر سکتے کہ جن لوگوں سے سیّدہ فاطمہؑ ناراض اور بیزار تھیں اور جنابِ سیّدہؑ اُسی شخص پر ناراض ہیں کہ جس پر اللہ سبحانہ اور اُس کے رسولؐ ناراض ہیں۔

پس اربابِ خیر اس پر غور و خوض کریں۔

افضلیتِ خاتونِ جنّت

حدیث نبویؐ ہے:

لَو علم اللہ تعالیٰ اَنَّ فِی الارض عبادًا اکرم من علی وفاطمۃ والحسن والحسین لأمرنی اَن أباھل بھم وَلکن اَمرنی بِالمباھلۃ مَع ھٰؤُلَاءِ وَھُمْ اَفْضَل الْخَلْق فغلبت بِھِمُ النَصٰرٰی

اگر صفحۂ ہستی پر حضرات علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سے کوئی اور بہتر اور برتر ہوتا تو اللہ سبحانہ مجھے حکم دیتا کہ میں میدانِ مباہلہ میں صرف اُنھی کے ساتھ آؤں لیکن پروردگارِ عالم نے مجھے حکم دیا کہ میں اہلِ بیتؑ کو لے کر میدانِ مباہلہ میں آؤں۔ علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کائنات میں سب سے افضل ہیں اور میں ان کے وسیلہ سے قومِ نصاریٰ پر غالب آیا"۔ [1]

اصحابِ کساء کا گھر جنّت میں ہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اصحابِ نبیؐ نے رسولؐ اللہ سے عرض کیا:

الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰت طُوْبٰی لَھُمْ وَحَسنُ مَاٰب، فَقَالَ: ھِیَ شَجَرَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ اَصلُھَا فِی دَارِی وَفُرعُھَا فِی الْجَنَّۃِ فَقِیْلَ لَہٗ یَارَسُوْلَ اللہ سَالتاك عنھا فَقلت: ھِیَ شَجَرَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ اَصلُھَا فِی دَارِ عَلِی وَفَاطِمَۃُ وَفُرعُھَا عَلٰی اَھلِ الْجَنَّۃِ فَقَالَ اِنَّ دَارِی وَدَارُ عَلِی وَفَاطِمَۃ غَدًا فِی مَکَانٍ وَاحِدٍ (حدیث)

---

[1] ینابیع المودۃ، ص ۲۴۴،

"اور جو لوگ ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ انجام دیئے وہ درختِ طوبیٰ کے مالک ہیں اور وہ درخت ان کے گھر میں کھڑا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں؟
نبیؐ رحمتؐ نے فرمایا: طوبیٰ جنّت کا ایک درخت ہے اُس کی جڑ میرے گھر میں ہے اور اُس کی شاخیں جنّت میں ہیں۔
اصحابِ نبیؐ کا بیان ہے کہ ہم نے عرض کیا: ایک دفعہ ہم نے جب پہلے آپؐ سے پوچھا تھا تو آپؐ نے جواب دیا تھا: طوبیٰ جنّت کا درخت ہے کہ اُس کی جڑیں حضرات علیؑ، فاطمہؑ، حسنین کریمینؑ کے گھر میں ہیں اور اُس کی شاخیں جنّت والوں کے اُوپر ہیں۔
رسولؐ اسلام نے فرمایا: بے شک میرا اور علیؑ و فاطمہؑ کا جنّت میں ایک ہی گھر ہے"۔

سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

فِی الجَنَّةِ دَرَجَةٌ تُدْعٰی الوَسِیْلَةَ فَاِذَا سَئَلْتُمُ اللہُ فَاسْئَلُوا الوَسِیْلَةَ.

"جنّت میں ایک درجہ اور مقام ہے۔ اُس درجہ کے حصول کے لیے وسیلہ کی ضرورت ہے۔ اس لیے اللہ سبحانہ سے جب سوال کرو تو پھر وسیلہ کے لیے تمھارا سوال ہو"۔
صحابہ کرامؓ نے سوال کیا: یارسولؐ اللہ! کیا جنّت میں کوئی آپؐ کے ہمراہ ہوگا؟
آپؐ نے فرمایا: علیؑ و فاطمہؑ، حسنین کریمینؑ میرے ہمراہ ہوں گے۔ [1]

حدیث نبویؐ ہے:

وَالحَسَنُ وَالحُسَیْنُ ثِمَارُهَا وَمُحِبُّونَا اَهلَ البَیْتِ وَرَقُهَا وَکُلُّنَا فِی الجَنَّةِ [2]

---

[1] مقتل الحسینؑ خوارزمی، ص ۴۴
[2] احقاق الحق، ج ۶، ص ۱۵۷، ۱۹۱۔

"آپؐ نے فرمایا: میں شجر ہوں۔ سیّدہ زہراءؑ اُس کی شاخیں، علیؑ اُس کی جڑ اور حسنین کریمینؑ اُس کے ثمر ہیں اور ہمارے جو دوست ہیں وہ اُس درخت کے پتے ہیں اور ہم سب جنّتی ہیں"۔

حدیثِ نبویؐ ہے:

وعنه صلى الله عليه وآله قال: اَنَا وَفَاطِمَةُ وَحَسَنُ وَحُسَيْنُ مُجتَمَعُونَ

"مَیں، فاطمہؑ، علیؑ، حسنؑ و حسینؑ سب ایک جگہ جمع ہیں۔ سیّدہ زہراءؑ میزانِ کائنات میں شریک ہیں"۔

میزان میں اشتراک

حدیثِ نبویؐ ہے:

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اَنَا مِيزَانُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ كَفَّتَاهُ وَالحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ خُيُوطُهُ وَفَاطِمَةُ عَلَاقَتُهُ وَالْاِئِمَّةُ مِنْ اُمَّتِي عُمُودُهُ يُوزَنَ فِيهَا اَعْمَالُ الْمُحِبِّينَ لَنَا وَالْمُبغَضِينَ لَنَا [1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں علم کی میزان ہوں اور اہلِ بیتؑ اس میزان کے اجزاء ہیں۔ اَئمہ معصومینؑ اس میزان کا عمود ہیں۔ یہ وہ میزانِ قدرت ہے کہ جس میں ہمارے دوستوں اور دشمنوں کے اعمال تولے جاتے ہیں"۔

حضرت فاطمہ زہراءؑ اور سفینۂ نوحؑ

پروردگارِ عالم نے جب قومِ نوحؑ کو معذّب کرنا چاہا تو حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ درختوں کی لکڑی کے تختے بنائیں۔ حضرت نوحؑ نے تختے تیار کیے لیکن اُنھیں یہ معلوم نہ تھا کہ اب اِن تختوں کو کیا کریں۔ حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اُنھیں کشتی کی شکل کا نقشہ دکھایا۔

---

[1] مقتل الحسینؑ خوارزمی، ص ۱۰۷

ایک تابوت بھی اُن کے پاس تھا۔ اس میں ایک لاکھ انتیس ہزار میخیں تھیں۔ ان تمام میخوں کو کشتی کے بنانے میں لگایا گیا لیکن پانچ میخیں باقی رہ گئیں۔ اس دوران جنابِ جبرئیلؑ نے ایک میخ اپنے ہاتھ میں لی۔ وہ ستاروں کی طرح چمکنے لگی۔ اسے دیکھ کر حضرت نوحؑ حیران رہ گئے۔ اللہ سبحانہ نے اس میخ کو زبانِ فصاحت عطا فرمائی۔ اُس میخ نے کہا: میرا اطلاق افضل الانبیاءؑ کے اسمِ گرامی پر ہوگا اور اُن کا اسمِ گرامی حضرت محمدؐ بن عبداللہ ہے۔ حضرت نوحؑ نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا: یہ میخ کیسی ہے؟ کہ میں نے اس جیسی میخ نہیں دیکھی؟

حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا: یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی میخ ہے جو افضل الانبیاءؑ اور آخری پیغمبرؐ ہیں۔ اس میخ کو اپنی کشتی کے پہلے حصّے میں دائیں طرف لگادو۔

اس کے بعد حضرت نوحؑ نے دوسری میخ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ وہ میخ بھی چمکنے لگی۔ حضرت نوحؑ نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا: یہ میخ کیسی ہے؟

حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا: یہ میخ رسولؐ اللہ کے برادر حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کے نام کی ہے۔ اس میخ پر حضرت محمدؐ کے سامنے بائیں طرف لگادو۔

اس کے بعد حضرت نوحؑ نے تیسری میخ اُٹھائی۔ وہ بھی ضوفشاں ہوگئی۔

حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا: یہ میخ حضرت فاطمہ زہراءؑ کی ہے جو حضرت محمدؐ بن عبداللہ کی دُختر ہیں۔ اس میخ کو حضرت محمدؐ کے نام والی میخ کے ساتھ لگادو۔ پھر حضرت نوحؑ نے چوتھی میخ کو لگایا تو وہ بھی روشن ہوگئی۔

حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ یہ حسنؑ بن علیؑ کے اسمِ گرامی کی میخ ہے۔ اسے حضرت علیؑ کے نام کے ساتھ لگادو۔

پھر حضرت نوحؑ نے پانچویں میخ کو ہاتھ لگایا تو اس میخ سے گریہ و بکا کی دردناک آواز بلند ہوئی۔ حضرت نوحؑ نے جنابِ جبرئیلؑ سے سوال کیا کہ یہ آواز کیسی ہے؟ حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا: یہ میخ حسینؑ بن علیؑ کے اسمِ گرامی کی ہے۔ یہ سیّدالشہداء ہیں اور اس میخ کو ان کے بھائی کے نام کے برابر لگادو۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ارشادِ خداوندی ہے:

وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ ①

"ہم نے سوار کر دیا نوحؑ کو اُس تختوں اور میخوں سے بنے سفینہ پر"۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اَلواح وہ تختیاں ہیں جن سے سفینہ بنایا گیا اور ہمارے اسماء کی میخوں نے ان تختیوں کو ان کی جگہ پر برقرار رکھا۔ اور اگر ہم اس سفینہ کے ملاح نہ ہوتے تو یہ سفینہ اپنے اہل کو لے کر پانی پر سفر نہ کرتا"۔ ②

حضرت زکریاؑ نے حضرت فاطمہؑ کے اسمِ گرامی سے توسّل کیا

حضرت امام مہدی علیہ السلام نے جناب سعد بن عبداللہؒ کے جواب میں ارشاد فرمایا:

حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں درخواست کی کہ اُنھیں اصحابِ کساء کے اسماء کی تعلیم دی جائے۔

حضرت جبرئیل امینؑ اُن پر نازل ہوئے اور اُنھوں نے حضرت زکریاؑ کو یہ مبارک اسماء سکھلائے۔ جب حضرت زکریا حضراتِ محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ حسینؑ کے اسماء کی تلاوت کرتے تو اُن کے دل میں مسرت وشادمانی کی لہر دوڑ جاتی اور اُن کی تمام مشکلات دُور ہو جاتی اور جب آپؑ اسمِ حسینؑ کو اپنے لبوں پر جاری کرتے تو آپؑ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش شروع ہو جاتی اور دل بیٹھنے لگتا۔ ایک دن آپؑ نے بارگاہِ خداوندی میں مناجات کی:

"اے پروردگار! اس کی کیا وجہ ہے کہ جب میں اصحابِ کساء میں سے پہلے چار نام اپنی زبان پر لاتا ہوں تو میرے تمام ہم وغم دُور ہو جاتے ہیں اور جب میں آخری نام "حسینؑ" کو اپنی زبان پر لاتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور میرا دل غمزدہ ہو جاتا ہے؟"

اللہ ربّ العزت نے اپنے نبیؑ کے سامنے واقعۂ کربلا بیان کیا اور فرمایا:

کھیعص میں حرف "ک" نام کربلا ہے۔

---

① سورۂ قمر: آیت ۱۳

② طبقات الانوار، حدیث سفینہ

''ھا'' سے مراد شہادتِ عترتِ طاہرہ ہے۔

''یا'' سے مراد یزید ہے جو حسینؑ کا قاتل ہے۔

''عین'' سے عطش مراد ہے۔

''ص'' سے مراد حسینؑ کا صبر ہے۔ ①

مروی ہے کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا قصہ سنا تو آپؑ تین دن تک مسجد سے باہر نہ آئے اور لوگوں کو بھی اپنے پاس نہ آنے دیا اور گریہ و بکا میں معروف رہے اور نوحہ پڑھتے رہے:

''اے پروردگارِ عالم! کیا تیری بہترین مخلوق کو اُن کے فرزند کے غم میں عزادار بنادیں گے؟

اے پالنے والے! کیا تو یہ مصیبت ان مقدس حضرات پر نازل کرے گا؟

اے پالنے والے! کیا علیؑ اور فاطمہؑ اس غم اور مصیبت کو برداشت کریں گے؟ اے پروردگار! کیا حضرت علیؑ اور فاطمہؑ اس مصیبت کو برداشت کرسکیں گے؟

اے پالنے والے! مجھے ایک فرزند عطا فرما کہ اُس کے وجود سے بڑھاپے میں میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اُسے میرا وارث اور وصی قرار دے اور اُسے میری طرف سے اپنے حسینؑ کا فدیہ قرار دے اور جب وہ مجھے عطا ہو تو اُس کی محبت سے مجھے آزما اور اُس کے غم میں مجھے اِس طرح مبتلا کر کہ جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے حبیب اپنے فرزند کے غم میں عزادار اور سوگوار ہوں گے''۔

پروردگارِ عالم نے حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام عطا فرمائے۔ حضرت یحییٰؑ بطنِ مادر میں چھے ماہ مقیم رہے۔ اسی طرح حضرت امام حسین علیہ السلام صدفِ عصمت و طہارت میں

---

① سورۂ مریم: آیت ا

چھے ماہ مقیم رہے تھے۔ (۱)

خاتونِ جنّت اور الٰہی درود وسلام

حضرت ابن عباسؓ کا کہنا ہے کہ میں ایک دن بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر تھا اور حضرات علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ وہاں آپؐ کے حضور موجود تھے۔ اس دوران حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ اُن کے پاس جنّت کا ایک سیب تھا۔ رسولِ اسلامؐ نے اُنھیں سلام کیا۔ جنابِ جبرئیلؑ نے آپؐ کو سلام کیا۔ حضرت علیؑ نے جنابِ جبرئیلؑ کو سلام کیا۔ حضرت جبرئیلؑ نے امامؑ کو سلام کیا۔ حضرت امام حسنؑ نے جنابِ جبرئیلؑ کو سلام کیا، حضرت جبرئیلؑ نے امامؑ کو سلام کیا۔ حضرت امام حسینؑ نے حضرت جبرئیلؑ کو سلام کیا اور جنابِ جبرئیلؑ نے اُنھیں سلام کیا۔ پھر حضرت جبرئیلؑ نے حضرت فاطمہؑ کو سلام کیا۔ حضرت فاطمہؑ نے حضرت جبرئیلؑ کو سلام کیا۔

اس دوران حضرت جبرئیلؑ نے سیّد الانبیاءؐ کو سیب دیا۔ رسولؐ اللہ نے وہ سیب حضرت علیؑ کو دیا۔ حضرت علیؑ نے وہی سیب رسولؐ اللہ کو دینا چاہا کہ وہ سیب آپؐ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور دو حصوں میں تقسیم ہوگیا اور اُن دو حصوں سے نُور پھوٹنے لگا کہ اُن کی روشنی آسمان سے ٹکرا رہی تھی اور آسمان پر دو سطریں تحریر شدہ نظر آرہی تھیں۔ وہ تحریر یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پروردگارِ عالم کی طرف سے محمد مصطفیٰؐ پر سلام!

علی مرتضیٰؑ پر سلام!

فاطمہ زہراؑ پر سلام!

حسنؑ و حسینؑ جو رسولؐ اللہ کے نواسے ہیں اُن پر سلام!

جو اِن کے مُحب ہیں اُنھیں قیامت کے دن دوزخ سے امان ہے"۔ (۲)

محبت خاتونِ جنّت کائنات کے سامنے پیش کی گئی

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

---

(۱) بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۸۴

(۲) مقتل الحسینؑ خوارزمی، ص ۹۵

"ہر حمد و ثنا پروردگارِ عالم کے لیے ہے۔ اُس ذات نے علیؑ و فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ کی محبت کو اپنی تمام مخلوق کے سامنے پیش کیا۔ سب سے پہلے جن حضرات نے اُسے قبول کیا اللہ ربّ العزت نے اُنھیں اپنی رسالت کے لیے منتخب کیا اور اُن کے بعد جن لوگوں نے خداوند تعالیٰ کی اس امانت کو قبول کیا تو اُنھیں شیعہ آلِ محمدؐ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ اِن سب کو جنت میں جمع کرے گا"۔ ①

خاتونِ جنّت صلوٰۃ میں شریک

جنابِ کعب بن عجرہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾ ②

"بے شک پروردگارِ عالم اور اُس کے ملائکہ رسولؐ اللہ پر درُود و سلام بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی رسولؐ اللہ پر درُود و سلام بھیجو جو درُود و سلام بھیجنے کا حق ہے"۔

تو ہم نے بارگاہِ رسالتؐ میں عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم آپؐ پر درود بھیجنا تو جانتے ہیں لیکن آپؐ ہمیں یہ بتائیں کہ ہم کس طرح آپؐ پر سلام کریں؟

رسولؐ خدا نے فرمایا: تم کہو!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ...الخ

"پروردگارا! محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درُود و سلام بھیج"۔

حاکم کی روایت

ہم نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کے اہلِ بیتؑ پر درُود و سلام کس طرح بھیجیں؟

---

① المناقب المرتضویہ، علامہ کشفی، ص ۹۷

② سورۂ اَحزاب: آیت ۵۶

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کہا کرو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

آپؐ نے فرمایا: مجھ پر ہرگز ہرگز درُودِ بترا نہ پڑھو۔

اصحاب نے پوچھا: یارسولؐ اللہ! درُودِ بترا کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: جب تم اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ کر خاموش ہو جاؤ۔ [1]

بلکہ ہمیشہ اس طرح درُود و سلام پڑھو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ [2]

اس دوران اصحابؓ نے پوچھا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کے اہلِ بیتؑ کون ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: میرے اہلِ بیتؑ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ ہیں۔

محقق احمد اردبیلیؒ کی رائے

اچھی طرح جان لو کہ علامہ حلیؒ نے اپنی کتاب "المنتہیٰ" میں لکھا ہے:

"ہمارے علماء کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلؑ پر درُود بھیجنا واجب ہے۔ اگر دورانِ نماز درُود اس طرح پڑھ لیا جائے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ تو درُود کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ضرور جزا دے گا"۔

اہلِ سنّت کے ہاں بھی محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درُود بھیجنا واجب ہے۔

جنابِ کعب احبار کا بیان

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ پر درُود و سلام کس طرح بھیجیں، کیونکہ ہمیں آپؐ پر درُود و سلام بھیجنے کا طریقہ نہیں آتا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کہو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

---

① ینابیع المودۃ، ص ۲۹۵

② احقاق الحق، ج ۹، ص ۲۳۷؛ کشف الغمہ، ج ۱، ص ۱۱۰

مقامِ تعجب ہے کہ وہ لوگ اس لفظ کو اپنی صلواۃ میں چھوڑ دیتے ہیں۔
اہلِ سنت کہتے ہیں کہ حسن سقطی نے کہا: صلواۃ میں اگر اس کا لفظ نہ بھی ہو تو صلواۃ صحیح ہوگی۔
آل میں حضرت فاطمہ زہراءؑ، آپؑ کے فرزند اور ائمہ معصومینؑ ہیں۔
جس طرح آیتِ تطہیر کے مصادیق محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ اور امام حسینؑ کے فرزندوں میں جو ائمہ معصومینؑ ہیں اور اس آلِ اطہارؑ کے مصادیق حضرات علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ اور ائمہ معصومینؑ ہیں۔

علامہ امینیؒ کا موقف

حدیثِ نبویؐ ہے:

اَلدُّعَاءُ مَحْجُوْبٌ حَتّٰی یُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

''دُعا اُس وقت قبول نہیں ہوتی جب تک حضراتِ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر دُرود نہ بھیجا جائے''۔

آپؐ نے فرمایا: تم کہو!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

ابن حجر اور طبرانی

ابن حجر نے اپنی کتاب ''صواعقِ محرقہ'' (ص ۸۸) اور طبرانی نے اپنی کتاب الاوسط میں لکھا ہے:

''جب تک محمدؐ و آلِ محمدؐ پر دُرود و سلام نہ بھیجا جائے اُس وقت تک کوئی بھی دُعا قبول نہیں ہوتی''۔

حافظ ہیثمی اپنی کتاب ''مجمع الزوائد'' (ج ۱۰، ص ۱۶۰) میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی علیہ السلام کی حدیث ثقہ ذرائع سے ہم تک پہنچی ہے۔ بیہقی اور ابن عساکر وغیرہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ دُعا اور صلواۃ آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔ وہ اُس وقت تک بارگاہِ الٰہی میں نہیں پہنچتی کہ جب تک محمدؐ و آلِ محمدؐ پر دُرود و سلام نہیں بھیجے۔

امام فخرالدین رازی کا نظریہ

علامہ صاحب اپنی کتاب "تفسیر کبیر" میں نقل کرتے ہیں:

"میرا نظریہ یہ ہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ وہ ہستیاں ہیں کہ جو بندگانِ الٰہی کے اُمور کو بارگاہِ خداوندی میں پیش کرتے ہیں اور وہ لوگ جن کے اُمور کو محمدؐ و آلِ محمدؐ اللہ کی بارگاہ میں پیش کردیں وہ اُمور مقبول ہیں۔ بارگاہِ خداوندی میں جو قرب اور قرابت محمدؐ و آلِ محمدؐ رکھتے ہیں اتنا قرب کون رکھتا ہے اور اس امر میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ حضرات فاطمہؑ، علیؑ، حسنین کریمینؑ کو رسولؐ اسلام سے جو نسبت قرابت ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں۔ یہ بات متواتر احادیث کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے اور یہ ایک حقیقت ہے اس لیے ہم پر آلِ محمدؐ کی محبت اور اطاعت واجب ہے"۔ [۱]

امام فخرالدین نے نقل کیا ہے کہ کعب بن عجرہ نے کہا: پانچ باتوں جو نبی کریمؐ کے اہلِ بیتؑ اصحابِ کساء ہیں جو مساوی اور یکساں ہیں وہ درج ذیل ہیں: [۲]

① سلام میں...... السلام علیك ایها النبی

② صلواۃ میں، سب اہلِ بیتؑ صلواۃ میں شریک ہیں۔ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ [۳]

③ طہارت میں: رسولِؐ اسلام کے لیے ارشاد ہوا: طٰهٰ، یعنی اے طاہر۔ آپؐ کے اہلِ بیتؑ کے لیے ارشاد ہوا: وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا [۴]

④ صدقہ اہلِ بیتؑ پر حرام ہے۔

⑤ محبت میں: فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ [۵] (تم میری پیروی کرو گے تو اللہ سے محبت ہوگی)۔

---

[۱] شرح شفا خفاجی، ج ۳، ص ۵۰۶؛ الغدیر، ج ۲، ص ۳۰۴

[۲] تفسیر کبیر، ج ۲۷، ص ۱۴۴

[۳] سورۂ صافات: آیت ۱۳۰

[۴] سورۂ احزاب: آیت ۳۳

[۵] سورۂ آل عمران: آیت ۳۱

امام فخر الدین رازی کا نظریہ

علامہ صاحب اپنی کتاب ''تفسیر کبیر'' میں نقل کرتے ہیں:

''میرا نظریہ یہ ہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ وہ ہستیاں ہیں کہ جو بندگانِ الٰہی کے اُمور کو بارگاہِ خداوندی میں پیش کرتے ہیں اور وہ لوگ جن کے اُمور کو محمدؐ و آلِ محمدؐ اللہ کی بارگاہ میں پیش کردیں وہ اُمور مقبول ہیں۔ بارگاہِ خداوندی میں جو قرب اور قرابت محمدؐ و آلِ محمدؐ رکھتے ہیں اتنا قرب کون رکھتا ہے اور اس امر میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ حضرات فاطمہؑ، علیؑ، حسنین کریمینؑ کو رسولِ اسلام سے جو نسبت قرابت ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں۔ یہ بات متواتر احادیث کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے اور یہ ایک حقیقت ہے اس لیے ہم پر آلِ محمدؐ کی محبت اور اطاعت واجب ہے''۔ [۱]

امام فخر الدین نے نقل کیا ہے کہ کعب بن عجرہ نے کہا: پانچ باتوں جو نبی کریمؐ کے اہلِ بیتؑ اصحابِ کساء ہیں جو مساوی اور یکساں ہیں وہ درج ذیل ہیں: [۲]

① سلام میں...... السلام علیك ایها النبی

② صلوٰۃ میں، سب اہلِ بیتؑ صلوٰۃ میں شریک ہیں۔ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ [۳]

③ طہارت میں: رسولِ اسلام کے لیے ارشاد ہوا: طٰہٰ، یعنی اے طاہر۔ آپؐ کے اہلِ بیتؑ کے لیے ارشاد ہوا: وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا ﴿۳۳﴾ [۴]

④ صدقہ اہلِ بیتؑ پر حرام ہے۔

⑤ محبت میں: فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ [۵] (تم میری پیروی کرو گے تو اللہ سے محبت ہوگی)۔

---

① شرح شفا خفاجی، ج ۳، ص ۵۰۶؛ الغدیر، ج ۲، ص ۳۰۴

② تفسیر کبیر، ج ۲۷، ص ۱۴۴

③ سورۂ صافات: آیت ۱۳۰

④ سورۂ احزاب: آیت ۳۳

⑤ سورۂ آل عمران: آیت ۳۱

ارشادِ خداوندی ہے:

قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی ؕ ①

"میں تم سے اُجر رسالتؐ نہیں مانگتا مگر میرے قربیٰ سے مؤدّت رکھو"۔

اُجر رسالتؐ صرف قریبی ترین عزیزوں سے محبت ہی ہے۔ محبت اور مؤدّت میں اطاعت اور پیروی شرط ہے۔

ابن حجر کا قول

علامہ ابن حجر نے کہا ہے: کعب بن عجرہ نے بالکل صحیح اور حق کہا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۶﴾ ② نازل ہوئی تو ہم نے بارگاہِ رسالتؐ میں عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آپؐ پر کس طرح صلواۃ بھیجیں؟

سیّد الانبیاءؐ نے فرمایا: تم اس طریقہ سے دُرود پڑھو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

اصحابِ نبیؐ نے اس آیت کے نزول کے بعد بارگاہِ نبوتؐ میں سوال کیا تھا اور آپؐ نے طریقۂ صلواۃ بتایا تھا۔ یہ سوال دلیل ہے کہ صلواۃ میں اہلِ بیتؑ رسولؐ شریک ہیں، ورنہ وہ اہلِ بیتؑ پر صلواۃ بھیجنے کا طریقہ معلوم نہ کرتے اور جب اُنھوں نے سوال کیا اور اُنھیں جواب مل گیا تو اب یہ بات یقینی ہوگئی کہ اہلِ بیتؑ پر صلواۃ بھیجنا اُمورِ الٰہی میں سے ہے اور واجباتِ دین میں سے ہے اور آنحضرتؐ کو اس امر پر مامور کیا گیا تھا کہ آپؐ اپنی اُمت کو اس امر کی تبلیغ کریں۔ رسولؐ اللہ نے اس امر کی اپنی اُمت کو تبلیغ کی اور حکمِ خدا پر عمل کیا کیونکہ دُرود و سلام کا مقصد تعظیم و تکریم ہے اور پروردگارِ عالم کی طرف سے رسولؐ اور آلِ رسولؐ کی شوکت و عظمت اور اقتدار و ولایت کا اعلان ہے اور اہلِ ایمان کی طرف سے بھی رسولؐ اور آلِ رسولؐ کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔

---

① سورۂ شوریٰ: آیت ۲۲

② سورۂ اُحزاب: آیت ۵۶

حدیثِ کساء کا بیان

حدیثِ کساء کے بارے میں ارشاد ہے:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ......

سرکارِ دوعالمؐ نے اپنی کساء یمانی اُوڑھا کر فرمایا تھا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّھُمۡ مِنِّی وَاَنَا مِنۡھُمۡ فَاجۡعَلۡ صَلَوَاتِكَ وَرَحۡمَتِكَ وَمَغۡفِرَتِكَ وَرِضۡوَانِكَ عَلَیَّ عَلَیۡھِمۡ

''خدایا! یہ سب مجھ سے ہیں اور میں اِن سے ہوں۔ پس ان پر تیری رحمت ومغفرت اور رضوان کی بارش ہوتی رہے''۔

جی ہاں! رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا بارگاہِ خداوندی میں قبول ہے اس لیے اللہ سبحانہ نے مومنین سے چاہا کہ آلِ محمدؐ پر دُرود وسلام بھیجیں اور خود بھی اعلان فرمایا:

''اللہ اور اُس کے ملائکہ محمدؐ وآلِ محمدؐ پر دُرود وسلام بھیجتے ہیں اور بھیجتے رہیں گے۔ اے اہلِ ایمان! تم بھی محمدؐ وآلِ محمدؐ پر دُرود وسلام بھیجتے رہو''۔

نیز آپؐ کی یہ حدیث بھی ہے:

لَا تُصَلُّوا عَلَیَّ الصَّلٰوۃَ الۡبَتۡرَاء

''اور مجھ پر دُم کٹی صلواۃ نہ بھیجو''۔

اصحابِ نبیؐ نے دریافت کیا کہ دُم کٹی صلواۃ کیا ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہو اور پھر خاموش ہو جاؤ۔

بلکہ ہمیشہ یہ دُرود پڑھا کرو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ (1)

(1) صواعق محرقہ، ص ۱۴۷؛ فرائد السمطین، ص ۳۵، ص ۱۴۶

چوتھی فصل

خاتونِؑ جنّت کے فضائل و مناقب

۞ حدیث قدسی ہے: ارشادِ پروردگار ہے:

يَافَاطِمَةُ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَارتفَاعِ مَكَانِي لَقَدْ آليت عَلَى نَفْسِي مِن قَبْلِ اَنْ اَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بِاَلْفَي عَامٍ اَنْ لَا اُعَذِّبَ مُحِبِّيكِ وَمُحِبِّي عِتْرَتِكِ بِالنَّارِ [1]

"اے فاطمہؑ! میں اپنی عزّت وجلال اور علوشان کی قسم کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے میں نے اپنی ذاتِ کبریائی پر فرض کر رکھا ہے کہ جو بھی تم سے محبت کرے گا میں اُسے عذابِ دوزخ سے محفوظ رکھوں گا اور تمھاری ذُرّیت کے دوستوں کو بھی دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھوں گا"۔

۞ حدیث نبوی ہے:

يَافَاطِمَةُ! وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لَقَدْ حُرِمَت الجَنَّةُ عَلَى الْخَلَائِقِ حَتّٰى اَدْخلَهَا وَ اِنَّكِ لَاَوَّل خَلقَ اللهِ يَدخُلهَا بَعْدِي كَاسِيَةٌ حَالِيَةٌ نَاعِمَةٌ يَافَاطِمَةُ! هَنِيئًا لَكَ وَالَّذِي بَعثَنِي بِالْحَقِّ اِنَّكَ لِسَيِّدَةِ مَن يَدخُلهَا مِنَ النِّسَاءِ

وَالَّذِي بَعْثَنِي بِالْحَقِّ اِنَّ جَهَنَّمَ لَتَزفِر زَفرَةً لَا يَبْقٰى مَلك مقرّب وَلَا نَبِيٍّ مُرسَل اِلَّا صَعَق فَينَادٰى اِلَيهَا اَنْ يَاجهنّم! يَقُولُ لَكَ الجَبَّارِ اُسكني بِعِزّي وَاستقرّي حَتّٰى تمجوز فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّد اِلَى الجِنَانَ لَا يَغشَاهَا قِترٌ وَلَا ذِلّةٌ

---

(1) سفینۃ البحار، ج ۳، ص ۳۷۵

وَالَّذِی بَعَثَنِی بِالْحَقِّ لِيُدخِلَنَّ حَسَنُ وَحُسَيْنُ حَسَنٌ عَن يَمِينِك وَحُسَيْنٌ عَن يَسَارِكَ وَلِتَشرفَنَّ مِن اَعلَى الجنان بَيْنَ يَدَی الله فِي الْمُقَامِ الشَّرِيفِ وَلِواءَ الحَمْدِ مَعَ عَلِى اِبْنِ اَبِی طَالِبٍ يُكسِی اِذَا كسيت ويحبى اِذَا حبيت

وَالَّذِی بَعَثَنِی بِالْحَقِّ لأقومَنَّ بِخُصومَةِ أَعْدَائِكَ ولَيَندِمنَّ قَوْمٌ اَخَذَ حَقَّكِ وَقَطَعُوا مُوَدَّتَكِ وَكَذَّبُوا عَلَى وَلِيَختَلجنَّ دُونِي فَاَقُولُ اُمَّتِی اُمَّتِی فَيُقَالُ اَللّٰهُمَّ بَدَّلُوا بَعْدَكَ وَصَارُو اِلَى السَّعِيرِنَا[1]

"رسولِ اسلام ﷺ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم کہ جس نے مجھے برحق نبیؐ بنا کر بھیجا ہے جنّت اُس وقت تک تمام مخلوق پر حرام رہے گی جب تک تم میں جنّت میں داخل نہ ہو جاؤں۔ میرے بعد جنّت میں داخل ہونے والی پہلی ہستی تم ہوگی۔

اے فاطمہؑ! تمھیں مبارک ہو۔ اُس مقدس ذات کی قسم کہ جس نے مجھے برحق نبی مبعوث کیا ہے تم جنّت میں جانے والی خواتین کی سیّدہ اور سالار ہو۔

اُس ذات کی قسم کہ جس نے مجھے نبیؐ برحق بنایا، دوزخ کی آگ شعلہ وَر ہے اور وہ بڑی سختی کے ساتھ بھڑک رہی ہے۔ خداوندعالم آگ سے خطاب فرمائے گا: اے آگ! خبردار! تجھے جبار بادشاہ کا حکم ہے۔ تجھے میری عزّت وجلال کا واسطہ! ذرا ٹھہر جا اور اپنی شعلہ وَری کو ایک جگہ پر روک دے۔ فاطمہؑ بنت محمدؐ کی سواری کو گزر جانے دے، اور جب تک اُن کی سواری جنّت میں داخل نہ ہو جائے تیرے شُعلے اُس وقت تک بند

---

[1] بحارالانوار، ج ۲۲، ص ۳۹۱

ہوں، کیونکہ یہ وہ ہستی ہے کہ جس کے واسطہ سے عزّت و عظمت اور بلندی و منزلت ہے۔
اُس مقدس ذات کی قسم! جس نے مجھے مبعوث کیا، بے شک حسنؑ و حسینؑ ضرور جنّت میں جائیں گے اس طرح کہ حسنؑ تمھاری دائیں جانب ہوں گے اور حسینؑ تمھاری بائیں جانب ہوں گے اور تم فردوسِ بریں میں بارگاہِ خداوندی میں بلند و بالا مقام پر پہنچو گی۔ اُس وقت لوائے حمد علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے ہاتھ میں ہوگا اور جسے تم چاہو گی تو اُس پر لوائے حمد کا سایہ ہوگا۔ جسے اور جیسے تم چاہو گی اُسی کا اِکرام ہوگا اور اُسی کی عزّت ہوگی۔
اُس مقدس ذات کی قسم! جس نے مجھے نبیؐ برحق بنایا۔ روزِ محشر میں تمھارے دشمنوں کا دشمن ہوں گا اور جن لوگوں نے تمھارے حق کو غصب کیا اُن سب کو سزا دی جائے گی۔ جن لوگوں نے تم سے مؤدت نہیں رکھی اور میری ذات کی طرف کسی چیز کی اُنھوں نے جھوٹی نسبت دی اور اپنے نفس کی پیروی میں اُنھوں نے خود سے کوئی چیز گڑھ لی ہوگی اور اُس وقت مَیں یہ کہوں گا: یہ میری اُمت کے لوگ ہیں۔ میری ہی اُمت ہیں تو جواب ملے گا: یہ وہ افراد ہیں کہ جنھوں نے تمھارے بعد اپنا دین بدل ڈالا تھا اور اب یہ جہنم کی طرف روانہ ہیں"۔

۞ حدیثِ نبویؐ ہے: جب سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری وقت آیا تو آپؐ نے سیّدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا مبارک ہاتھ حضرت علی علیہ السلام کے مبارک ہاتھ میں دیا اور فرمایا:
اے ابوالحسنؑ! یہ فاطمہؑ امانتِ خدا ہے۔ رسولؐ اللہ کی ودیعت ہیں۔ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی قربت کے واسطے ان کی حفاظت کرنا اور بے شک تم ایسا ہی کرو گے۔
اے علیؑ! خدا کی قسم! یہ فاطمہ زہراءؑ ہیں۔
سَیِّدَۃُ نِسَاءِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ
"جنّت میں جانے والی ہر خاتون کی سیّدہ و سالار ہیں چاہے وہ پہلی اُمتوں

میں سے ہیں، چاہے وہ میری اُمت میں سے ہیں"۔

خدا کی قسم! فاطمہؑ مریمؑ کبریٰ ہیں، اور اِس وقت کوئی ایسا لمحہ نہیں گزرا ہے کہ جب میں نے پروردگارِ عالم سے تمھارے اور فاطمہؑ کے حق میں دُعا نہ کی ہو، یا تمھارے بارے میں سوال نہ کیا ہو۔ پروردگار نے ہمیشہ میری دُعا کو قبول کیا ہے۔

میرے ہر سوال پر اُس نے مجھے اپنی عطاؤں سے نوازا ہے۔

یا علیؑ! میں نے جو وصیت فاطمہ زہراءؑ کے حق میں تمھیں کی ہے، اُس پر عمل کرو اور میں نے فاطمہؑ کو بھی ان باتوں کا حکم دیا ہے، جو باتیں حضرت جبرئیلؑ نے مجھے بیان کی ہیں۔

اے فاطمہؑ! مجھے خدا کی قسم! جب تم کسی سے راضی نہیں اُس پر مَیں بھی راضی نہیں۔

سیّدالانبیاء ﷺ نے وقتِ رحلت فرمایا: اُس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اور جس نے مجھے برحق نبی مبعوث کیا تمھارے رونے پر زمین و آسمان روئیں گے۔ عرشِ خداوندی، آسمانوں میں اور زمین پر جتنے ملائکہ ہیں یا جو ذی روح موجود ہیں وہ سب تمھارے ساتھ گریہ کریں گے۔ [1]

❁ حدیث نبویؐ ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اُس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میری بیٹی وہ ہے جو روزِ محشر اس ناقہ پر سوار ہو کر آئیں گی کہ جس کا سر خشیت اللہ سے ہوگا، جس کی آنکھیں نوراللہ سے منور ہوں گی، اُس کی پیشانی جلال اللہ سے اُس کی گردن عزّتِ خدا سے، مہار رضوان خدا سے، اُس کی دُم تقدیس الٰہی سے اور اُس کے پاؤں مجد الٰہی سے ہوں گے۔ اور جب وہ چلے گی تو وہ اللہ سبحانہ کی تسبیح پڑھے گی۔ اگر وہ بولے گی تو اللہ کی تقدیس بیان کرے گی۔ اُس پر نُور کی عماری ہوگی اور اس عماری میں جاریہ انسیہ اور حُوریہ عزیزہ ہوگی اور اُس کی سرشت میں تخلیق کے تین عناصر جمع ہوں گے جن کی تفصیل یہ ہے:

[1] بحارالانوار، ج ۲۲، ص ۴۸۴، ۴۹۱

۱-مُشکِ اَذفر

مُشکِ اَذفر کے درمیان عنبر اشہب ہوگا اور آخر میں سرخ زعفران ہوگا۔ اُس کا خمیر آبِ حیات سے ہوگا۔ اگر اس کا لعاب سات سمندروں میں گر جائے تو سمندروں کا تلخ اور کھاری پانی شیریں ہوجائے۔ اگر دُنیا میں اُس کا جاہ وجلوہ ہوتو سورج اور چاند کی روشنی ماند پڑ جائے۔

حضرت جبرئیلؑ اُن کی دائیں جانب اور حضرت میکائیلؑ بائیں سمت ہوں گے۔ حضرت امام علی علیہ السلام اُن کے آگے آگے اور حسنین کریمینؑ پیچھے ہوں گے۔

اے علیؑ! اللہ سبحانہ کا واسطہ میری بیٹی کی ہر طرح سے حفاظت کرنا۔ وہ قیامت کے دن عرصۂ محشر میں آئیں گی تو اُس وقت پروردگارِ عالم کی طرف سے ندا بلند ہوگی:

اے لوگو! اپنی آنکھیں بند کرو اور اپنی نظروں کو نیچے کرلو کہ اے فاطمہؑ بنت محمدؐ تمھارے نبیؐ کی دُختر اور تمھارے امامؑ کی زوجہ اور حسنین کریمینؑ کی والدہ گرامی ہیں۔ وہ صراط سے گزر کر جنّت میں داخل ہونے والی ہیں۔ وہ وہاں خداوندِ عالم کی مغفرت، کرامت اور عنایت کو ملاحظہ کریں گی۔ اُس وقت وہ بے ساختہ فرمائیں گی:

> "پروردگارِ عالم کی فراواں اور بے پایاں نعمتوں کو دیکھ کر اُس کا شکر ادا کریں گی اور آپؑ کی زبان پر ہوگا:
>
> حمد بس اللہ سبحانہ کے لیے ہے کہ جس نے ہمارے تمام ہم وغم دُور کر دیے اور ہمیں بے پناہ خوشیاں دیں۔ بے شک ہمارا خالق بڑی بخشش اور عطا والا ہے اور اُس خدا کا شکر ہے کہ جس نے اپنے لطف وکرم سے ہمیں دائمی اور اَبدی بہشت عطا فرمائی اور جنّت کو ہمارا مسکن قرار دیا۔ یہاں ہمیں کسی قسم کا رنج وغم نہیں پہنچے گا اور یہاں کسی قسم کی بے چینی، تھکن اور کمزوری کا احساس تک بھی نہیں ہوگا"۔

سیّد الانبیاءؐ کا فرمان ہے کہ ربّ تعالیٰ نے حضرت فاطمہ زہراءؑ سے فرمایا:

تم مجھ سے سوال کرو تم جو چاہوگی مَیں وہی عطا کروں گا۔ تمھاری جو خواہش

بھی ہو اُسے پورا کر کے تمھیں خوش کروں گا۔

سیّدہ فاطمہ زہراءؑ عرض کریں گی:

اے پروردگارِ عالم! تیری رضا اور خوشنودی میری مراد ہے اور تیری بارگاہ میں میرا سوال اور التجا ہے کہ جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میری عترت کو دوست رکھتے ہیں اُنھیں عذاب نہ کرنا"۔ (۱)

۞ حدیث نبویؐ ہے: نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

مجھے اُس ذات کی قسم! جس نے مجھے اپنی کرامت اور بزرگی کے ساتھ اپنا رسولؐ بنا کر بھیجا۔ میں نے اپنی دُختر فاطمہؑ کا عقد اپنی طرف سے نہیں پڑھا بلکہ خداوند عالم نے عرش پر اُن کا عقدِ نکاح منعقد کیا ہے۔ جب علیؑ ولی راضی ہوگئے تو میں راضی ہوگیا۔ جب میں راضی ہوگیا تو علیؑ راضی ہوگئے۔ اور میں اُس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک فاطمہ زہراءؑ راضی نہیں ہوں گی۔ اللہ ربّ العزت کی رضا پر فاطمہؑ راضی ہیں۔ جب اللہ ربّ العالمین کی مشیّت اور خوشنودی اسی امر میں ہے تو ہم سب خدائی تعلق سے خوش ہیں۔ ہم خوش اور ہمارا خدا خوش، ہمارا خدا خوش تو ہم سب خوش ہیں۔ (۲)

۞ حدیثِ نبویؐ ہے: رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

آسمانوں پر ملائکہ اللہ ربّ العزت کی تسبیح اور تقدیس بیان کر رہے تھے تو اللہ سبحانہ نے فرمایا:

"مجھے اپنی عزّت وجلال کی قسم! یہ جو تم تسبیح و تقدیس کر رہے ہو میں اس کا ثواب اس خاتون اور اُس کے والد بزرگوار، شوہر نامدارؑ اور اُن کے فرزندوں سے محبت کرنے والوں کے نام وقف کرتا ہوں"۔ (۳)

---

(۱) تاویل الآیات، ج ۲، ص ۴۸۴۔ ایک دفعہ جناب سلمان فارسیؓ نے رسولِ اسلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؐ حضرت فاطمہؑ کے قیامت کے دن کے فضائل بیان فرمائیں تو حضور اکرمؐ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔

(۲) ملحقات: احقاق الحق، ج ۱۸، ص ۱۷۴

(۳) عوالم العلوم، ج ۱۱، ص ۶

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث

صادقِ آلِ محمدؑ اپنے آباؤ اجدادؑ کی زبانی فرماتے ہیں:

ایک دن سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپؐ کے حضور حضرات علیؑ، فاطمہؑ، حسنین کریمینؑ حاضر تھے۔ نبی رحمتؐ نے فرمایا: مجھے اُس ذات کی قسم کہ جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا اس زمین پر کوئی ایسی مخلوق نہیں ہے جو بارگاہِ خداوندی میں تم سے بڑھ کر محترم اور محبوب ہو۔ (۱)

حضرت عائشہؓ کی حدیث

اُم المومنین حضرت عائشہؓ کا کہنا ہے: اُس ذات کی قسم جو لا الٰہ الا اللہ ہے میں نے ایک دن دیکھا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ چل رہی تھیں۔ میں نے غور سے دیکھا کہ آپؑ کی رفتار اور چال اس طرح تھی کہ جس طرح رسولِ اسلام کی رفتار اور چال ہے۔ باپ بیٹی کے چلنے میں ذرا بھر فرق نہیں تھا۔ اس دوران رسولِ خدا نے فرمایا:

میری دُختر! شاد باش مرحبا! تم عالمین کی عورتوں کی سیّدہ و سالار ہو۔ قیامت کے دن خاتونِ جنت صرف تم ہو۔ (۲)

۞ حدیثِ نبویؐ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دُختر سے فرمایا:

اے میری لختِ جگر! اُس ذات کی قسم کہ جس نے مجھے برحق نبی بنایا میں نے اُس ہستی کے ساتھ تمھاری شادی کی ہے جو اس دُنیا میں سیّد و سردار ہیں اور آخرت میں بھی آقا و مولا ہیں۔ (۳)

۞ حدیثِ نبویؐ ہے، آپؐ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم کہ جس نے مجھے برحق نبی بنایا آپؑ عالمین کی عورتوں کی سیّدہ و سالار ہو۔

---

(۱) بحر المعارف، ص ۲۸۷

(۲) المجالس السنیہ، جز ۳، ص ۶۳

(۳) المناقب ابن المغازلی، ص ۳۹۹

ابوایوب انصاریؓ کی روایت

ایک دن رسولِ اعظم ﷺ کی طبیعت ناساز تھی۔ جنابِ سیّدہ فاطمہؑ آپؐ کی عیادت کے لیے آئیں تو آپؐ کے حضور رونے لگیں۔

رسولِ اکرمؐ نے فرمایا: اے میری لختِ جگر! تمھاری شادی اُس ہستی کے ساتھ ہوئی ہے جو سب سے پہلا مصدقِ اسلام اور سب سے بڑا عالم ہے۔

اللہ ربّ العزت نے روئے زمین کے تمام مردوں میں سے اپنی نبوت اور رسالت کے لیے مجھے منتخب فرمایا۔ پھر دوسری مرتبہ تمام عالم کے مردوں میں اُس نے تمھارے شوہر نامدارؑ کا انتخاب کیا۔ اُس نے مجھے حکم دیا کہ میں تمھاری شادی اِن کے ساتھ کر دوں اور انھیں میں اپنا وصی بناؤں۔

اے میری دُختر! ہم میں سے افضل الانبیاءؐ ہیں اور وہ تمھارے بابا ہیں، ہم ہی سے ہیں سیّدالاوصیاءؑ! وہ تمھارے شوہر نامدارؑ ہیں۔ ہم ہی سے ہیں سیّدالشہداءؑ اور وہ حضرت حمزہؓ تمھارے باباؐ کے چچا ہیں۔

ہم ہی میں سے ہیں وہ شہید جو ملائکہ مقرب کے ساتھ جنّت میں اُڑان بھرتے ہیں اور وہ جعفر طیارؓ ہیں جو کہ تمھارے بابا جانؐ کے چچازاد بھائی ہیں اور ہم ہی سے ہیں اس اُمت کے دو سبط، اور ہم ہی سے ہیں سیّدا شباب اہلِ جنّت حسنین شریفینؑ اور وہ تمھارے فرزند ہیں۔

اور اُس ذاتِ اَقدس کی قسم! کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہم ہی میں سے ہیں اس اُمت کے مہدیؑ اور وہ تمھارے فرزند ہیں۔ (1)

میری دُعا میں اثر ہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

خاتونِ جنّت حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے حق میں جو حکومتِ وقت نے جو کیا وہ کیا؟ دُخترِ نبیؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: اے ابنِ خطابؓ! تم یہ مت سمجھو کہ میری دُعا اور

---

(1) ینابیع المودت، ص ۴۳۶؛ منتخب الاثر، ص ۱۹۲

بددُعا میں کوئی اثر نہیں ہے۔ خدا کی قسم! میں اِس بات کو پسند نہیں کرتی کہ کوئی ستم کاروں کی لپیٹ میں آکر مارا جائے اور تم بھی اس بات کو بخوبی جانتے ہو۔ اگر میں اللہ سبحانہ کی قسم دے کر کسی چیز کے لیے کہوں تو پھر کوئی دیر نہیں ہوگی۔ [1]

محدث عیاشی کی روایت

جب حکومتی دستہ حضرت امام علی علیہ السلام کو رسّی میں جکڑ کر دربارِ خلافت لے گیا تو حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام اپنے گھر سے باہر آئیں اور فرمایا:

اے ابوبکرؓ! کیا تم میرے شوہر نامدارؑ کو قتل کرو گے اور مجھے مصائب و مشکلات میں ڈال دو گے؟ خدا کی قسم! اگر تم نے ابوالحسنؑ کو نہ چھوڑا تو میں اپنے بالوں کو پریشان کروں گی اور گریبان چاک کر کے اپنے بابا جانؐ کے روضہ پر جاؤں گی اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں فریاد کروں گی۔

ابھی بی بی سیّدہؑ کی گفتگو جاری تھی کہ وہاں حضرت سلمان فارسیؓ پہنچ گئے اور عرض کیا:

اے دُختر رسولؐ اللہ! اللہ ربّ العزت نے آپؑ کے باباؐ کو رحمت للعالمینؐ بنایا ہے، آپؑ بیت الشرف میں واپس جائیں۔

جنابِ سیّدہؑ نے فرمایا: اے سلمانؓ! یہ علیؑ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اب کاسۂ صبر لبریز ہے، اب مجھے اپنے باباؐ کی قبر مبارک پر جانے دو۔ میں وہاں جا کر اپنے سر کے بالوں کو پریشان کروں گی اور گریبان چاک کر کے فریاد کروں گی اور اُس کی بارگاہ میں ان کی شکایت کرتی ہوں۔

حضرت سلمانؓ نے عرض کیا: اے بی بیؑ! مجھے ڈر ہے کہ کہیں مدینہ منورہ زمین میں دھنس نہ جائے اور قیامت سے پہلے قیامت نہ آجائے۔ مجھے میرے آقا حضرت امام علی علیہ السلام نے آپؑ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ میں آپؑ کو گھر میں لے جاؤں اور آپؑ اپنے اس ارادہ کو جانے دیں۔

---

[1] الکافی، ج ۱، ص ۴۶

جنابِ سیدہؑ نے فرمایا: ٹھیک ہے جو حکم ابوالحسنؑ کا ہے میں اطاعت کرتی ہوں اور صبر کر کے گھر جاتی ہوں۔ (۱)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث

امامؑ نے فرمایا: اے جابرؓ! قیامت کے دن حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے شیعہ اور مُحب اس طرح سے اس مخدومہؑ کائنات کے حضور جمع ہوں گے کہ جس طرح سے ایک پرندہ خراب دانہ سے منہ موڑ کر اچھے دانہ کی طرف آتا ہے۔ بابِ جنت پر خاتونِ جنت کے مُحب اپنی مخدومہ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ پروردگار اُن کے دلوں میں اپنی التفات اور توجہ کرنے کی خواہش ایجاد کردے گا اور وہ جب اللہ سبحانہ کی طرف متوجہ ہوجائیں گے تو رب تعالیٰ فرمائے گا:

> ''اے میرے دوستو! تم میری طرف متوجہ ہو، تمھاری شفاعت میرے حبیبؐ کی لختِ جگر فاطمہؑ کرچکی ہیں۔ اس وقت محبانِ خاتونِ جنت درخواست کریں گے: پروردگار! آج ہم اپنی قدر و قیمت کو سمجھتے ہیں۔
>
> ربّ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے دوستو! واپس جاؤ اور یہ دیکھو کہ وہ کون لوگ ہیں کہ جنھوں نے خاتونِ جنّت کی وجہ سے تم سے محبت کی ہے؟ اور یہ دیکھو کہ کن لوگوں نے خاتونِ جنّت کی محبت میں تمھیں کھانا کھلایا ہے؟ اور یہ دیکھو کہ دُخترِ نبیؐ کی محبت میں کس کس نے تمھیں لباس پہنایا ہے۔ اور یہ دیکھو کہ کس کس نے خاتونِ جنّت کی خاطر تمھاری پیاس بجھائی ہے۔ یہ بھی ملاحظہ کرو کہ کس کس نے تمھاری پیٹھ پیچھے تمھاری معاونت کی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا ہاتھ تھامو اور اُنھیں جنّت میں لے جاؤ''۔

باقر علوم امام علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا کی قسم! شک کرنے والوں، کافروں اور منافقوں کے سوا کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔ سب کو جنّت میں داخل کردیا جائے گا۔ (حدیث) (۲)

---

(۱) بیت الاحزان، محدث قمی، ص ۸۶-۸۷

(۲) بحارالانوار، ج ۴۳، ص ۶۵ و ۱۰۱

ابن عباسؓ کی روایت

بخدا! حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا حضرت امام علی علیہ السلام کے علاوہ کوئی کفو اور ہمسر نہیں تھا۔ ①

حضرت امام محمد باقرؑ کی حدیث

امام علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی ولادت ہوئی تو اللہ ربّ العزت نے ایک فرشتہ پر وحی فرمائی۔ اُس نے سیّدالانبیاءؐ کے لہجہ میں بات کی اور نومولود کا نام ''فاطمہ'' رکھا۔

اللہ ربّ العزت نے فرمایا: اے فاطمہؑ! میں نے تمھیں علم سے خلق فرمایا ہے، عصمت و طہارت سے آراستہ کیا ہے اور تمھاری ولایت کا عہد و میثاق لیا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جنابِ سیّدہ طاہرہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کو علم سے خلق کیا گیا اور اُن کی ولایت و محبت کا افرادِ بشر سے میثاق لیا گیا ہے۔ ②

علامہ مجلسیؒ کی روایت

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث میں حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام سے خطابِ خداوندی میں اس طرح ارشاد ہے:

وَفَطَمْتُكِ بِالْعِلْمِ ......

''تمھارے علم وہبی اور لدنی کی وجہ سے تمھیں جہل سے دُور رکھا''۔

تمھیں علم و عرفان اور رُشد و ہدایت کے سرچشمہ سے سیراب کیا گیا ہے۔

جی ہاں! یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام اپنی خلقت کے پہلے ہی مرحلہ میں عالمہ ربانی تھیں۔ ③

---

① بحارالانوار، ج ۴۳، ص ۶۵، ۱۰۱

② الکافی، ج ۱، ص ۴۶۰

③ مرات العقول، ج ۵، ص ۳۴۳

جناب اصبغ بن نباتہ کی حدیث

میں نے حضرت امام علی علیہ السلام کی لسانِ الٰہی سے سنا ہے، خدا کی قسم! میں ضرور ایسی بات کہتا ہوں کہ میرے سوا کسی کو اس طرح بات کہنے کا حق نہیں ہے۔ اگر کوئی بے عقل اِس طرح کی بات کہے تو وہ کذاب ہے۔

مَیں نبیؐ رحمتؐ عالمین کا وارث ہوں۔ میری زوجہ افضل نساء العالمینؑ ہیں۔ مَیں خود سیّدالاوصیاءِ ربّ العالمین ہوں۔ [1]

امیرالمومنین علی علیہ السلام کی حدیث

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: بخدا! میں نے کبھی حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کو آزردہ خاطر نہیں کیا۔ اور ایسا وقت بھی نہیں آیا کہ اُنھوں نے کوئی ایسا کام کیا ہو جو ناگوار صورت رکھتا ہو، یہاں تک کہ آپؑ نے رحلت فرمائی۔ اُنھوں نے مجھے کبھی رنجیدہ نہیں کیا اور کسی بات میں میری مخالفت بھی نہیں کی۔ جب میں اُن کے چہرۂ اَنور کی زیارت کرتا تو میرے سارے ہم و غم دُور ہو جاتے۔

امیرالمومنینؑ کی ایک اور حدیث ہے: خدا کی قسم! میں نے جنابِ سیّدہؑ کے تمام اُمور سنبھالے۔ میں نے اُنھیں اُن کے پیراہن میں غسل دیا۔ بخدا وہ میمونہ تھیں، طاہرہ اور مطہرہ تھیں۔ سیّدالانبیاءؐ کے حنوط سے جو کافور باقی بچا تھا میں نے اُسی سے اُنھیں حنوط کیا تھا۔ اُس کے بعد اُنھیں کفن دیا۔ جب میں نے اُن کی تکفین کر لی تو اُن کی اولاد کو پکارا:

اے اُمِ کلثومؑ! اے زینبؑ! اے فضہؓ! اے حسنؑ! اے حسینؑ!

هَلُمُّوا تَزَوَّدُوا مِن اُمِّکُمْ فَهٰذَا الْفِرَاقُ وَاللِّقَاءُ فِي الْجَنَّةِ

"آؤ اپنی مہربان والدہ کو الوداع کہہ لو۔ اب یہ ہجر و فراق کی گھڑی ہے۔

ملاقات تو پھر جنّت میں ہوگی"۔

اُس وقت حسنین شریفینؑ آگے بڑھے اور دونوں بھائی رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے:

---

[1] بحارالانوار، ج ۴۳، ص ۱۳۴

ہائے افسوس! ابھی ہم اپنے جدِ بزرگوارؐ کے غم کو نہیں بھولے تھے کہ مہربان والدہؑ بھی رحلت فرما گئیں۔

اے مہربان ماں! جب آپؑ نانا جانؐ سے ملاقات کرنا تو اُن کی خدمت میں ہمارا سلام کہہ دینا۔ ہمارا ایک پیغام بھی پہنچا دینا کہ ہم آپؑ کے بعد زندہ تو ہیں لیکن ہماری زندگی یتیموں والی ہے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس دوران حضرت زہراء علیہا السلام کے تابوت کو جنبش ہوئی، میت تابوت کے اندر ہلنے لگی۔ کفن کے بند کھلے، دونوں ہاتھ باہر آئے اور حسنین کریمینؑ کو اپنے سینہ سے لگایا۔ اس وقت ہاتفِ غیبی کی آواز آسمان سے آئی:

اے ابوالحسنؑ! دونوں فرزندوں کو ماں کے تابوت سے جدا کر دو۔ اللہ کی قسم! ان کے رونے سے آسمانوں کے ملائکہ کی صفوں میں کہرام برپا ہے۔ حبیب کو اپنے محبوب کا شوق و اشتیاق ہے۔

امیر المومنینؑ نے حسنین شریفینؑ کو ماں کے سینہ سے جدا کیا اور چادر اُوڑھا دی۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں: اُس وقت میں نے یہ اشعار پڑھے:

فِرَاقُكِ اَعْظَمُ الأَشْيَاءِ عِنْدِی　　　وَفَقْدِكِ فَاطِمَ اَدهٰى الثُّكُولِ

سَابكِي حَسرَةً وَاَنوح شَجواً　　　عَلٰى خِلٍّ مَضٰى اَسنٰى سَبِيلِ

اَلَا يَا عَيْنُ جُودِی وَاَسعَدِينِی　　　فَحزنِی دَائِمٌ اَبكِی خَلِيلِی

”آپؑ کا ہجر و فراق مجھ پر بہت زیادہ بھاری ہے۔ اے فاطمہؑ! تم مجھ سے چلی گئی ہو یہ سوگواری ناقابلِ برداشت ہے۔ میں روتا ہوں اور زخمی دل کے ساتھ تم پر نوحہ گری کرتا رہوں گا۔ اے میری آنکھ! جتنا رو سکتی ہے تو رو لے اور اس رونے میں میری مدد کر۔ میرا حزن اُبدی اور سرمدی ہے۔ میں اپنے خلیل کی یاد میں روتا رہوں گا“۔ (۱)

(۱) بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۱۷۹-۱۸۰

پانچویں فصل

خاتونِ جنّت اہلِ سنت کی نظر میں

نصر بن مزاحم کی روایت

نصر بن مزاحم نے زیاد بن منذر سے، اُس نے زاذان سے، اُس نے حضرت سلمان فارسیؓ سے سنا، اُس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَاسَلمَانُ! مَن اَحبَّ فَاطِمَةَ بنتِي فَهُوَ فِي الجَنَّةِ مَعِي وَمَن اَبغَضَهَا فَهُوَ فِي النَّارِ ، يَاسَلمَانُ! حُبُّ فَاطِمَةِ يَنفَعُ فِي مِائَةِ مِنَ المَوَاطِنِ اَيسَرُ ذٰلِكَ المَوَاطِنَ المَوتِ وَالقَبرِ وَالمِيزَانِ وَالمَحشَرِ وَالصِّرَاطِ وَالمحَاسِبَةِ فَمَنْ رَضِيت عَنْهُ اِبنَتِي فَاطِمَةُ رَضِيت عَنْهُ وَمَنْ رَضِيتُ عَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَمَنْ غَضَبتُ عَلَيْهِ غَضَبتَ عَلَيْهِ وَمَن غَضَبتَ عَلَيْهِ غَضَبَ اللهُ عَلَيْهِ يَاسَلمَانُ! وَيلُ لِمَنْ يَظلُمُهَا وَيَظلَمُ بَعلهَا اَمِيرِ المُؤمِنِيْنَ عَلِيًّا وَوَيلُ لِمَنْ يَظلِمُ ذُرِّيَّتِهَا وَشِيْعَتِهَا

"اے سلمانؓ! جو میری بیٹی فاطمہؑ سے محبت کرے گا وہ میرے ساتھ جنّت میں جائے گا اور جو میری بیٹی سے بُغض رکھے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔

اے سلمانؓ! فاطمہؑ کی محبت سو مقامات پر فائدہ دے گی۔ اُس کی موت آسان ہو جائے گی، قبر کی منزل آسان ہوگی، میزانِ محشر، صراط اور حساب سب آسان رہیں گے۔

میری بیٹی جس پر خوش ہوں گی اُس سے مَیں خوش ہوں اور جس سے مَیں خوش ہوں اُس سے میرا خدا خوش ہے۔ اور جس سے میری بیٹی فاطمہؑ ناراض اُس سے مَیں ناراض اور جس سے مَیں ناراض اُس سے میرا خدا ناراض اور اُس پر خدا کا غضب۔

اے سلمانؓ! کچھ لوگ میری بیٹی کو ستائیں گے اور اُن کے شوہر نامدارؑ پر ظلم کریں گے ان سب پر اللہ سبحانہ کا عذاب نازل ہوگا اور ان پر اللہ کی لعنت ہوگی جو میری بیٹی کی اولاد پر اور اُن کے شیعوں پر ظلم کریں گے"۔ ①

جناب علی بن عمر کی روایت

جناب علی بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا اور اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے اپنے آباء سے کہ حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام سے فرمایا:

اے میری دُختر! تمھارے غضب سے اللہ سبحانہ غضب ناک ہوتا ہے۔

حضرت زیدؒ کی روایت

حضرت زید بن علی العابدینؑ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے۔ آپؐ نے دق الباب کیا اور فرمایا:

دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلٰى عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَاَخَذَ بعضادتِ البَابَ وَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهلِ بَيْتِ الرَّحْمَةِ وَموضَعِ الرِّسَالَةِ وَمُنزَلَ المَلَائِكَةِ يَابنيَّةِ اِنَّ اللهَ سُبحَانَهٗ...... الخ

"اے اہلِ بیتؑ رحمت! محلِ رسالتؐ، ملائکہ آسمان کی منزل تم سب پر سلام! تم پر دُرُود ہو! اے میری لختِ جگر! بے شک اللہ سبحانہ نے تمام افرادِ بشر میں تمھارے بابا کو اپنی نبوت کے لیے منتخب فرمایا اور میرے بعد تمھارے شوہر نامدارؑ کو میرا بھائی اور وصی قرار دیا۔ پھر اُس نے تیسری مرتبہ نگاہِ انتخاب فرمائی تو تمھاری والدہ خدیجۃ الکبریٰؑ کو تمام عالم کی عورتوں کی سیّدہ وسالار قرار دیا۔ پھر نظرِ انتخاب الٰہی نے تمھارے فرزندوں حسنین کریمینؑ کا انتخاب کیا اور اُنھیں جنّت کے جوانوں کا سردار قرار دیا۔

---

① فرائد السمطین، ج ۲، ص ۶۷

اُس وقت عرش نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! اپنے نبیؐ کے فرزندوں اور اُن کے وصی کے بیٹوں کے وسیلہ سے مجھے آراستہ کردے، کیونکہ یہ سب بروزِ قیامت پہلی صف میں ہوں گے اور وہ عرشِ اعظم پر مسند نشین ہوں گے"۔ (حدیث) ①

حضرت امام علی بن موسیٰ کاظمؑ سے حدیث

امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھ سے میرے والد ماجدؑ نے بیان کیا، اُن سے اُن کے والد ماجد امام جعفر بن محمد صادق علیہ السلام نے، اُن سے اُن کے والد ماجد محمدؑ بن علیؑ نے، اُن سے اُن کے والد ماجد علیؑ بن حسینؑ نے اور اُن سے اُن کے والد ماجد حسینؑ بن علیؑ نے، اُن سے اُن کے والد ماجد علیؑ بن ابی طالبؑ نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّنِي وَاَحَبَّ هٰذَيْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِي فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ②

"جو مجھ سے محبت کرتا ہے اور ان دونوں فرزندوں سے محبت کرتا ہے اور ان دونوں کے والدؑ اور والدہ ماجدہؑ سے محبت کرتا ہے وہ قیامت کے روز میرے ساتھ میرے ہی درجہ میں ہوگا"۔

خطیبِ بغدادی کی روایت

ابو عبدالرحمٰن عبداللہ نے کہا: جب نصر بن علی نے اس حدیث کو بیان کیا تو متوکل عباسی نے حکم دیا کہ اسے ایک ہزار تازیانے مارو۔ جعفر بن عبدالواحد نے فریاد کی: ارے یہ کیا کرتے ہو؟ یہ شخص اہلِ سنت سے ہے اور وہ برابر کہتے رہے کہ یہ اہلِ سنت سے ہے۔ آخرکار اُسے کوڑے مارنا بند کردیا حالانکہ وہ صاحبِ مال و متاع تھے۔

خطیب کا بیان ہے کہ متوکل نے اُنھیں رافضی سمجھ کر کوڑے مروائے تھے لیکن جب

---

① مقتل خوارزمی، ص ۶۷

② مقتل خوارزمی، ص ۵۲

اُسے یقین ہو گیا کہ نصر بن علی شیعہ نہیں ہے تو پھر اپنا حکم واپس لے لیا۔ (۱)

حمید بن صالح کی روایت

میں نے حضرت جعفرؑ بن محمدؑ سے، انھوں نے اپنے والد سے، اور انھوں نے اپنے والد ماجد حسینؑ بن علیؑ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"فاطمہؑ میرے دل کا سُرور و رونق اور اُن کے فرزند میرے دل کا ثمر و میوہ، اُن کے شوہر نامدارؑ میری آنکھوں کا نُور اور اُن کے بیٹوں میں ائمہ اطہارؑ میرے رب کے امین، اللہ کی ریسمان دراز ہیں۔ اللہ سبحانہ اور اُس کی مخلوق کے درمیان وسیلہ و واسطہ ہیں۔ جس نے اس رسّی و ریسمان سے تمسک کیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اُس سے انحراف و انکار کیا تو وہ ہلاک ہو گیا"۔ (۲)

حضرت امام علیؑ رضا بن موسیٰ کاظمؑ کی روایت

مجھ سے میرے والد گرامی حضرت امام موسیٰؑ بن جعفرؑ نے، اُنھوں نے اپنے والد گرامی حضرت امام جعفر صادقؑ سے، اُنھوں نے اپنے والد گرامی حضرت امام محمد باقرؑ سے، انھوں نے اپنے والد حضرت امام زین العابدینؑ سے، انھوں نے اپنے والد گرامی سے، انھوں نے اپنے والد گرامی حضرت امام علی علیہ السلام سے اور آپؑ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا:

"جب میری دُختر میدانِ محشر میں آئیں گی تو اُن کے سرِ اَنور پر تاجِ کرامت ہوگا۔ اُن کی تخلیق کے خمیر میں چشمہ حیات کا پانی ہوگا۔ تمام مخلوق اُن کی طرف متوجہ ہوگی اور سب اَزراہِ تعجب اُن کی طرف دیکھیں گے۔ پھر میری دُختر کو جنّت کے ملبوسات میں ملبوس کیا جائے گا اور اُن کے حلوں پر

---

(۱) تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۲۸۸

(۲) فرائد السمطین، ج ۲، ص ۶۶

سبز خط سے لکھا ہوگا۔ سیّدالانبیاءؐ کی دُختر کی سواری جنّت کی طرف آ رہی ہے، ان کا بہت زیادہ احترام و اِکرام کیا جائے گا اور وہ خوبصورت ترین منظر ہوگا اور وہ اس طرح جنّت میں داخل ہوں گی کہ جس طرح دلہن اپنے گھر آتی ہے۔ اُس وقت جنّت کی سات ہزار حوریں ان کی خدمت میں حاضر ہوں گی''۔ (۱)

امام علیؑ بن موسیٰؑ الرضاؑ کی روایت

مَیں نے اپنے والد گرامی حضرت امام موسیٰؑ بن جعفرؑ سے سنے، انھوں نے اپنے والد جعفرؑ بن محمدؑ سے، انھوں نے اپنے والد محمد بن علی زین العابدینؑ سے، انھوں نے اپنے والد علی بن حسینؑ سے، انھوں نے اپنے والد حسینؑ بن علیؑ سے، انھوں نے اپنے والد ماجد حضرت امام علی علیہ السلام سے سنا، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپؐ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَغْضِبُ یَغْضِبَ فَاطِمَۃَ وَیَرْضٰی لِرِضَاھَا (۲)

''بے شک خداوندعالم اُس شخص پر غضب ناک ہوتا ہے کہ جس پر فاطمہ زہراؑ غضب ناک ہوں اور اللہ سبحانہ اُس شخص سے خوش ہوتا ہے کہ جس سے سیّدہ فاطمہؑ خوش ہوں''۔

حضرت امام علی رضاؑ کی حدیث

امام علیہ السلام نے اپنے آباؤاجداد کے اسناد کے ساتھ فرمایا کہ رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میری دُختر فاطمہؑ کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ نے اُن کی حفاظت کی ہے اور اُن کے شیعوں اور دوستوں کو جہنم کی آگ سے دُور رکھا ہے۔ (۳)

---

(۱) فرائد السمطین، ج ۲، ص ۶۹

(۲) فرائد السمطین، ج ۲، ص ۶۴

(۳) مستدرک حاکم، ج ۲

یحییٰ بن علاء کی روایت

یحییٰ بن علاء نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، اُنھوں نے اپنے والد ماجدؑ سے اور اُنھوں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے سنا، اُنھوں نے کہا:

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ہر بچّے کی ماں ہوتی ہے جو اپنے بچّے کی پرورش کرتی ہے اور اُسے پروان چڑھاتی ہے۔ میں نے اپنی دُختر کی خود پرورش کی ہے اور اُنھیں پروان چڑھایا"۔

احمد بن محمد بن مہران کی روایت

یہ حدیث ہمیں ہمارے امام حسن عسکری علیہ السلام نے سنائی، انھوں نے اپنے آباؤاجداد سے حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت بیان کی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا:

"جب پروردگارِ عالم نے حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو خلق فرمایا تو انھوں نے ایک دوسرے سے کہا: ہم سے زیادہ حسین و جمیل کون ہے۔ اللہ ربّ العزت نے ہمیں سب سے زیادہ حسین و جمیل پیدا کیا ہے۔ حضرت حواؑ کی صورت حُور کی سی تھی اور انھوں نے اپنی جیسی خوبصورت کوئی اور نہیں دیکھی تھی۔ اللہ سبحانہ نے اُنھیں ایک نُورانی پیکر دکھایا کہ جن کے چہرہ سے نُورانی شعائیں پھوٹ رہی تھیں اور دیکھنے والوں کی آنکھیں اس نُور کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی تھیں گویا کہ آنکھوں کا نُور ہی ختم ہوجائے۔ اس دوران حضرت آدمؑ اور حواؑ نے عرض کیا:

اے پالنے والے! یہ کون ہستی ہے؟

اللہ سبحانہ نے فرمایا: یہ فاطمہ زہراءؑ کی صورت ہے۔ یہ تمھاری ہی اولاد ہیں جو سیّدہ نساء عالمین ہیں۔

یہ سن کر دونوں نے عرض کیا: اے معبود! ان کے سر پر یہ تاج کیسا ہے؟

فرمایا: وہ اُن کے شوہر نامدار علیؑ کا نور ہے۔

پھر عرض کیا: اے پالنے والے! یہ نورانی گوشوارے کیا ہیں؟

فرمایا: وہ اُن کے فرزند حسنؑ اور حسینؑ کا نور ہے۔

یہ میرے علمی خزانہ میں موجود تھے اور تمھاری تخلیق سے دو ہزار سال پہلے میں نے اِن نورانی ہستیوں کو خلق کیا ہے"۔ (1)

چھٹی فصل

خاتونِ جنّت کے فضائل اہلِ تشیع کی نظر میں

زید بن موسیٰ کی روایت

جناب زید بن موسیٰ سے روایت ہے کہ مجھے ابوموسیٰ نے بتایا، انھوں اپنے والد جعفرؑ سے اور انھوں نے اپنے والد محمدؑ سے اور انھوں نے اپنے چچا زید بن علیؑ سے اور انھوں نے اپنے والد ماجدؑ سے اور انھوں نے امام علیؑ کی دو بیٹیوں سکینہؑ اور زینبؑ سے اور انھوں نے اپنے والد ماجد امیرالمومنین امام علی علیہ السلام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:

اِنَّ فَاطِمَةَ خُلِقَتْ حُورِيَّةً فِي صُورَةِ اِنْسِيَّةٍ وَ اِنَّ بَنَاتَ الْاَنْبِيَاءِ لَا يَحِضْ [1]

"فاطمہ زہراؑ تخلیق میں حور ہیں اور انسانی صورت میں جلوہ نورِ خدا ہیں۔
انبیاءؑ کی بیٹیاں ہمیشہ طیّب و طاہر رہتی ہیں"۔

جناب زید بن علیؑ کی روایت

جناب زید بن علیؑ اپنے والد گرامی سے اور انھوں نے حضرت زینبؑ بنت علیؑ سے سنا: اُن کا فرمان ہے کہ مجھ سے جنابِ اسماء بنت عمیسؓ نے یہ حدیث بیان کی۔ جنابِ اسماء نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: جب بھی حضرت فاطمہ علیہا السلام کے ہاں فرزندوں کی ولادت ہوئی وہ ہر طرح سے طیّب و طاہر رہیں۔ ہم نے اُن کے ہاں کسی قسم کی نجاست نہیں دیکھی؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ فَاطِمَةَ خُلِقَتْ حُورِيَّةً اِنْسِيَّةً [2]

"فاطمہؑ انسانی شکل و شمائل میں حور ہیں"۔

---

[1] دلائل الامامۃ، ابوجعفر طبری، ص ۵۲

[2] دلائل الامامۃ، ابوجعفر طبری، ص ۵۳

امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت

آپؑ نے اپنے والد گرامی سے اور انھوں نے اپنے والد گرامی سے اور اُنھوں نے حضرت فاطمہ صغریٰؑ سے اور انھوں نے اپنے والد حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام سے سنا، اُنھوں نے فرمایا:

میں نے اپنی والدہ ماجدہ کو شب جمعہ محرابِ عبادت میں عبادتِ الٰہی میں مصروف پایا۔ وہ ساری رات قیام، رکوع اور سجود میں رہیں کہ صبح صادق ہوگئی۔ وہ ساری رات مومنین و مومنات کے حق میں دُعاؤں میں مصروف رہیں اور نام لے لے کر دُعائیں کرتی رہیں لیکن اپنے لیے کوئی دُعا نہ کی۔

میں نے عرض کیا: اماں جان! آپؑ نے اپنے لیے کوئی دُعا نہیں کی لیکن دوسروں کے لیے بہت سی دُعائیں کیں؟

مجھے میری ماں نے جواب دیا:

یَابُنَیَّ الْجَارُ ثُمَّ الدَّارُ (۱)

"اے میرے نُورِ نظر! پہلے ہمسایہ پھر اپنا دَر و گھر"۔

امام علی رضا علیہ السلام کی حدیث

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد کے واسطہ سے حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دُختر حضرت فاطمہؑ کی میرے ساتھ شادی کی تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا: اے علیؑ! بشارت ہو اللہ سبحانہ نے میری مدد فرمائی اور تمھاری شادی کے بارے میں میری فکر کو اُس نے ہلکا کر دیا۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! وہ کیا؟

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرئیلؑ میرے پاس جنت سے ایک گلدستہ لے کر آئے تھے اور اُس میں جنت کے پھول تھے۔ میں نے اُنھیں سونگھا اور حضرت جبرئیلؑ

---

(۱) دلائل امامت ابو جعفر طبری، ص ۵۶

سے ان کی حقیقت پوچھی۔

حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا: اللہ سبحانہ نے ملائکہ اور جنّت میں رہنے والوں کو حکم دیا کہ جنّت کے باغوں، نہروں، قصروں، میدانوں، مکانوں، منزلوں، حجروں، بالاخانوں کو آراستہ کریں اور سجائیں اور حورالعین کو حکم دیں کہ وہ حمعسق اور یٰسین کو پڑھیں۔ اِدھر منادی نے ندا دی اور کہا: اللہ ربّ العزت کا فرمان ہے:

"میں نے فاطمہؑ بنت محمدؐ کی شادی علیؑ ابنِ ابی طالبؑ سے کردی ہے"۔

پھر ربّ رحمٰن نے ایک بادل کو مامور کیا کہ وہ اہلِ جنّت پر یاقوت، مروارید، مرجان اور موتیوں کی بارش کرے۔ جب بارش ہوئی تو ہر طرف پھولوں کی بہار آگئی۔ ہر طرف طرح طرح کے پھول کھل اُٹھے۔ یہ پھول اور گلدستہ اُنھی پھولوں سے ہے جو ملائکہ کو اس موقع پر ملے ہیں۔ [1]

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی حدیث

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام علی علیہ السلام سے فرمایا:

اے علیؑ! جب میں نے تمھاری شادی فاطمہ زہراؑ سے کی تو قریش نے مجھ سے شکایت کی کہ میں نے اُن کی درخواستیں مسترد کردیں اور علیؑ کے ساتھ رشتہ کردیا۔

مَیں نے اُنھیں جواب دیا: بخدا! میں نے تمھیں منع کیا اور نہ ہی میں نے فاطمہؑ کی علیؑ کے ساتھ شادی کی ہے بلکہ اللہ سبحانہ نے تمھیں منع کیا ہے اور اُس نے علیؑ کے ساتھ رشتہ کیا ہے۔ اس وقت حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور فرمایا:

اے محمدؐ! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَوْلَمْ اَخلُق عَلِيًّا كَمَا كَانَ لِفَاطِمَة اِبْنَتِك كُفُوًا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اٰدَمَ فَمَنْ دُوْنَهٗ

"اگر میں علیؑ کو خلق نہ فرماتا تو تمھاری بیٹی فاطمہؑ کا روئے زمین پر کوئی کفو اور ہمسر نہ ہوتا۔ آدمؑ کے فرزندوں میں کوئی اِن کے لائق

---

[1] دلائل الامامت، ابوجعفر طبری، ص ۱۹-۲۰

نہیں تھا"۔ ①

احمد بن محمد بزنطی کی روایت

البزنطی علی بن جعفر سے، انھوں نے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا، انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ اس دوران ایک فرشتۂ رحمت آپؐ کے پاس حاضر ہوا جس کے چوبیس چہرے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے میرے حبیب جبرئیلؑ! میں نے اس سے پہلے تمھیں اس صورت میں کبھی نہیں دیکھا۔

اُس فرشتہ نے کہا: یارسولؐ اللہ! میں جبرئیلؑ نہیں ہوں، میں محمود ہوں۔ مجھے اللہ سبحانہ نے اس لیے بھیجا ہے کہ میں نُور کا رشتہ نُور کے ساتھ کروں۔

میں نے اُس سے کہا: کس کا رشتہ کس کے ساتھ؟

اُس فرشتہ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! فاطمہؑ کا رشتہ علیؑ کے ساتھ۔

سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس دوران فرشتہ نے دوسری طرف رُخ کیا تو میں نے اس کے کندھے پر تحریر دیکھی اور وہ تحریر یہ تھی:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ عَلِيٌّ وَصِيُّهُ

"محمدؐ اللہ کے رسولؐ اور علیؑ نبیؐ کے وصی اور جانشین ہیں"۔

نبی رحمتؐ نے اُس سے پوچھا: یہ تمھارے کندھے پر کب سے مکتوب ہے؟

فرشتہ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! جب سے اللہ سبحانہ نے حضرت آدمؑ کو خلق فرمایا اس سے دو ہزار سال پہلے یہ کلمہ میرے کندھے پر مکتوب ہے۔ ②

حضرت امام علی رضاؑ کی حدیث

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اپنے والد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے، انھوں نے

---

① بحارالانوار، ج ۴۳، ص ۹۲

② دلائل الامامۃ، ص ۱۹

اپنے والد جعفرؑ بن محمدؑ سے، انھوں نے اپنے والد محمدؑ بن علیؑ سے، انھوں نے اپنے والد علیؑ بن حسینؑ سے، انھوں نے اپنے والد حسینؑ بن علیؑ سے، انھوں نے اپنے والد امیرالمومنین حضرت امام علی علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا کہ سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

مَا زَوَّجْتُ فَاطِمَةَ اِلَّا كَمَا اَمَرَنِي اللهُ تُزَوِّجَهَا [1]

''میں نے اُس وقت فاطمہ زہراءؑ کی شادی کی ہے کہ جب اللہ سبحانہ نے مجھے حکم دیا کہ اب فاطمہؑ کی شادی کر دیں''۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام علی علیہ السلام سے ایک اور روایت بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا:

اے علیؑ! تمھیں تین ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھے عطا نہیں ہوئیں۔

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! وہ کون سی چیزیں ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! تم سیّدالانبیاءؐ اور افضل المرسلینؐ کے داماد ہو۔ تمھاری زوجہ سیّدہ فاطمہ زہراءؑ ہیں اور حسنؑ و حسینؑ تمھارے فرزند ہیں۔

ان تینوں میں تمھارا کوئی مثل و عدیل نہیں۔ [2]

ابوجعفر طبری کی روایت

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آباء سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ایک دن حضرت فاطمہؑ نے مجھ سے فرمایا:

یاعلیؑ! میرے بابا جانؐ سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔

میں نے اُن سے کہا: رسولؐ اللہ سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔

اس دوران حسنؑ نے کہا: نانا جانؐ مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

پھر حسینؑ نے کہا: میرے نانا مجھ سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔

---

[1] مسند امام رضاؑ، ج ۱، ص ۱۴۳

[2] ایضاً حوالہ سابق

اسی دوران رسول اللہ ﷺ خود تشریف لائے اور فرمایا:

اے میرے نورِ نظر! تمھارے درمیان کیا باتیں ہو رہی ہیں؟

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ ہم نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔

سیّد الانبیاء ﷺ نے اپنی دُختر سیّدہ فاطمہؑ کو اپنے سینے کے ساتھ لگایا اور اُن کی پیشانی کے بوسے لیے۔ پھر مجھے اپنے گلے لگایا اور پیشانی کے بوسے لیے۔ حسنؑ کو اپنے دائیں زانو پر بٹھایا اور حسینؑ کو اپنے بائیں زانو پر بٹھایا اور اپنے دونوں فرزندوں کو چوما اور پیار کیا اور فرمایا:

> ”تم دُنیا اور آخرت میں میرے لیے تم ہی سب سے بہتر و برتر ہو۔ وہی اللہ کا محبوب ہے جس کے تم محبوب ہو، خدا اُن کا دشمن ہے جو تمھارا دشمن ہے۔ تم سب مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اُس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو شخص تم سے محبت کرے گا اللہ ربّ العزت دُنیا اور آخرت میں اُس سے محبت کرے گا“۔ [1]

جناب محمدؒ بن علیؑ کی روایت

سیّد الانبیاء ﷺ نے حضرت امام علی علیہ السلام اور حسنین شریفینؑ کو اپنا وصی قرار دیا۔

قرآنِ کریم کی اِس آیتِ کریمہ کے بارے میں فرمایا:

> يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ [2]

> ”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسولؐ اللہ کی اطاعت کرو اور صاحب الامر کی اطاعت کرو“۔

سیّد الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] مسند امام رضاؑ، عطاردی قوچانی، ج ۱، ص ۱۴۳

[2] سورۂ نساء: آیت ۵۹

''علیؑ اور فاطمہؑ کی نسل میں امامت رہے گی یہاں تک کہ روزِ محشر بپا ہو جائے''۔ ①

ابنِ خاکو یہ کی روایت

اُس نے ''آلال'' میں یہ روایت کچھ اس طرح نقل کی ہے: ہمیں ابوعبداللہ الکنبلی نے، انھوں نے کہا: ہمیں محمد بن احمد بن قضا نے، اُنھوں نے کہا: میں ابومعاذ عبدان بن محمد نے، اُنھوں نے کہا: ہمیں مولا ابومحمد حسنؑ بن علیؑ نے، انھوں نے اپنے والد محمدؑ بن علیؑ سے، انھوں نے اپنے والد علیؑ بن موسیٰؑ الرضا سے، انھوں نے اپنے اسناد کے ساتھ اپنے آبا سے بیان کیا، انھوں نے کہا: حضرت امام علیؑ بن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''جب اللہ سبحانہ نے حضرت آدمؑ اور حواؑ کو خلق فرمایا تو حضرت آدمؑ نے حضرت حواؑ سے کہا: اللہ سبحانہ نے ہم سے بڑھ کر کسی دوسرے کو حسین و جمیل پیدا نہیں کیا۔ اس دوران ربِّ رحمٰن نے حضرت جبرئیلؑ کو وحی کی اور فرمایا:

میرے بندوں کی زیارت کے لیے فردوسِ بریں میں جاؤ۔

جنابِ جبرئیلؑ فردوسِ بریں میں داخل ہوئے اور وہاں جنّت میں نُورانی خیمہ میں ایک کنیز کو دیکھا۔ اُس کے سر پر نُور کا تاج تھا اور اُن کے کانوں میں نُور کے دو بُندے تھے۔ ان کے چہرہ کے نُور سے جنّت کے باغات روشن تھے۔

حضرت آدمؑ نے حضرت جبرئیلؑ سے کہا: اے میرے حبیب جبرئیلؑ! یہ خاتون کون ہے کہ جس کے چہرے کے نُور سے جنّت کے باغات روشن ہیں۔

حضرت جبرئیلؑ نے کہا: اے آدمؑ! یہ فاطمہؑ بنتِ محمدؐ ہیں اور تمھاری ہی اولاد ہیں اور وہ محمد خاتم الانبیاءؐ ہیں۔

حضرت آدمؑ نے پوچھا: ان کے سر پر جو نُور کا تاج ہے وہ کیا ہے؟

حضرت جبرئیلؑ نے کہا: وہ اُن کے شوہر نامدار علیؑ بن ابی طالبؑ کا نُور ہے۔

حضرت آدمؑ نے پوچھا: اِن کے کانوں میں دو گوشوارے ہیں وہ کیا ہیں؟

---

① کتاب سند امام رضاؑ، ص ۱۰۸

حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا: وہ اِن کے فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کا نور ہے۔

حضرت آدمؑ نے پوچھا: اے میرے حبیب جبرئیلؑ! کیا یہ حضرات مجھ سے بھی پہلے پیدا ہو چکے ہیں؟

حضرت جبرئیلؑ نے کہا: اللہ سبحانہ کے خزانۂ علمی میں تمھاری تخلیق سے چار ہزار سال پہلے یہ ہستیاں خلق ہو چکی ہیں۔ [1]

---

[1] کشف الغمہ، ج۱،ص۴۵۶

ساتویں فصل

خاتونِ جنت
پوری کائنات سے افضل ہیں

ہماری سیدہ و سالار حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا جوہرِ تخلیق، ثمرۂ نبوت، صفوۂ ولایت ہیں۔ آپؑ سوائے اپنے والد ماجدؐ اور شوہر نامدارؑ کے تمام مخلوق بلکہ تمام انبیاءؑ اور مرسلینؑ سے افضل ہیں۔ ہمارے اس دعویٰ پر بہت زیادہ دلائل و براہین، آیات اور احادیث موجود ہیں جہاں یہ تمام دلائل و براہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی افضلیت اور امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت کی افضلیت بتاتی ہیں وہاں سیدۂ کائناتؑ کی افضلیت پر دال ہیں، کیونکہ یہ سب نورِ واحد سے خلق ہوئے ہیں۔ انھوں نے ایک ہی منور سینہ سے دودھ پیا ہے۔ یہ سب کچھ احادیث سے ثابت ہے۔ اب ہم کچھ دلائل بطورِ تبرک پیش کرتے ہیں۔

آیاتِ کریمہ

آیتِ تطہیر [1]: اللہ ربّ العزت نے اس آیت میں آلِ محمد علیہم السلام کی عصمت وطہارت کی وضاحت کی ہے۔ اللہ سبحانہ نے انھیں ہر قسم کے رجس اور کثافت سے پاک رکھا ہے۔ وہ تمام گناہانِ صغیرہ اور کبیرہ سے طیب و طاہر ہیں۔ ان سے کسی قسم کے حدث کا امکان نہیں۔ یہ ایسے پاک ہیں جیسا پاک ہونے کا حق ہے۔ ان میں کوئی عیب ہے اور نہ نقص، یعنی یہ عصمت و طہارت کے بلند ترین منصب پر فائز ہیں۔

سیدۂ کائنات سوائے اپنے والد ماجدؐ کے تمام انبیاءؑ کی عصمت سے مافوق عصمت رکھتی ہیں۔ اگر تفصیل کی ضرورت ہے تو ہماری کتاب "الامام علی بن ابی طالبؑ" کی طرف رجوع فرمائیں۔ آیتِ تطہیر کے ضمن میں تفصیل موجود ہے۔

احادیث

حضرت علامہ مجلسیؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالے سے ایک حدیث نقل

---

[1] سورۂ احزاب: آیت ۳۳

کی ہے، وہ حدیث یہ ہے:

وَهِيَ صَدِّيْقَةُ الْكُبْرٰى وَعَلٰى مَعْرِفَتِهَا الْقُرُوْنُ الْأُوْلٰى [1]

''جب قرونِ اولیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام صدیقہ کبریٰ ہیں''۔

محقق دوراں ابوالحسن نجفیؒ نے اپنی کتاب ''ملتقی البحرین'' میں اس حدیث کے ضمن میں لکھا ہے: اس حدیث میں قرون ہے۔ قرون سے مراد تمام انبیاءؑ، اوصیاءؑ اور اُمتیں ہیں جن کا آغاز حضرت آدمؑ سے ہوتا ہے اور اختتام حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت پر ہوتا ہے۔ یعنی اللہ ربّ العزت نے جس نبیؑ کو بھیجا اُس نے صدیقہ کبریٰ کی فضیلت و محبت کا اقرار کیا۔ اس کلام کی تائید ''مدینۃ المعاجز'' کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو یہ ہے:

''جب تک کسی نبیؑ نے حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی فضیلت اور محبت کا اقرار نہیں کیا اُس وقت تک اُس کی نبوت کامل اور مکمل نہیں ہوئی''۔

اس طرح مذکورہ مصنف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۹ پر حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے ایک روایت نقل کی ہے جو درج ذیل ہے:

''کہا گیا: حضرت فاطمہ زہراءؑ کو ''زہراءؑ'' کیوں کہا گیا ہے؟ اس کے جواب میں لکھا ہے: اللہ ربّ العزت نے انھیں اپنی عظمت سے خلق فرمایا۔ جب وہ ضوفشاں ہوئی تو آسمان و زمین اِن کے نُور سے چمک اُٹھے۔ ملائکہ کی آنکھیں ان کے نُور سے چندھیا گئیں۔ ملائکہ اللہ ربّ العزت کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔

پھر اُنھوں نے عرض کیا: اے معبود! اے پروردگار! یہ کس کا نُور ہے؟ اللہ ربّ العزت نے اُنھیں وحی فرمائی کہ یہ میرا نُور ہے۔ میں نے اِس نُور کو آسمانوں میں رکھا ہے۔ اپنی عظمت سے اسے خلق کیا ہے اور اپنے انبیاءؑ

---

[1] ملتقی البحرین

میں سے ایک نبیؐ کے صُلب سے اسے ظاہر کیا ہے اور وہ سب سے افضل ہیں اور اس نُور سے اُن اماموںؑ کا ظہور ہوگا جو میرے امر کے مطابق عمل کرتے ہیں اور میرے حق کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں اور اُنھیں ہدایت کرتے ہیں۔ میں نے اُنھیں روئے زمین پر اپنا وصی اور خلیفہ مقرر کیا ہے۔ جب وحی کا نزول منقطع ہوجائے گا تو یہ مخلوق کو صراطِ مستقیم پر گامزن کریں گے"۔

علامہ مجلسیؒ کی روایت

علامہ مجلسیؒ نے اپنی کتاب "مراۃ العقول" میں بیان کیا ہے:

محمد بن سنانؒ نے کہا: میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت اَقدس میں حاضر تھا کہ وہاں ائمہ معصومینؑ کی صفات اور حالات کی معرفت کے بارے میں بحث چھڑ گئی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد بن سنانؒ! اللہ ربّ العزت اپنی بزمِ وحدانیت میں واحد و اَحد اور یکتا و یگانہ ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس نے اپنے نُور سے حضرات محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو خلق کیا اور اُن کی تخلیق میں ایک ہزار دھر گزر گئے اور پھر دوسرے موجودات کو لباس ہستی میں ملبوس کیا اور تمام موجودات سے اِن کی ولایت کا عہد اور میثاق لیا اور اپنی مخلوقات کے تمام اُمور حضرات پنجتن کے حوالے کیے۔ اب وہی اللہ ربّ العزت کی طرف سے حلال وحرام کے معین کرنے والے ہیں۔ وہ جو جانیں اپنی رضا اور مرضی سے حلال کریں اور جسے چاہیں حرام قرار دیں۔ وہ جو چاہتے ہیں وہی مشیت پروردگار کا تقاضا اور اقتضاء ہوتا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہی دین ہے جو صدیوں سے چلا آرہا ہے۔ جس نے اس دین پر عمل کیا اور اُس کی اطاعت کی وہ حق پا گیا۔

اے محمد بن سنانؒ! اس دین کی اطاعت میں رہو۔

علامہ مجلسیؒ کی روایت

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''خداوند عالم اگر حضرت علی ابن ابی طالبؑ کو خلق نہ فرماتا تو حضرت فاطمہؑ کا کفو اور ہمسر نہ ہوتا''۔ ①

ایک اور حدیث ہے:

لَوْلَاكَ كَمَا كَانَ لَهَا كُفْوٌ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ

''یا علیؑ! اگر تم نہ ہوتے تو پھر روئے زمین پر حضرت فاطمہؑ کا کوئی کفو اور ہمسر نہ ہوتا''۔ ②

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''اگر حضرت علی علیہ السلام کی حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے ساتھ شادی نہ ہوتی تو پھر روئے زمین پر قیامت تک کوئی مردان کا ہمسر اور کفو نہ تھا''۔ ③

علامہ مجلسیؒ کا بیان ہے: امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کے ماسوائے سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمین اور آسمانوں میں کوئی افضل نہیں۔ ④

علامہ طبرسیؒ کی روایت

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی اطاعت تمام جنات اور انسانوں، پرندوں، حیوانات، حتیٰ کہ انبیاءؑ اور ملائکہ پر واجب ہے''۔ ⑤

علامہ اربلیؒ کی روایت

علامہ کا کہنا ہے: افرادِ بشر موت سے خوفزدہ رہتے ہیں اور اُس سے راہِ فرار اختیار کرتے

---

① شواہد التنزیل، ج ۱، ص ۴۱۸

② بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۱۰-۱۱

③ بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۱۰۷

④ دلائل الامامت، ص ۲۸

⑤ ایضاً حوالہ سابق

ہیں۔ اس لیے کہ اُنھیں زندگی سے پیار ہے اور وہ زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ موت اُن کی چاہت اور خواہش حیات کو خاک میں ملا دیتی ہے۔

انبیاءؑ الٰہی کا مقام بلند ہے۔ ان کی عزّت وعظمت بلند ہے۔ وہ بھی زندگی سے محبت کرتے ہیں اور موت کو ناپسند کرتے ہیں اور وہ ہر زندہ کی طرح وہ بھی موت سے بچنے کی تدبیر کرتے ہیں۔

حضرت آدمؑ کی عمر لمبی تھی وہ ایک طویل وقت تک زندہ رہے اور اُن کی دُعا یہ تھی کہ اُنھیں لمبی عمر عطا ہو۔

ایک دفعہ حضرت آدمؑ کے سامنے آپؑ کی اولاد اور ذُرّیت کو پیش کیا گیا تو آپؑ نے حضرت داؤدؑ کو اپنی عمر کے چالیس سال بخش دیے۔ جب اُن کی زندگی کا آخری وقت آیا تو ملک الموت آگئے۔ جنھیں دیکھ کر حضرت آدمؑ پریشان ہوگئے اور آہ وزاری کرنے لگے۔

فرمایا: ابھی تو میری عمر کے چالیس سال باقی ہیں تم چالیس سال پہلے آگئے ہو۔

فرشتہ موت نے کہا: اے ابوالبشر! آپؑ اپنے فرزند حضرت داؤدؑ کو اپنی عمر کے چالیس سال ہبہ کر چکے ہیں۔ اب وہ چالیس سال کم ہوگئے ہیں۔

حضرت آدمؑ نے چالیس سال دینے سے انکار کر دیا اور فرمایا: میں اپنی زندگی کا ایک دن بھی کسی کو نہیں دے سکتا۔ جو میری عمر ہے میں اُسے پورا کروں گا۔

اے ملک الموت! تم وقت سے پہلے آگئے ہو اس لیے اَزراہِ کرم واپس چلے جاؤ۔

رسول اللہ صلى الله عليه وآله وسلم نے فرمایا: حضرت آدمؑ نے موت سے انکار کر دیا اس لیے اُن کی اولاد بھی موت سے فرار و انکار کرتی ہے۔

حضرت نوحؑ کی عمر بھی تمام انبیاءؑ سے طولانی تھی۔ اللہ ربّ العزت نے اُنھیں بتا دیا تھا کہ اُنھوں نے ساڑھے نو سو سال زندگی بسر کرنا ہے۔ جب حضرت نوحؑ کی آخری ساعت قریب آئی تو آپؑ سے پوچھا گیا: یہ زندگی اور دُنیا کیسی تھی؟

فرمایا: بالکل اس طرح جیسے ایک گھر کے دو دروازے ہوں۔ بندہ ایک دروازے سے داخل ہو اور دوسرے سے باہر آجائے۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت نوحؑ بھی موت کے استقبال کے لیے تیار نہ تھے۔

آپؑ بھی مزید زندگی چاہتے تھے۔

اسی طرح حضرت ابراہیمؑ نے اللہ سبحانہ سے دُعا کی کہ اُنھیں اُن کی موت کا علم ہو اور اُنھیں بغیر بتائے ملک الموت اُن کی روح قبض کرنے کے لیے نہ آئے۔ جب اُن کی عمر کے دن پورے ہوگئے تو وہ گھر سے دُور جانے لگے تو آپؑ نے راستہ میں ایک فرشتے کو دیکھا جو بہت بوڑھے شخص کی صورت میں تھا اور چل پھر نہیں سکتا تھا اور بڑھاپے کی وجہ سے اس کی عقل میں نقص آ گیا تھا۔ اس کے منہ کا لعاب اُس کی داڑھی پر گر رہا تھا۔ کھانا پینا بھی اپنے راستہ سے باہر آ رہا تھا۔ اُسے کسی چیز کا اختیار نہیں تھا۔

حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا: اے شیخ! تمھاری عمر کتنی ہے؟

اُس فرشتہ نے انھیں اپنی عمر اُن کی عمر سے ایک سال زیادہ بتائی۔ یہ سن کر آپؑ واپس پلٹے اور کہا: میں ایک سال کے بعد اس بوڑھے شخص کی مانند ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد خلیلؑ اللہ نے اپنی موت کی دُعا کی۔

جب حضرت موسیٰؑ کی موت کا وقت قریب آیا تو آپؑ ملک الموت پر ناراض ہوگئے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا:

اے میرے پروردگار! تو نے میری طرف فرشتہ موت بھیج دیا ہے کہ میری روح قبض کرے اور میں تیرا وہ بندہ ہوں کہ جسے موت پسند نہیں ہے۔

اے میرے پروردگار! مجھے ابھی نہیں مرنا۔ میں تیرے ان انبیاءؑ اور رسولوںؑ سے ہوں کہ جن کا فضل اور شرف تُو خوب جانتا ہے۔ تیری بارگاہ میں میرا مرتبہ ہے۔ آخرت میں بھی عزّت و عظمت ہے۔ جتنے بھی تیرے انبیاءؑ و رُسل آئے وہ سبھی انسان تھے، بشر تھے، بشری طبیعت زندگی چاہتی ہے۔ ہم سب زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ میں تیرا دوست ہوں اور کوئی دوست اپنے دوست کی موت نہیں چاہتا۔

اِدھر جنابِ سیّدہ خاتونِ جنّت کو دیکھیں، ابھی شیر خوار ہیں اور حدیث بیان کرتے ہیں، وہ محدثہ ہیں۔ یہ اُس زمانے کی بات ہے کہ آپؑ کے چھوٹے چھوٹے بچّے ہیں، ان کے شوہر کو اُن کی مدد اور معاونت درکار ہے لیکن جنابِ سیّدہؑ کو اِس دُنیا سے کوئی چاہت نہیں، حاجت نہیں،

کوئی تعلق و علاقہ نہیں۔ ابھی آپؑ نے اپنی زندگی کی اٹھارہ بہاریں دیکھی ہیں۔ آپؑ کے والدِ گرامیؐ نے آپؑ کو بتا دیا ہے کہ وہ بہت جلد اپنے پدرِ بزرگوارؐ کی خدمت میں پہنچ جائیں گی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت ہوتی ہے تو لوگ پرسہ کے لیے آتے ہیں۔ اب آپؑ کو دُنیا سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ اب اپنے بچوں کا ہجر و فراق، شوہر سے جدائی، عزیزوں سے جدائی، آپؑ ان تمام کیفیات پر صبر کرتی ہیں لیکن موت میں راحت و سکون کا احساس کرتی ہیں اور فرشتۂ موت کی منتظر ہیں بلکہ اُس کا استقبال کرتی ہیں۔

یہ واقعہ کوئی معمولی نہیں ہے بلکہ غیر معمولی ہے۔ جسے زبان بیان کرنے سے عاجز، قلم اسے لکھنے سے ناتواں اور نڈھال ہے اور ذہن اس کے فہم و ادراک سے قاصر ہے۔ اللہ سبحانہ نے اہلِ بیتؑ کو یہ اوصاف عطا کیے ہیں۔ اُنھیں علمِ وہبی اور لدنی سے نوازا ہے۔ تمام کائنات پر اُن کی حکومت برقرار فرمائی ہے۔ اُنھیں ہر قسم کے معجزات عطا فرمائے۔ کرامتوں کو اُن کے گھر کا طواف کرنے پر مامور کیا۔ ان ہستیوں کے اوصاف صرف خدا ہی بیان کرسکتا ہے۔ ہم تو صرف وہی بیان کرسکتے ہیں جو کتاب اللہ میں ہیں، یا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ بس اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے اور اُس نے کسے رسولؐ اور وارثِ رسولؐ بنایا ہے۔ (۱)

محدث محمد علی انصاری کی روایت

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام سیدہ نساء عالمینؑ ہیں، معدنِ عصمت و طہارت ہیں۔ ان کے فضائل و کمالات کی شان سبحان اللہ، وہ آسمانوں کی مخلوقات کی سیّدہ و سالار ہیں۔ وہ انبیاءؑ کا فخر و افتخار ہیں۔ وہ اللہ سبحانہ کی وَلیہ اور اُس کے اولیاء کی مادرِ مہربان ہیں۔ ربِّ رحمٰن کی رحمت انھی کا اشارہ دیکھتی ہے اور برستی ہے۔ دُرود و سلام اور صلوات و سلام ہوں اُن پر، وہ لاریب اشرف الانبیاءؑ افضل المرسلینؐ ہیں۔ ان کے فضل و شرف اور بلند مرتبہ میں شک کرنے والے کافر ہیں، منافق ہیں۔ (۲)

---

(۱) کشف الغمہ، ج ۱، ص ۳۵۵

(۲) کشف الغمہ، ج ۱، ص ۲۵۵، اللمعۃ البیضاء فی شرح خطبۃ الزہراءؑ

آٹھویں فصل

حضرت فاطمہ زہراءؑ سیّدۃ نساء عالمین ہیں

ابنِ الحدید کی روایت

سیّد الانبیاء ﷺ اپنی دُختر حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام سے بہت زیادہ محبت فرماتے تھے۔ باپ بیٹی ایک دوسرے کے عاشق تھے۔ اُن دونوں کے عشق میں ہمیشہ اضافہ ہوتا تھا۔(غیر مناسب جملہ ہے)۔ رسولِ اکرم ﷺ اپنی بیٹی سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔ اس طرح حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام اپنے والد بزرگوارؐ سے اُن سے بڑھ کر پیار کرتی تھیں۔

نبی رحمتؐ حضرت فاطمہ زہراءؑ کا بہت زیادہ احترام و اِکرام کرتے تھے۔ جس احترام و اِکرام کا اندازہ افرادِ بشر نہیں کر سکتے۔ یقیناً رسول اللہؐ حضرت فاطمہؑ کا جو احترام کرتے تھے اور وہ محبت جو آپؐ کو حضرت فاطمہ زہراءؑ کی ذات سے تھی وہ والدین کی اولاد سے محبت کے دائرہ میں نہیں آتی۔

سیّد الانبیاء ﷺ نے ہمیشہ مجمع خاص و عام میں ایک دو دفعہ نہیں بلکہ متعدد مرتبہ فرمایا:

اِنَّهَا سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ وَاِنَّهَا عَدِيْلَةُ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ وَاِنَّهَا اِذَا مَرَّتْ فِي الْمَوْقِفِ نَادٰى مُنَادٍ مِنْ جِهَةِ الْعَرْشِ : يَآ اَهْلَ الْمَوْقِفِ غُضُّوا اَبْصَارَكُمْ لِتَعْبُرَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَهٰذَا مِنَ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ...... ①

”اے لوگو! یہ فاطمہ زہراءؑ سیّدۃ نساء عالمین ہیں، یہ عدیلہ مریم بنت عمران ہیں، جب روزِ قیامت وہ موقف سے گزریں گی تو منادی ندا دے گا: اے اہلِ موقف! اپنی آنکھیں بند کر لو، تا کہ فاطمہ زہراءؑ گزر جائیں“۔

ابن ابی الحدید کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

---

① شرح نہج البلاغہ، ج ۹، ص ۱۹۱

شہاب الدین آلوسی کی روایت

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ رسولِ اسلام ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں چار خواتین کو منتخب فرمایا۔ اُن کے اسماء درج ذیل ہیں:

① حضرت مریمؑ بنت عمران ② حضرت آسیہ بنت مزاحمؑ

③ حضرت خدیجہ بنت خویلدؑ ④ حضرت فاطمہؑ بنت محمدؐ

حضرت فاطمہ علیہا السلام ان سب سے افضل ہیں۔ ان کا فضل علم کے لحاظ سے ہی نہیں بلکہ ہر لحاظ سے ہے۔ سیّدہ فاطمہؑ بتولؑ ہیں، دُنیا کی تمام عورتوں سے افضل ہیں۔ آپؑ رسالت کا ٹکڑا ہیں۔ پیغمبرؐ خدا کی جز اور ان کی نبوت کا حصّہ ہیں۔ ان کے علاوہ ان کی افضلیت اور شرف ہے جس کی متعدد حیثیتیں ہیں۔

آپؑ بضعۂ رسولؐ ہیں، بضعۂ رسولؐ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ آپؑ روح کے وجود کا حصّہ اور ٹکڑا ہیں اور سیّدالوجود کا حصّہ ہیں۔ موجودات میں کوئی مخلوق نہیں ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جس کا مقابلہ حضرت فاطمہؑ سے کیا جائے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِنِّي تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقْلَيْنِ كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي لَا يَفْتَرِقَانِ حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضِ

"میں تمھارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں: اللہ کی کتاب اور عترتِ اہل بیتؑ۔ یہ آپس میں جدا نہیں ہوں گے اور یہ دونوں حوضِ کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے"۔

فاطمہ زہراؑ اپنی عترت میں بھی سیّدہؑ ہیں۔ ①

علامہ شرف الدینؒ کی روایت

خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہراؑ حضرت مریمؑ بنت عمرانؑ سے افضل ہیں۔ ائمہ اطہارؑ

---

① تفسیر روح المعانی، ج۳، ص۱۵۵

اور اُن کے علماء کا اس اُمر پر اجماع ہے۔علمائے سنت کی اکثریت نے بھی حضرت فاطمہ زہراءؑ کو حضرت مریمؑ بنت عمرانؑ سے افضل اور اشرف تسلیم کیا ہے۔

علمائے اہلِ سنت میں علامہ تقی سبکی، جلال الدین سیوطی، البدر، الزرکشی، التقی المریزی، ابن ابی داؤد اور مناوی وغیرہ۔

کتاب الشرف المؤید کی روایت

علامہ نبہانی نے اپنی کتاب الشرف المؤید میں روایت نقل کی ہے جس کا عنوان: ''فضائل زہراءؑ'' ہے۔ یہ وہ روایت ہے کہ جس کی تصریح السیّد احمد زینی دحلان مفتی شافعیہ نے کی ہے۔اُنھوں نے یہ روایت اپنے چند اَعلام سے نقل کی ہے۔اس طرح اُس نے سیرتِ نبویہ میں حضرت فاطمہؑ کی تزویج حضرت امام علی علیہ السلام کا حوالہ دیا ہے۔

میرا موقف ہے: یہ اُس کے کلام کی نص ہے۔

آپؑ زہرہ ہیں، بتول ہیں، افضل نساء عالم ہیں، حتیٰ کہ مریمؑ سے بھی افضل ہیں جس طرح کہ مقریزی، زرکشی، حافظ سیوطی نے اپنی کتاب شرح النقابت، شرح جمع الجوامع میں واضح دلائل کے ساتھ لکھا ہے: یہ سیّدہ اس اُمت سے ہیں جو ہر اُمت سے افضل ہے۔ اس موقف کو اِن کتابوں میں اُنھوں نے واضح دلائل سے ثابت کیا ہے کہ سیّدہؑ ہی افضل ہیں۔صحیح یہ ہے کہ حضرت مریمؑ نبیہ نہیں تھیں۔اس پر اُمت کا اجماع ہے کہ عورت نبیہ نہیں بن سکتی۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ''مریمؑ اپنے عالم کی عورتوں سے افضل تھیں، فاطمہؑ اپنے عالم کی عورتوں سے افضل ہیں''۔ ①

محدث ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے فاطمہؑ! کیا تم اس اُمر سے خوش نہیں ہو کہ تم عالمین کی عورتوں کی سیّدہ و سالار ہو؟''

بی بیؑ نے پوچھا: جنابِ مریمؑ کی کیا شان ہے؟

آپؐ نے فرمایا: وہ اپنے دور کی عورتوں سے افضل تھیں۔

---

① ''عالمہا'' سیّدہ فاطمہؑ کا عالم جنابِ مریمؑ کے عالم سے افضل ہے۔

ابن عبدالبر نے اسے روایت کیا ہے۔ طبرانی نے اس کی تخریج شیخین کے طریقے پر کی ہے۔ وہ روایت یہ ہے: حضرت عائشہؓ نے کہا: میں نے کسی کو فاطمہؑ کے علاوہ ان کے والد ماجدؐ کے کسی کو اُن سے افضل نہیں دیکھا۔ ①

علامہ مجلسیؒ کی روایت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"فاطمہؑ اوّلین و آخرین کی عورتوں کی سیّدہ و سالار ہیں۔ جب وہ محرابِ عبادت میں آتی ہیں تو ستّر ہزار مقرب ملائکہ اُنھیں سلام کرتے ہیں۔ وہ آپؑ کو اس طرح ندا دیتے ہیں جس طرح ملائکہ جنابِ مریمؑ کو ندا دیتے تھے۔ وہ آپؑ کو کہتے ہیں:

يَا فَاطِمَةُ! إِنَّ اللهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ

"اے فاطمہؑ! اللہ سبحانہ نے آپؑ کو چُن لیا ہے اور طیب و طاہر بنایا ہے اور آپؑ کو عالمین کی عورتوں میں منتخب کیا ہے"۔ ②

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس دُنیا میں نساء عالمین یہ ہیں:

① حضرت مریمؑ بنت عمران ② حضرت آسیہ بنت مزاحمؑ

③ حضرت خدیجہ بنت خویلدؑ ④ حضرت فاطمہؑ بنت محمدؐ

مقاتل اور ضحاک اور عکرمہ کی روایت جو حضرت ابن عباسؓ سے ہے وہ یہ ہے کہ رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَفْضَلُهُنَّ فَاطِمَةُ ③

"ان سب سے افضل فاطمہؑ ہیں"۔

محمد بن سنانؒ کی روایت

محمد بن سنانؒ نے مفضل سے سنا، اُس نے کہا: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

① سیرتِ حلبیہ، ج ۲، ص ۶

② بحارالانوار، ج ۴۳، ص ۴۹، سورۂ آل عمران: آیت ۴۲

③ عوالم العلوم، ج ۱، ص ۴۶، ۴۹

سے دریافت کیا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے بارے میں فرمایا تھا: "یہ سیّدہ نساء عالمین ہیں"۔ کیا اس سے مراد یہ ہے کہ آپؑ اپنے زمانے کی عورتوں کی سیّدہ و سالار ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت مریمؑ اپنے زمانے کی عورتوں کی سیّدہ و سالار تھیں لیکن فاطمہؑ اوّلین و آخرین کی عورتوں کی سیّدہ و سالار ہیں۔ (۱)

حسن بن زیاد عطارؒ کی روایت

اُس نے کہا: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ رسولؐ اللہ کی اس حدیث: "فاطمہؑ اہلِ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں" کا کیا مفہوم ہے؟ کیا وہ اپنے زمانہ کی عورتوں سے افضل ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ حضرت مریمؑ ہیں، حضرت فاطمہؑ اوّلین و آخرین کی تمام عورتوں سے افضل ہیں۔ (۲)

حدیثِ رسولؐ ہے:

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ بَعْدِي وَبَعْدَ اَبِيهِمَا وَاُمُّهُمَا اَفْضَلُ نِسَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ (۳)

"حسنؑ اور حسینؑ میرے اور اپنے والد کے بعد تمام زمین والوں سے افضل ہیں۔ اُن کی والدہ ماجدہؑ تمام اہلِ زمین سے افضل ہیں"۔

حدیثِ رسولؐ ہے:

اِنَّ آسِيَةَ بِنْتَ مَزَاحِمٍ وَمَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ وَخَدِيجَةَ يَمْشِينَ اَمَامَ فَاطِمَةَ كَالْحِجَابِ لَهَا اِلَى الْجَنَّةِ (۴)

---

(۱) عوالم، ج ۱۱، ص ۴۶، ۴۹

(۲) عوالم، ج ۱۱، ص ۴۹ تا ۵۱

(۳) عوالم، ج ۱۱، ص ۴۹، ۵۱

(۴) عوالم، ج ۱۱، ص ۴۹

''جنابِ آسیہ بنت مزاحمؑ، جناب مریمؑ بنت عمران، جنابِ خدیجہؑ قیامت کے دن جنّت کی طرف حضرت فاطمہؑ کے آگے آگے چلیں گی تاکہ سیّدہ خاتونِ جنّت محجوب و مستور رہیں''۔

علامہ سیّد شبرؒ کی حدیث

علامہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک حدیث بیان کی ہے، آپؐ نے فرمایا:

فَاطِمَةُ خَيْرُ نِسَاءِ أُمَّتِي إِلَّا مَا وَلَدَتْهُ مَرْيَم

''فاطمہؑ میری اُمت میں سے سب سے بہتر و برتر ہیں اور وہ جنھیں حضرت مریمؑ نے جنا''۔

اس حدیث میں اِلَّا بمعنی واؤ ہے، جس طرح عرب بیان کرتے ہیں۔ اُنھوں نے اسے اس ارشادِ خداوندی پر حمل کیا ہے:

لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا ①

''تاکہ لوگوں کا الزام تم پر نہ آنے پائے مگر اُن میں سے جو لوگ ناحق ہٹ دھرمی کرتے ہیں''۔

تو اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: ''حضرت فاطمہؑ اس اُمت کے ہر فرد سے بہتر و برتر ہیں اور وہ بھی جسے حضرت مریمؑ نے پیدا کیا اور وہ حضرت عیسٰیؑ ہیں۔ اس اُمت کی تخصیص اس لیے ہے کہ اس میں اُمت میں کثرت کے ساتھ عابدہ اور صالحہ خواتین کا ذکر ہے، یعنی حضرت مریمؑ اپنے زمانے کی خواتین سے افضل ہیں اور حضرت فاطمہؑ ہر زمانے کی خواتین سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

---

① سورۂ بقرہ: آیت ۱۵۰

نویں فصل

سیّدہؑ کی کرامات اور منازل

۱-حضرت میمونہؓ کی روایت

جنابِ میمونہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حضرت فاطمہؑ کے گھر بھیجا تا کہ اُنھیں آٹا پیس دوں۔ میں جب وہاں آپؑ کے حضور پہنچی تو آپؑ کھڑی تھیں اور چکی خود بخود چل رہی تھی۔ میں فوراً واپس بارگاہِ نبوت میں پہنچی اور آپؐ کو اس عجیب واقعہ کی خبر دی تو رسولؐ خدا نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ عَلِمَ ضَعفَ فَاطِمَةَ فَاَوْحىٰ اِلَى الرَّحىٰ اَنْ تَدُرَا فَدَارَتْ

''اللہ ربّ العزت کو فاطمہؑ کی کمزوری کا علم ہے اُس نے چکی کو وحی کی تو وہ آٹا پیسنے لگی''۔

ابوصالح مودن نے اسے مناقبِ فاطمہؑ میں روایت کیا ہے۔ (۱)

۲-حضرت میمونہؓ سے روایت

بعض اوقات حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام عبادتِ خداوندی میں اس قدر محو ہو جاتیں کہ آپؑ کو اپنے چھوٹے بچے بھول جاتے۔ جب وہ رونے لگتے تو اُن کا جھولا خود بخود جھولنے لگتا۔ فرشتے آجاتے اور جھولے کو متحرک کر دیتے۔ (۲)

۳-حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت

رسولِ اسلام ﷺ نے حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام سے فرمایا: آپؑ اُٹھیں اور یہ گوشت کی ران لے لیں۔ جنابِ سیدہؑ نے وہ گوشت کی ران لی اور دسترخوان بچھایا تو رسولؐ خدا، حضرت فاطمہؑ، حضرت علیؑ، حضرت امام حسن و حسین علیہما السلام سب نے تناول کیا۔ اور وہ سب اس ران کو مسلسل تیرہ دن تک کھاتے رہے۔ ایک دن جناب اُمِ ایمنؓ نے حضرت امام حسین علیہ السلام

---

(۱) لسان المیزان، ج۱، ص ۶۵

(۲) البحار، ج ۴۳، ص ۴۵

کے حضور کوئی کھانا دیکھا اور عرض کیا: یہ آپؐ کے پاس کہاں سے آیا ہے؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: یہ تو ہم کئی دنوں سے کھا رہے ہیں۔

جنابِ اُمِ ایمنؓ بارگاہِ عصمت و طہارت حضرت فاطمہؑ میں پہنچیں اور عرض گزار ہوئیں: اے سیدہؑ! جب اُمِ ایمنؓ کے پاس کوئی چیز ہوتی ہے تو وہ پہلے آپؐ کے اور آپؐ کے بچوں کو پیش کی جاتی ہے اور جب کوئی کھانا میری سیدہؑ کے پاس ہو تو اُس میں کنیز کا حصّہ نہ ہو؟

یہ سن کر حضرت فاطمہؑ نے وہ گوشت اُمِ ایمنؓ کے حوالے کر دیا اور اُنھوں نے خوب سیر ہو کر کھایا اور وہ گوشت ختم ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے زہراؑ! اگر یہ گوشت اُمِ ایمنؓ کو نہ دیتیں تو قیامت تک تمھاری اولاد سے کھاتی رہتی اور وہ ختم نہ ہوتا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں وہ برتن کہ جس میں گوشت تھا وہ اب بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ اب اُس برتن کو ہمارے قائمؑ اپنے زمانہ میں استعمال کریں گے۔ (۱)

۴۔ حضرت ابوسعید خُدریؓ کی روایت

ایک دن حضرت امام علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام سے فرمایا: کیا گھر میں کوئی کھانا رکھا ہے کہ بھوک لگی ہے؟

حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام نے جواب دیا: اُس مقدس ذات کی قسم کہ جس نے میرے بابا کو نبوت کے شرف سے مشرف کیا اس وقت گھر میں خورد و نوش کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ وہ جو کھانا کھایا وہی تھا جو سب نے مل کر کھایا تھا۔ اب تو کچھ باقی نہیں بچا ہے جو آپؐ کی خدمت میں پیش کر سکوں۔ دو دن ہو چکے ہیں گھر میں کچھ نہیں پکا۔ اگر کچھ ہوتا تو فاطمہؑ اپنی ذات پر آپؑ کو ترجیح دیتی اور وہ چیز آپؐ کے حضور پیش کر دیتی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: آپؐ نے مجھے کچھ بتایا نہیں ورنہ میں کچھ کرتا۔

حضرت فاطمہ علیہا السلام نے جواب دیا: مجھے اللہ سبحانہ سے شرم آتی ہے کہ آپؐ سے ایسی چیز

---

(۱) البحار، ج ۴۳، ص ۴۵

کا مطالبہ کروں جو آپؑ کے اختیار میں نہیں ہے۔

حضرت علی علیہ السلام گھر سے باہر آئے اللہ سبحانہ پر یقین رکھتے ہوئے کہ وہ ضرور مدد کرے گا۔ آپؑ نے ایک دینار کسی سے قرض لیا اور ارادہ کیا کہ گھر کے لیے خورد و نوش کا سامان خریدیں۔ دیکھا تو سامنے مقدادؓ کھڑے ہیں۔ دوپہر کا وقت ہے، شدت کی گرمی ہے، گرمی سے اُن کا برا حال ہے۔ اُن کے پاؤں میں بھی کچھ نہیں لیکن وہ شدید مشکل میں ہیں۔

امام علیہ السلام نے اُن سے پوچھا: اے مقدادؓ! اِس وقت اس تیز دھوپ میں کیا کام ہے؟

مقدادؓ نے عرض کیا: مولاؑ! مجھے جانے دیں اور مجھ سے کچھ نہ پوچھیں، آپؑ اپنی مصروفیت کی طرف توجہ دیں۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: اے برادر! میں تمھاری مشکل کے بارے میں دریافت کر رہا ہوں۔ تم مجھ سے پوشیدہ نہ رکھو یہ تمھارے لیے روا نہیں ہے؟

جنابِ مقدادؓ نے عرض کیا: جب آپؑ کا اصرار ہے تو میری مشکل یہ ہے: اُس مقدس ذات کی قسم! کہ جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت عطا فرمائی۔ میرے اہل و عیال بھوک سے تڑپ رہے ہیں، مجھ سے اُن کی یہ حالت دیکھی نہیں جاتی۔ اس لیے گھر چھوڑ کر یہاں کھڑا ہوں۔ کیا کروں اور کیا نہ کروں؟ جب میں نے اپنے گھر والوں کو بھوک سے روتا، بلکتا دیکھا تو زمین پر قدم رکھنا میرے لیے مشکل ہو گیا ہے۔ میں گھر سے باہر آ گیا ہوں۔

اے میرے حبیبؑ! یہ ہے میری داستان!

انسانیت سے عشق رکھنے والے امامؑ کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو اُچھل پڑے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اے مقدادؓ! مجھے اُس ذات کی قسم جو تمھارا حال ہے میرا حال بھی وہی ہے۔ میں نے ابھی ایک دینار قرض لیا ہے۔ یہ تم لے لو اور اپنے گھر والوں کے لیے سامان خورد و نوش خریدو اور اُنھیں کھلاؤ۔ میں تمھیں اپنی ذات پر ترجیح دیتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے وہ دینار جنابِ مقدادؓ کے حوالے کیا اور خالی ہاتھ مسجد نبویؐ جا پہنچے اور وہاں تمام نمازِ ظہرین اور مغرب پیغمبرِؐ خدا کے ساتھ ادا فرمائیں۔ جب رسولؐ اسلام نمازِ مغرب سے فارغ ہوئے تو آپؐ امام علیؑ کے قریب آئے اور امامؑ کے پاؤں پر پاؤں رکھا اور اس بات

کی طرف اشارہ کیا کہ میرے پیچھے چلیں۔ امامؑ رسولِؐ خدا کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ جب رسولؐ امین مسجد کے دروازے پر آئے تو فرمایا: اے ابوالحسنؑ! کیا تمھارے گھر کھانا موجود ہے؟

امامؑ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ آپؑ اپنے گھر کے حال سے باخبر تھے۔

رسولِؐ اسلام نے فرمایا: بتائیں ہم تمھارے ساتھ تمھارے گھر چلیں یا یہیں سے تم سے رخصت ہو جائیں؟

امامؑ نے رسولِؐ اسلام کی محبت و پیار میں عرض کیا: آپؐ میرے ساتھ گھر چلیں۔

اس دوران رسولِؐ اسلام پر وحی آئی کہ آج اپنے اہلِ بیتؑ کے ساتھ شام کا کھانا تناول کریں۔

رسولِؐ اسلام نے امامؑ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے اہلِ بیتؑ کے گھر کی طرف چل دیے۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا خاتونِ جنت سیّدہ فاطمہ زہراؑ مصلّٰی بندگی پر محوِ عبادت ہیں۔ مصلّٰی کے قریب ایک طشت رکھا ہوا ہے جس سے بھاپ اُٹھ رہی ہے۔ جب جنابِ سیّدہؑ نے اپنے والد بزرگوارؐ کی آواز سنی تو اپنی نماز تمام کی اور فوراً اپنے باباؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سلام عرض کیا۔

رسولِؐ اسلام کے ہاں بی بیؑ کا بڑا مقام تھا۔ حضورؐ نے سلام کا جواب دیا اور اُن کے سر مبارک پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا اور پوچھا: شام کیسے کی ہے؟

بی بیؑ نے عرض کیا: اللہ آپؐ کو بلندیاں عطا فرمائے بہت بہتر۔ اس دوران سیّدہؑ نے طشت اُٹھایا اور اپنے بابا حضورؐ کے سامنے رکھ دیا۔ امام علی علیہ السلام نے حیرت کے ساتھ اس اُمر کو دیکھا کہ خوشبودار کھانا ہے کہ جس کی خوشبو نے ماحول کو خوشگوار بنا رکھا ہے۔ آپؑ نے جنابِ سیّدہؑ کی طرف گہری نظر سے دیکھا اور فرمایا: کیا آج آپؑ نے اللہ سبحانہ کے واسطہ سے کہا تھا کہ ہم نے پچھلے دو دن سے کھانا نہیں کھایا تو یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟

سیّدہ نساء العالمینؑ نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا: میرا مہربان اللہ خوب جانتا ہے کہ آسمان میں کیا ہے اور زمین میں کیا ہے۔ میں جو کچھ بھی کہتی ہوں حق کہتی ہوں۔

امام علی علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ اب آپؑ کے پاس ہے میں نے زندگی بھر ایسا کھانا نہیں

دیکھا اور نہ اس جیسی خوشبو محسوس کی ہے اور نہ اس جیسا زندگی بھر لذیذ اور خوشگوار کھانا کھایا ہے؟

اس دوران نبیؐ رحمت نے اپنا مبارک ہاتھ امام علی علیہ السلام کے شانے پر رکھا اور اُسے حرکت دے کر فرمایا:

يَا عَلِيُّ! هٰذَا ثَوَابُ الدِّيْنَارِ وَهٰذَا جَزَاءُ الدِّيْنَارِ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾ (سورۂ آل عمران: آیت ۳۷)

"یا علیؑ! یہ اُس دینار کا ثواب ہے، یہ اُس دینار کا اجر ہے۔ یہ سب کچھ اللہ سبحانہ کی طرف سے ہے۔ وہ ذات بے حساب رزق عطا کرتی ہے"۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ آپؐ نے روتے ہوئے فرمایا: اللہ سبحانہ کا شکر ہے اور حمد ہے وہ دُنیا سے تمھیں اُس وقت تک رخصت نہیں کرے گا کہ جب تک وہ تمھارے حق میں وہی سب کچھ نہ کردے کہ جو اس نے حضرت زکریا کے حق میں کیا تھا۔

اے فاطمہؑ! خداوند عالم تم پر وہی احسان فرمائے گا جو اُس نے حضرت مریمؑ پر کیا تھا۔

ارشادِ خداوندی ہے:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۖ (سورۂ آل عمران: آیت ۳۷)

"جب حضرت زکریا حضرت مریمؑ کے پاس محرابِ عبادت میں جاتے تو دیکھتے کہ اُن کے پاس اچھے کھانے موجود ہیں۔ پوچھتے: اے مریمؑ! یہ تمھارے پاس کھانے کہاں سے آتے ہیں؟ حضرت مریمؑ جواب دیتیں: یہ کھانے میرے پروردگار کی طرف سے ہیں"۔

حافظ دمشقی نے "اربعین طوال" میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ [1]

۵- انس بن مالکؓ سے روایت

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے حجاج بن یوسف نے اس حدیث کے

---

[1] ذخائر العقبیٰ، ص ۴۵ تا ۴۷

بارے میں دریافت کیا جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہ زہراءؑ اپنے ہاتھوں سے ہانڈی چلا رہی ہیں اور ہانڈی میں اُبال آرہا ہے؟

انسؓ کہتے ہیں: میں نے کہا: ہاں یہ حدیث کچھ اس طرح ہے کہ حضرت عائشہؓ حضرت فاطمہؑ کے گھر گئیں تو اُس وقت بی بیؑ حسنین شریفینؑ کے لیے حریرہ بنا رہی تھیں اور جنابِ سیّدہؑ اپنے ہاتھوں سے ہانڈی کو چلا رہی ہیں لیکن آپؑ کے ہاتھ جلنے سے محفوظ ہیں۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ مجھے میرے والد نے کہا: اے میری دُختر! اس واقعہ کو کسی کے سامنے مت بیان کرنا، کیونکہ اس بات میں اُن کی عزّت وعظمت کا بہت بڑا بیان ہے۔

جب رسولِؐ اسلام کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپؐ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ سبحانہ کی حمد وثناء بیان فرمائی اور فرمایا: لوگ اِس باتِ کو عظیم جانتے ہیں پھر تکبر کرتے ہیں کہ جو کچھ اُنھوں نے ہانڈی اور آگ کو دیکھا اور سنا:

وَالَّذِی بَعَثَنِی بِالنَّبُوَّةِ وَاصْطَفَانِی بِالرِّسَالَةِ لَقَدْ حَرَّمَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ النَّارَ عَلٰی لَحمِ فَاطِمَةَ وَدَمِهَا وَعَصَبِهَا وَشَعرِهَا وَفَطَمَ مِنَ النَّارِ ذُرِّیَّتَهَا وَشِیْعَتَهَا اِنَّ مِن نَسلِ فَاطِمَةَ مِن تطیعه النَّارَ وَالشَّمسَ وَالقَمَرَ وَتَضرِبَ بَینَ یَدَیْهِ الجِنُّ بِالسَّیْفِ وَتَوَّفِی اِلَیْهِ الْاَنْبِیَاءِ بِعهودِهَا وَتَسلمُ اِلَیْهِ الْاَرْضُ کنوزَهَا وَتنزِلَ عَلَیْهِ السَّمَاءُ بَرَکَاتِ مَا فِیْهَا؛ اَلْوَیلُ ثُمَّ اَلْوَیلُ، اَلْوَیْلُ لِمَنْ شَكَّ فِی فَضلِ فَاطِمَةُ وَلَعنَةُ اللهِ ثُمَّ لَعَنَةُ اللهِ عَلٰی مِنْ یَبْغَضُ بَعلهَا عَلِیَّ بن اَبِی طَالِب وَلَمْ یَرضَ بِإمَامَةِ ولَدیهَا، اِنَّ لِفَاطِمَةَ مَوقِفًا ولشیعتهَا اَحْسَنُ موقف، وَاِنَّ فَاطِمَةَ تَدعُو قَبلِیْ وَتَشفَعُ وَتُشَفَّعُ عَلٰی رَغمِ کُلِّ رَاغِمٍ

''اُس ذات کی قسم! جس نے مجھے نبوت عطا کی، اپنی رسالتؐ کے لیے منتخب کیا۔ تم سب لوگ سن لو اور دیکھ لو۔ اللہ سبحانہ نے حضرت فاطمہؑ کے گوشت، پوست، خون، جسم اور بالوں پر آگ کو حرام قرار دیا ہے اور اُن

کی ذُرّیت اور شیعوں کو آگ سے محفوظ کر دیا ہے۔ بے شک وہ وارثِ انبیاءؑ بھی فاطمہؑ کی اولاد سے ہیں کہ جن کی آگ، سورج اور چاند اطاعت کریں گے اور اُن کی سپاہ میں جنات تلواریں چلائیں گے۔ انبیاءؑ الٰہی سے کیے ہوئے وعدے پورے ہوں گے۔ زمین اپنے خزانے اُگل دے گی۔ افسوس اور افسوس اور افسوس اُس پر جو فاطمہؑ کے فضل و شرف میں شک کرے۔ اُس پر اللہ کی لعنت ہو اور بار بار لعنت ہو اُن لوگوں پر جو اُن کے شوہر علیؑ بن ابی طالبؑ سے عداوت رکھے اور ان کے فرزندوں کی امامت سے راضی نہ ہو۔ بے شک فاطمہؑ کا ایک مقام ہے، ایک موقف ہے۔ فاطمہؑ کو مجھ سے پہلے دعوت دی جائے گی اور وہ شفاعت کریں گی اور اُن کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ وہ جس سے خوش ہوں گے وہ اُس کی شفاعت کریں گی"۔

شیخ حسن دمستانی نے اس واقعہ کو اپنے اَشعار میں بیان کیا ہے جن کا مفہوم یہ ہے:

"بتولِ عظمیٰؑ کی اُس ہانڈی کے ماننے سے انکار جو آگ پر چڑھی ہوئی کھول رہی تھی اور بتولؑ اُس میں اپنے مبارک ہاتھ ڈالے ہوئے تھیں۔ یہ غیر معمولی ہستی ہیں، یہ بنتِ مصطفیٰؐ ہیں جن کی اِتباع میں موجودات ہیں۔ یہ مظہر اَسرارِ ذاتِ جلی ہیں۔ یہ اللہ کے مخفی رازوں کا خزانہ ہیں۔ انسانی شکل و شمائل میں حور ہیں۔ جب انھیں کوئی خاتون دیکھتی ہے تو وہ انھیں اَزراہِ رشک دیکھتی رہتی ہے"۔ [1]

کعب الاحبار کی روایت

کعب الاحبار سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی طبع نازنین ناساز ہوئی تو حضرت علی علیہ السلام نے اُن سے پوچھا: اگر کسی چیز کو دل چاہتا ہے تو بیان کریں؟

---

[1] وفات فاطمہ الزہراءؑ، بلادی بحرانی، ص ۱۲

سیّدہ طاہرہؑ نے انار کی خواہش ظاہر کی۔ امامؑ تھوڑی دیر کے لیے متفکر ہوئے کیونکہ آپؑ کے پاس انار خریدنے کے لیے کوئی رقم نہ تھی۔ آپؑ کے ہاتھ خالی تھے۔ پھر آپؑ بازار کی طرف چل دیئے اور کسی خاص دوست سے ایک درہم قرض کیا اور اُس سے انار خریدا اور گھر کی طرف لوٹ آئے۔ امامؑ نے راستہ میں ایک بیمار کو پڑے ہوئے پایا جو ایک ویرانے میں کروٹیں بدل رہا تھا۔ اسے دیکھ کر امامؑ کے قدم رُک گئے اور اُس سے پوچھا: اے شیخ! تمھارا دل کس چیز کی خواہش کرتا ہے؟

اُس بوڑھے نے جواب دیا: یا علیؑ! میں پانچ روز سے یہاں پڑا ہوں۔ میری خبرگیری اور احوال پُرسی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ لوگ مجھے دیکھتے ہیں اور گزر جاتے ہیں۔ کوئی پوچھتا تک بھی نہیں ہے۔ اس وقت دل چاہ رہا ہے کہ انار کھاؤں، کیا مل جائے گا؟

صاحبِ جود وسخا امامؑ نے سوچا قرض لے کر ایک انار خریدا ہے کہ سیّدہ زہراءؑ کی خدمت میں پیش کروں۔ اگر انار اسے دے دیا تو دُخترِ نبیؐ کو کیا جواب دوں گا؟ اگر سائل کو محروم کرتا ہوں تو ارشادِ خداوندی ہے:

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿١٠﴾ [1]

"سائل کو نہ جھڑکو"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی فرمان ہے:

"سائل گھوڑے پر سوار ہو تب بھی اُسے خالی ہاتھ واپس نہ لوٹاؤ"۔

امام علیہ السلام نے انار توڑا اور بیمار کو کھلا دیا اور وہ بیمار صحت یاب ہو گیا۔

اِدھر خداوند عالم نے سیّدہ زہراءؑ کو بھی شفاء عطا فرما دی۔

امامؑ خالی ہاتھ حیران و پریشان گھر آئے تو اچانک آپؑ کی نظر جنابِ سیّدہؑ پر پڑی جو سر کا کھونا [illegible] میں مصروف تھیں تو آپؑ نے شکر پروردگار ادا کیا۔ بی بیؑ نے آگے بڑھ کر کہا: اے ابوالحسنؑ! آپؑ پریشان نظر آتے ہیں، پریشان نہ ہوں جب آپؑ نے اُس بوڑھے

---

(1) سورۂ ضحیٰ: آیت ۱۰

بیمار کو انار کھلایا ہے تو اُس وقت سے میری انار کھانے کی خواہش ختم ہوگئی اور پروردگارِ عالم نے مجھے شفا دے دی ہے۔

امامؑ جنابِ سیدہؑ کی شفایابی کی بات سن کر بہت خوش ہوئے۔ اس دوران دروازے پر دستک کی آواز آئی۔ امامؑ نے پوچھا: کون ہے؟ دستک دینے والے نے کہا: میں سلمانؓ ہوں دروازہ کھولیں۔ امامؑ نے دروازہ کھولا تو دیکھا حضرت سلمانؓ کے ہاتھ میں ایک طبق ہے جو سرپوش سے بند ہے۔ حضرت سلمانؓ نے وہ طبق امامؑ کے حضور رکھ دیا۔

پوچھا: اے سلمانؓ! یہ کہاں سے لائے ہو؟

جناب سلمانؓ نے عرض کیا: اے میرے مولاؑ! اللہ سبحانہ کی طرف سے رسولؐ اللہ کے لیے آیا ہے اور رسولؐ اللہ نے اپنے وصی کے لیے بھیجا ہے۔ امامؑ نے طبق کو کھولا تو اُس میں نو عدد انار تھے۔

امامؑ نے فرمایا: اے سلمانؓ! اگر یہ ہمارے لیے ہیں تو اُن کی تعداد دس ہونا چاہیے کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ [1]

''جس نے ایک نیکی انجام دی تو اُس کے واسطے اس طرح دس نیکیاں ہوں گی''۔

یہ سن کر حضرت سلمانؓ ہنس پڑے اور اپنی جیب سے ایک انار نکال کر طشت میں رکھ دیا اور کہا: یا علیؑ! انار تو دس ہی تھے مگر آپؑ کی آزمائش مطلوب و مقصود تھی۔ میں آپؑ کو آزما رہا تھا۔ [2]

۷- حدیثِ ہجوم

سیّد الانبیاء ﷺ کی رحلت کے بعد کچھ لوگوں نے خاتونِ جنت سیدۃ نساء العالمینؑ کے گھر پر ہجوم کیا۔ امیر المومنین امام علی علیہ السلام کو اَزراہِ جبر و اکراہ اپنے دربار میں لے گئے تو

---

[1] سورۂ انعام: آیت ۱۶۰

[2] دُرۃ الناصحین، خوبوی، ص ۲۶

دُخترِ نبیؐ نے بددُعا کے لیے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا۔ حسنین کریمینؑ کو اپنے ہمراہ روضۂ رسولؐ کی طرف چلیں۔

امامؑ نے حضرت سلمانؓ سے فرمایا: دُخترِ نبیؐ کو بددُعا کرنے سے روکو۔

فَاِنِّي اَرَىٰ جَنبَتِي الْمَدِيْنَةِ تُكفَانِ تَخسِيفَانِ [1]

''میں دیکھ رہا ہوں اس وقت مدینہ منورہ کے دونوں طرف لرز رہے ہیں اور وہ زمین میں دھنسنے کو ہے''۔

۸۔حضرت سلمان فارسیؓ کی حدیث

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت فاطمہ زہراءؑ کے قریب پہنچا تو میں نے دیکھا مسجدِ نبویؐ کی دیواریں اُوپر اُٹھ چکی ہیں۔ دیواریں کچھ اس قدر بلند ہو چکی تھیں کہ اگر کوئی آدمی نیچے سے گزرنا چاہتا تو وہ آسانی سے گزر سکتا تھا۔

میں سیّدۂ کائناتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن کے حضور عرض کیا: اے سیّدہؑ! اللہ سبحانہ نے آپؑ کے والد ماجدؐ کو نبیِ رحمتؐ بنا کر عالمین کی طرف بھیجا ہے۔ اگر آپؑ کے دستِ مبارک بارگاہِ الٰہی میں اُٹھ گئے تو قیامت سے پہلے قیامت آجائے گی۔ مدینہ طیبہ زمین میں دھنس جائے گا۔

جناب سلمانؓ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہراءؑ گھر تشریف لے گئیں تو مسجد کی دیواریں زمین پر آبیٹھیں۔ [2]

---

[1] احقاق الحق، ج ۱۹، ص ۱۵۰-۱۵۱

[2] بیت الاحزان، ص ۸۷

دسویں فصل

پیغمبرؐ اعظم کی نظر میں عظمتِ سیّدہؑ کائنات

ا۔ حضرت امام حسنؑ کی حدیث

ایک دفعہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

اے لوگو! آگاہ رہو، میں تمھیں اپنے کچھ اوصاف و احادیث بتاتا ہوں۔

سامعین نے عرض کیا: اے مولاؑ! ضرور بیان فرمائیں۔

سبطِ رسولؐ نے فرمایا: جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں مسجد تعمیر کی تو اپنے خانۂ اَقدس کا دروازہ مسجد میں رکھا تو مہاجرین و انصار نے بھی اپنے گھروں کے دروازے مسجد میں رکھ دیئے۔ اس دوران پروردگارِ عالم نے ارادہ کیا کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے فضائل و مناقب کو ظاہر و آشکار کرے تو آسمان سے جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور رسولؐ اللہ سے کہا:

اللہ سبحانہ کا حکم ہے کہ تمام اصحاب، انصار اور مہاجرین اپنے گھروں کے وہ دروازے جو مسجد کی طرف کھلتے ہیں وہ بند کردیں۔ اگر کسی نے اپنا دروازہ بند نہ کیا تو اس پر عذابِ الٰہی آسکتا ہے، لہٰذا اس سے پہلے کہ عذاب آئے وہ اپنے دروازے فوراً بند کردیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے اپنے چچا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے پاس اپنا حکم بھیجا کہ چچا جان! اپنے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف سے بند کردیں۔

حضرت عباسؓ نے جواب دیا: میں نے اللہ سبحانہ کا حکم سنا میں اُسے تسلیم کرتا ہوں۔

رسولؐ اللہ کا یہ حکم حضرت عباسؓ کی طرف حضرت معاذ بن جبلؓ نے پہنچایا تھا۔ اس دوران حضرت عباسؓ حضرت فاطمہ زہراؑ کے گھر کی طرف آئے تو دیکھا کہ سیدہ عالمؑ حسنین شریفینؑ کے ساتھ اپنے گھر کے دروازے پر ہیں۔

حضرت عباسؓ نے پوچھا: آپؑ اِدھر کیوں تشریف فرما ہیں؟ بالکل ایسا منظر ہے کہ شیروں کے لیے ماں بیٹھی ہو اور کہا: اے فاطمہؑ! شاید تم نے سمجھ رکھا ہے کہ رسولِ خدا اپنے چچا کو تو مسجد سے نکال دیں گے اور چچا کے بیٹے کو رہنے دیں گے؟

اسی دوران وہاں رسولِ خدا تشریف لائے اور اپنی دُختر سے پوچھا: اے نُورِ نظر!

اِس طرح یہاں کیوں بیٹھی ہو؟

عرض کیا: اپنے گھر کے دروازہ کے بارے میں رسولِ خدا کے حکم کا انتظار کر رہی ہوں۔

سیّدالانبیاءؑ نے فرمایا: اللہ سبحانہ نے حکم دیا ہے کہ ان تمام لوگوں کے مسجد کی طرف سے دروازے بند ہوں اور اُس نے اپنے رسولؑ کو اس حکم سے مستثنیٰ کیا ہے۔ بے شک تم نفسِ رسولؐ اور روحِ رسولؐ ہو۔

اسی دوران حضرت عمر بن خطابؓ وہاں آئے اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں چاہتا ہوں کہ جب آپؐ مسجد میں تشریف فرما ہوں تو میں آپؐ کی زیارت کیا کروں۔ میری درخواست ہے کہ میرا دروازہ مسجد کی طرف سے کھلا رہے؟

رسولِ اسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا: تو پھر ایک جھروکہ کھولنے کی اجازت دے دیں، تاکہ میں اپنا منہ نکال کر آپؐ کی زیارت کرلیا کروں؟

نبیٔ رحمتؐ نے فرمایا: اللہ نے مجھے اس امر کی اجازت بھی نہیں فرمائی ہے۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مجھے ایک سوراخ کی اجازت دے دیں، میں اپنی ایک ہی آنکھ سے آپؐ کے چہرۂ انور کی زیارت کرلیا کروں؟

رسولِ اسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی بھی اجازت نہیں ہے۔ مجھے اس ذاتِ اقدس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، نہ میں نے تم لوگوں کو مسجد سے نکالا ہے اور نہ ہی میں نے (اہلِ بیتؑ) کو مسجد میں رہنے دیا ہے۔ اللہ ہی نے اہلِ بیتؑ کو مسجد میں رہنے دیا ہے اور تمھیں مسجد سے باہر نکالا ہے۔

۲۔ محمد بن قیسؓ کی روایت

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا معمول تھا جب آپؐ سفر پر جاتے تو حضرت فاطمہؑ سے رخصت ضرور ہوا کرتے اور جب واپس مدینہ طیبہ تشریف لاتے تو پہلے اپنی بیٹی فاطمہ زہراءؑ کے گھر جاتے اور کافی دیر تک وہاں قیام فرماتے۔

ایک مرتبہ نبیؐ رحمت سفر پر گئے۔ اِدھر حضرت فاطمہؑ نے اپنے لیے چاندی کے دو کنگن، گلوبند اور بندے بنوائے اور دروازے پر پردہ ڈال دیا، تاکہ اپنے والد ماجدؐ اور شوہر نامدارؑ کا استقبال کریں۔ جب سرکارِ دوعالمؐ سفر سے واپس آئے اور اپنی دُختر کے گھر آئے تو اصحاب نبیؐ دروازے پر ٹھہرے رہے۔ اُنھیں معلوم نہ تھا کہ واپس چلے جائیں یا حضورؐ کا انتظار کریں لیکن حضورؐ کافی دیر تک اپنی بیٹی کے ہاں ٹھہرے رہے۔ پھر رسولِ خدا مسجد تشریف لے گئے اور منبر پر بلند ہوئے۔

اِدھر جنابِ سیّدہؑ نے اپنے بابا کا رُخِ اَنور پڑھ لیا تھا۔ آپؑ نے فوراً وہ کنگن، گوشوارے اور ہار اُتارے اور رسولؐ اسلام کی خدمت اَقدس میں بھیج دیئے اور سرورِ کائناتؐ کی خدمت میں اپنا پیغام بھیجا کہ آپؐ کی بیٹی نے سلام بھیجا ہے اور عرض کیا کہ یہ سامان راہِ خدا میں قبول فرمائیں۔

رسولؐ اللہ اپنی دُختر کے گھر تشریف لائے اور تین مرتبہ فرمایا: یہ پدر اپنی بیٹی پر قربان جائے، اسے میری نُورِ نظر! یہ مالِ دُنیا محمدؐ وآلِ محمدؑ کے لیے نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ کی نظر میں اس دُنیا کی اگر مچھر کے پَر کے برابر کی قدر و قیمت ہوتی تو پھر اس دُنیا میں کافر کو ایک پیالہ پانی بھی نصیب نہ ہوتا۔ [1]

۳۔ نبیؐ خدا اپنی مسند بیٹیؑ کے حوالے کر دیا کرتے تھے

مروی ہے کہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ رسالتؐ میں آتیں تو رسولِ خدا اپنی بیٹی کے ہاتھوں کو چومتے اور کھڑے ہو کر ان کا اِحترام کرتے اور اپنی مسند پر بٹھاتے۔ اور جب رسولِ خدا اپنی دُختر کے گھر جاتے تو سیّدہ زہراءؑ اپنے باباؐ کے احترام میں کھڑی ہو جاتیں اور اپنے بابا کے ہاتھوں کو بوسہ دیتیں اور حضورؐ کو اپنی مسند پر بٹھاتیں۔

۴۔ ثوبان کی روایت

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہؑ کو وداع کرتے اور جب واپس مدینہ منورہ آتے تو سب سے پہلے اپنی بیٹی کے گھر تشریف لے

---

[1] بحار، ج ۴۳، ص ۲۰؛ کشف الغمہ، ص ۴۵۳

جاتے، سلام کرتے، احوال پرسی کرتے۔ یہ بھی ہے کہ جب سرورِ کائناتؐ جہاد سے واپس آتے تو سب سے پہلے سیّدہ زہراءؑ کے گھر تشریف لاتے۔ ①

۵-نافع بن عمرؓ کی روایت

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا جب حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام آپؐ کے پاس آتیں تو آپؐ اُن کے مبارک سر پر بوسہ دیتے اور فرماتے: اے نُورِ نظر! تمھارا والدؐ تم پر قربان! کیا کہنے تمھاری شان و عظمت کے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔ ②

۶-حضرت عائشہؓ کی روایت

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے گلوئے مبارک پر بوسہ دیا۔

اُن سے یہ بھی مروی ہے کہ رسولِ اسلام جب بھی سفر سے واپس گھر آتے تو آپؐ حضرت فاطمہؑ کے گلوئے مبارک کے بوسے لیتے اور فرماتے: میں اپنی بیٹی میں جنّت کی خوشبو پاتا ہوں۔

حضرت عائشہؓ نے یہ بھی کہا: رسولؐ خدا اپنی دُختر کی پیشانی کا بوسہ لیتے۔

جنابِ حذیفہؓ کا کہنا ہے: رسولؐ اسلام رات کو اپنے بستر پر جانے سے پہلے اپنے اہلِ بیتؑ کے گھر جاتے اور اپنی دُختر حضرت فاطمہ زہراءؑ کے ہاتھوں اور پیشانی کو چومتے۔

۱۰-حضرت عائشہؓ کا بیان ہے ایک دفعہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: جب فاطمہؑ آپؐ کے پاس آتی ہیں تو آپؐ ان کی پیشانی پر بوسے دیتے ہیں۔ ③

---

① کشف الغمہ، ج ۱، ص ۴۵۱

② احقاق الحق، ج ۱۰، ص ۱۸۵

③ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۸۰

۱۱۔حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ربّ العزت نے مجھے جنّت کی سیر کروائی۔ اس دوران حضرت جبرئیلؑ نے مجھے جنّت کا سیب کھلایا اور میں نے اپنے صُلب میں ایک نُور کا اِدراک کیا اور وہ نُور میری بیٹی فاطمہؑ کا تھا اور وہ صدفِ عصمت و طہارت حضرت خدیجہؑ کی طرف منتقل ہوگیا اور فاطمہؑ کی ولادت ہوئی۔ (۱)

۷۔آیت کریمہ کا نزول

جب آیتِ کریمہ لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَآءِ بَعۡضِكُمۡ بَعۡضًا ط (۲)
"جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو آواز دیتے اور پکارتے ہو خبردار ہمارے رسولؐ کو اس طرح مت پکارنا"۔

سیّدہ زہراءؑ فرماتی ہیں: اس حکم کے نزول کے بعد میں نے طے کرلیا کہ اب بابا جانؐ کو میں رسولؐ اللہ کہا کروں گی اور بابا کے لفظ کو چھوڑ دوں گی۔

ایک دن بابا جانؐ میرے پاس آئے اور فرمایا:

يَا بُنَيَّةَ لَمْ تَنَزَّلْ فِيكِ وَلَا فِي اَهْلِكِ

"اللہ کا یہ حکم تمھارے اور تمھارے اہلِ بیتؑ کے بارے میں نہیں ہے"۔

اَنْتِ مِنِّي وَاَنَا مِنْكِ

"تم مجھ سے ہو اور مَیں تم سے ہوں"۔

یہ حکم تو ستم پیشہ، مغرور و متکبر لوگوں کے بارے میں ہے۔ تم ہمیشہ مجھے بابا جانؐ کہہ کر پکارو۔ مجھے اس کلمہ سے سکون ملتا ہے اور پروردگار خوش ہوتا ہے۔ یہ فرما کر حضورؐ نے میری پیشانی کا بوسہ لیا اور میرے سر پر دستِ شفقت سے نوازش فرمائی اس لیے میں ہمیشہ رسولؐ اللہ کو بابا جانؐ کہا کرتی ہوں۔ (۳)

---

(۱) لسان المیزان، ج ۱، ص ۱۳۴

(۲) سورۂ نور: آیت ۶۳

(۳) مناقب ابن مغازلی، ص ۳۶۵

۸-ابوثعلبہ کی روایت

سرکارِ دوعالم ﷺ جب سفر سے واپس مدینہ طیبہ آتے تو سب سے پہلے اپنی بیٹی کے گھر تشریف لاتے، اُن سے گلے ملتے اور اپنی لختِ جگر کی پیشانی اَقدس پر بوسے دیتے۔

ابوثعلبہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر پر جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ زہراءؑ سے رخصت ہوتے اور جب واپس آتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہؑ کے گھر تشریف لاتے۔ اگر پروردگارِ عالم کے حضور میں حضرت فاطمہؑ کا عظیم مقام نہ ہوتا تو رسولؐ اللہ اس قدر اپنی بیٹی کا اِکرام و احترام نہ فرماتے کیونکہ اللہ سبحانہ کا حکم اولاد کو ہے کہ وہ اپنے والدین کا احترام کریں۔ والدین کو اولاد کے احترام کا حکم نہیں ہے۔ اور رسولؐ اللہ کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کی ضد اور مخالفت ہوگا کہ جو رسولؐ اللہ نے اپنی اُمت تک پہنچایا ہے کہ والدین کا احترام کریں۔ اس عمل سے واضح ہوگیا کہ سیّدہ فاطمہ زہراءؑ کا احترام انسانی حدود سے باہر ہے۔ فاطمہ زہراءؑ سے محبت کرنا خدا کے ہی حکم سے تھا۔ اُس کے فرمان کا اجرا تھا کہ رسولؐ صبح و شام حضرت فاطمہؑ کے دروازے پر آکر درود و سلام کی بارش کرتے تھے۔ وہ مسلمان جو رسولؐ اللہ کی سنت پر عمل کرنے کا دم بھرنے والے ہیں اُنھیں رسولؐ اللہ کی سنت سے آشنا ہونا چاہیے۔ (۱)

۹-اماممینؑ کی روایت

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولِ اسلام ﷺ اُس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک حضرت فاطمہؑ کی پیشانی پر بوسہ نہیں دے لیتے تھے اور اُن کے حق میں دُعائیں فرماتے۔

۱۰-اسامہ بن زیدؓ کی روایت

حضرت علیؑ، حضرت جعفرؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ ایک جگہ جمع تھے۔ اس دوران

---

(۱) بحار، ج ۴۳، ص ۴۰

حضرت جعفرؓ نے کہا: رسولِ خداؐ تم سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: رسولِ خداؐ سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔

زید بن حارثہؓ نے کہا: آنحضرتؐ سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔

اس کے بعد ان سب نے کہا: ہم حضورؐ کے پاس چلتے ہیں اور آپؐ سے ہی معلوم کر لیتے ہیں۔ یہ سب بارگاہِ رسالتؐ میں آئے اور آپؐ سے اجازت طلب کی۔

حضورِ اکرمؐ نے مجھ سے کہا: باہر دیکھو کون لوگ ہیں؟

اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: حضورؐ! وہ جعفرؓ، زیدؓ اور علیؑ ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔

حضورؐ نے جب اجازت دی تو یہ حضرات اندر آئے اور عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! آپؐ کے نزدیک ہم میں سے کس کی عزّت و محبت زیادہ ہے؟

حضورِ اکرمؐ نے فرمایا: فاطمہؑ کی۔ (۱)

۱۱- حضرت علیؑ کی روایت

آپؑ سے مروی ہے کہ ہم سو رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور آپؐ ہمارے درمیان بیٹھ گئے۔ اس وقت آپؐ نے پانی طلب کیا اور وہ پانی ہمارے سروں پر چھڑک دیا۔

اس وقت میں نے آپؐ کے حضور عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! ہم دونوں میں سے آپؐ سب سے زیادہ کس سے محبت کرتے ہیں؟

حضورِ انورؐ نے فرمایا: فاطمہؑ محبوب ہے اور تم عزیز ہو۔ (۲)

حدیث نبویؐ ہے:

عَنِ النَّبِی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی حَدِیث: وَمَن اَنصَفَكِ فَقَد اِنصَفَنِی وَمَن

---

(۱) منتخب کنز العمال، ج۵، ص۱۲۹؛ احقاق الحق، ج۱۰، ص۱۸۰-۱۸۱

(۲) کفایۃ الطالب، باب ۸۳، ص۳۰۸

ظلمكِ فقد ظلمني لِأنَّكِ مِنّي وَاَنَا مِنْكِ وَانْتِ بضعة مِنّي وروحي الّتي بَيْنَ جنبيّ ثُمَّ قَالَ صلى الله عليه وآله وسلم : اِلَى اللهِ اَشْكُو ظَالميكِ مِن اُمَّتي

"سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا: جس نے تمھارے حق میں انصاف کیا اُس نے میرے حق میں انصاف کیا، جس نے تم سے ظلم وزیادتی کی اُس نے میرے حق میں ظلم وزیادتی کی۔ اے بیٹی! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تم میرا جز ہو، ٹکڑا ہو، میری نبوت اور رسالت کا حصّہ ہو۔ تم میری روح ہو اور میرے دل کی سوت وسرور ہو۔

مزید فرمایا: اے میری نُورِ نظر! میری اُمت میں سے جو لوگ تم پر ستم کریں گے میں بارگاہِ خداوندی میں ان سب کی شکایت کروں گا"۔ [1]

۱۲- حضرت امام جعفر صادقؑ کی روایت

حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے حقوق تلفی کے بعد شیخین معافی مانگنے کے لیے آپؑ کے گھر کے دروازے پر آئے اور دونوں نے قریب آکر بی بیؑ کو سلام کیا لیکن حضرت زہراءؑ نے اُن کے سلام کا جواب نہ دیا اور اپنا رُخِ اَنور دوسری طرف کرلیا۔ وہ بار بار سیّدہؑ کے رُخِ اَنور کی طرف گئے لیکن سیّدہؑ نے اُن سے بات نہ کی۔ اس دوران معصومہؑ نے حضرت علیؑ سے کہا: مجھے ایک کپڑا لا دیجیے۔ جب کپڑا آیا تو جو خواتین آپؑ کے قریب تھیں اُن سے فرمایا: میرے چہرے پر یہ کپڑا ڈال دو۔ جب آپؑ کا چہرہ چھپ گیا تو آپؑ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: آپؑ ان سے کہہ دیں کہ مجھے ان سے بات نہیں کرنا۔ ہاں! میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتی ہوں اگر انھوں نے رسولِؐ اسلام کی یہ حدیث سنی ہے تو اُس کی تصدیق کریں۔ پھر میں ان کے بارے میں اپنا حکم سنادوں گی۔

شیخین نے کہا: ہاں! پروردگار اگر حق ہوگا تو ہم تصدیق کریں گے اور سچ کی گواہی ضرور

---

[1] کشف الغمہ، ج۱، ص ۴۹۸

دیں گے۔

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا: میں تمھیں یاد دلاتی ہوں۔ اُس وقت کو یاد کرو نصف رات کا وقت تھا۔ امام علیؑ کے واسطے اَمرِ الٰہی کی وجہ سے رسولِؐ اسلام نے تم دونوں کو اپنے بیت الشرف سے باہر نکال دیا تھا۔

کیا تمھیں یہ واقعہ یاد ہے؟

دونوں نے اقرار کیا: اَللّٰھُمَّ نَعَمْ، ہاں یہ واقعہ اچھی طرح سے یاد ہے۔

جنابِ سیّدہؑ نے فرمایا: پھر میں تمھیں ایک اور اَمر یاد دلاتی ہوں اور تم سے دریافت کرتی ہوں کہ کیا تم دونوں نے رسولؐ اللہ کی یہ حدیث سنی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا تھا:

بضعة مِنّی وَاَنَا مِنْهَا مَن آذَاهَا فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللهَ وَمَنْ آذَاهَا بَعدَ مَوتِي فَكَانَ كَمَن آذَاهَا فِي حَيَاتِي وَمَن آذَاهَا فِي حَيَاتِي كَانَ كَمَنْ آذَاهَا بَعدَ مَوتِي؟ قَالَا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالت: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ .... الخ

”فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے۔ میں فاطمہؑ سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے۔ جس نے اُنھیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اُس نے خدا کو اذیت دی اور جس نے فاطمہؑ کو میری وفات کے بعد اذیت دی تو گویا اُس نے فاطمہؑ کو میری زندگی میں ہی ایذا پہنچائی اور جس نے میری حیات میں فاطمہؑ کو اذیت پہنچائی تو گویا اُس نے میرے انتقال کے بعد انھیں اذیت پہنچائی۔

دونوں نے تصدیق کی اور کہا: سچ ہے اے پروردگار! تو گواہ ہے کہ ہم اس حقیقت کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے نبیِ رحمتؐ سے یہ حدیث سنی ہے۔

جنابِ سیّدہؑ نے فرمایا: الحمدللہ!“

خاتونِ جنّت نے فرمایا:

قَالَتِ: اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُشْهِدُكَ فَاشْهَدُوا يَامَنْ حَضَرَنِي، اَنَّهُمَا فَقَدْ

آذیانی فِی حَیَاتِی وَعِنْدَ مَوْتِی، وَاللهِ لَا اُکَلِّمُکُمَا مَنْ رَأسِی حَتّٰی اَلْقٰی رَبِّی...... (۱)

"اے پروردگار! میں تجھے اپنا گواہ قرار دیتی ہوں اور وہ لوگ جو اب یہاں موجود ہیں اُنھیں اپنا گواہ بناتی ہوں کہ ان حضرات نے مجھے اذیت اور آزار دی ہے۔ میری زندگی میں بھی اور میری موت کے بعد بھی اور میری موت کے وقت بھی۔ بخدا! میں تم دونوں سے بات نہیں کروں گی اور اس حال میں خداوند عالم سے ملاقات کروں گی"۔

۱۔ بی بیؑ کو اپنے باباؐ سے عشق تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت بلالؓ نے اذان دینے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک روز جنابِ سیّدہ فاطمہ زہراءؑ نے حضرت بلالؓ کے بارے میں فرمایا:

میرا دل چاہتا ہے کہ آج میں اپنے باباؐ کے مؤذن کی اذان سنوں۔ جب اس بات کا علم حضرت بلالؓ کو ہوا کہ رسولؐ زادی نے اذان سننے کی خواہش کی ہے تو آپ فوراً نماز کے وقت گل دستہ اذانی پر گئے اور اللہ اکبر کی آواز بلند کی۔ جنابِ سیّدہؑ کو اپنے باباؐ کا زمانہ یاد آ گیا۔ رسولؐ اللہ یاد آ گئے اور آپؑ پر گریہ طاری ہو گیا، رقّت طاری تھی۔ آپؑ نے شدت کے ساتھ رونا شروع کر دیا۔

اِدھر جناب بلالؓ نے کہا: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللهِ تو جنابِ سیّدہؑ کی چیخیں نکل گئیں اور غش کھا کر زمین پر گر گئیں۔ لوگوں نے جناب بلالؓ سے جا کر کہا: بلالؓ! خدا کے واسطے حضرت زہراءؑ کی زندگی کے واسطے اذان دینا بند کر دو۔

جنابِ بلالؓ نے اذان دینا بند کر دی۔

جب جنابِ سیّدہؑ کو افاقہ ہوا تو پوچھا: اذان تمام ہو گئی؟ کہا گیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: بلالؓ سے کہو کہ وہ اذان تمام کرے۔

---

(۱) علل الشرائع، باب ۱۴۸، ص ۱۸۷

حضرت بلالؓ نے عرض کیا: سیّدہ نساء العالمینؑ مجھے آپؑ کی زندگی کا خوف و خطر ہے۔ جب آپؑ نے میری آواز میں اذان سنی تو آپؑ روتے روتے غش کھا کر گر گئی تھیں۔ میری درخواست ہے کہ آپؑ مجھے معاف کر دیں۔ [1]

۲-اپنے بابا کا پیراہن جب بیٹیؑ نے دیکھا

حضرت امام علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو میں نے آپؐ کو آپؐ کے پیراہن میں غسل دیا۔ ایک دن حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام نے خواہش کی کہ وہ پیراہن اُنھیں دکھایا جائے۔ جب پیراہن سامنے آیا تو آپؑ نے اُس کی خوشبو سونگھی تو آپؑ پر غش طاری ہو گیا۔ [2]

مؤقف مؤلف: اب قابلِ غور و فکر مسئلہ یہ ہے کہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسولؐ اللہ اپنی دُختر حضرت فاطمہ زہراءؑ سے اس قدر کیوں محبت کرتے تھے۔ ایسا احترام و اِکرام کہ جس کی مثل و مثیل اور نظیر ناممکن ہے؟ جب کہ ہمارا اور ہم سب مسلمانوں کا ایمان اور عقیدہ ہے کہ نبیؐ رحمتؐ افضل الانبیاءؑ، خیر المرسلین، خیر الناس اور افضل المخلوقات ہیں۔ علم و دانش، فضل و حکمت، صوابِ رائے میں، عقل و خرد میں، شائستگی اور صلاح میں آپؐ عین کمال اور عین فضل و فضیلت ہیں۔ کسی بھی صاحبِ ایمان و ایقان مسلمان کو اُن اُمور میں شک و تردّد نہیں ہے۔

سیّد الانبیاءؑ کا ہر کام علم و حکمت پر مبنی ہے۔ آپؐ کی ہر بات میں دانش و حکمت پوشیدہ ہے۔ ہر حکم و عمل میں مصلحت اور ہر کام میں راز ہے۔ قرآن کریم نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول و عمل پر الٰہی مُہر ثبت کر دی ہے کہ آپؐ اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں کہتے۔ آپؐ وحی کی اتباع کرتے ہیں۔

اس بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم خدائی حکم ہے، الٰہی قانون ہے، اُس کا اٹل فیصلہ ہے اور یہی فیصلہ قیامت کے روز مسلمانوں کے کام آئے گا۔

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ، ج ۱، ص ۲۹۷

[2] اہل البیت توفیق اور علم، ص ۱۶۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہر علم و دانش ہیں۔ ایسی احادیث کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ ایسے اقوال بے شمار ہیں۔ مسلمانوں کی صحاح اور مسانید بھری پڑی ہیں۔ اللہ سبحانہ کے رسولؐ اپنی بیٹی کا اَزحد احترام کرتے ہیں۔ کبھی آپؐ اُن کے گلوئے مبارک کے بوسے لیتے ہیں، کبھی ہاتھوں کو چومتے ہیں۔

جب حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل پر اعتراض کرتی ہیں تو رسولِؐ خدا فرماتے ہیں:

لَمَّا أُسرِیَ بِی اِلَی السَّمَاءِ اکلتُ مِن ثِمَارِ الجنَّةِ فَخُلِقَ اللهُ مِنهَا فَاطِمَةَ فَکُلَّمَا اشتقتُ اِلیٰ رَائحِةِ الجنَّةِ شَممتهَا

"شبِ معراج میں نے جنّت کے میوے کھائے، انھی میووں میں فاطمہؑ کا نُور پوشیدہ تھا۔ اب جب میرا دل جنّت کی خوشبو سونگھنے کی خواہش کرتا ہے تو میں فاطمہ زہراءؑ میں وہی خوشبو پاتا ہوں"۔

رسولؐ اللہ حکیم تھے اور آپؐ نے حضرت عائشہؓ کو وہی جواب دیا جو ان کے عقل و فہم کے قریب تھا۔ اس کے علاوہ بات یہ بھی ہے کہ رسولِؐ اسلام کو اپنی بیٹی سے بے پناہ محبت تھی۔ اس احترام و اِکرام میں کروڑوں اَسرار و رُموز اور حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔

جی ہاں! ختمی مرتبتؐ کا یہ ارشاد ہے: "فاطمہؑ مجھ سے ہیں اور مَیں فاطمہؑ سے ہوں"۔

حضوؐر کی اس حدیث کا معنیٰ و مفہوم اُس وقت ظاہر ہوا کہ جب بعد اَز رسالتؐ دین کو گہن لگا اور شریعت کو خطرہ لاحق ہوا۔ اگر سیّدہؑ کائنات نہ ہوتیں تو آج نبوت اور رسالت کا کوئی اور حال ہوتا۔

حضرت امام علی علیہ السلام نے اِس حقیقت کا ان کلمات میں اظہار کیا:

یَا اِبنَةَ الصَفوَةُ وَبَقِیَّةَ النَّبُوَّةِ

"اے سیّدالانبیاءؐ کی لختِ جگر! اے رسالت و نبوت کے قیام و بقا کی علم بردار"۔

اللہ سبحانہ نے جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو سیّدہ نساء عالمین قرار دیا ہے اور اُن کی حیات میں خاتم الانبیاءؐ کی رسالت کو دوام اور اِستمرار بخشا ہے۔ جن لوگوں نے دینِ اسلام کے خلاف

سازشیں کیں آپؑ نے اپنے پیغام سے اُنھیں ناکام کیا اور اپنے بابا کے کام اور نام کو محفوظ رکھا۔
اس طرح حدیثِ رسولؐ کے معنی: ''فاطمہؑ مجھ سے ہیں اور میں فاطمہؑ سے ہوں'' واضح ہو گئے۔

۳-ابنِ ابی الحدید کی روایت

علامہ نے شرح نہج البلاغہ میں حضرت امام علی علیہ السلام کی ایک حدیث بیان کی ہے:
ایک دفعہ کسی نے امام علیہ السلام سے سوال کیا: اے امیر المومنینؑ! اگر رسولؐ اللہ اپنا کوئی بیٹا چھوڑتے اور وہ صاحبِ علم و حکمت ہوتا تو کیا عرب اُس فرزندِ رسولؐ کو اپنا حاکم تسلیم کر لیتے اور نبیؐ کی خلافت و حکومت اس کے حوالے کر دیتے؟

امام علیہ السلام نے جواب دیا: نہیں، عرب اُسے قتل کر ڈالتے اور اُس کے ساتھ وہی سلوک کرتے جو اُنھوں نے میرے ساتھ کیا ہے۔ قریش نے اسے حکومت اور ریاست کا ذریعہ بنالیا ہے۔ رحلتِ رسولؐ کے بعد جب اُنھیں حکومت مل گئی تو وہ اُس میں مصروف ہو کر رہ گئے۔ باقی عبادتِ خداوندی بھی اُن سے جاتی رہی۔ اُنھوں نے ایک دن بھی عبادت نہیں کی۔ [۱]

قائم آلِ محمدؑ کا فرمان

آپؑ نے سعد بن عبداللہؓ سے فرمایا: جن لوگوں نے آلِ محمدؐ کے حقوق غصب کیے تھے یہ لوگ اسلام اس لیے لائے تھے تاکہ وہ حکومت حاصل کریں۔ اُن کا یہودیوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا تھا۔ یہود نے اُنھیں تورات کی باتیں بتادی تھیں۔ اس لیے انھوں نے رسولِ اسلام کی بیعت کی تھی تاکہ کسی صورت انھیں کسی شہر کی حکومت مل جائے۔ [۲]

حضرت زید شہیدؓ کی حدیث

آپؑ نے کہا: بخدا! اگر عربوں کو اس شرط پر حکومت دی جاتی کہ وہ دینِ اسلام چھوڑ دیں تو وہ یقیناً دینِ اسلام چھوڑ دیتے اور حکومت حاصل کر لیتے۔
جی ہاں! رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوحِ محفوظ، وحی اور فرشتوں کے ذریعے قیامت تک

---

[۱] شرح نہج البلاغہ، ج ۲۰، ص ۲۹۸
[۲] بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۸۶

کے حالات و واقعات معلوم تھے۔ آپؐ کا فریضہ یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کو ان کے ارتداد اور گمراہی سے بچائیں اور خدا کے عذاب سے اُنھیں ڈرائیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپؐ نے گمراہی کی راتوں اور اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو آگاہ فرما دیا:

"مسلمانو! دیکھو میری بیٹی فاطمہ میری رسالتؐ کا حصّہ ہے۔ جس نے اُسے اذیت و ایذا دی وہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کا دشمن ہے اور جس نے فاطمہؑ سے محبت کی اور اُنھیں خوش کیا وہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کا دوست ہے"۔

یہ احادیث اس اَمر کا عام اعلان ہے کہ رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بعد کے حالات خوب جانتے تھے کہ لوگوں نے کس طرح آپؐ کی بیٹی کو ستانا ہے۔

جناب سیّدہ فاطمہؑ نے دربارِ حکومت میں پہنچ کر پرامن حکومت اور اُس کی دستار کی دھجیاں اُڑا دی تھیں۔ بخدا! جنھوں نے جنابِ سیّدہؑ کو اذیت دی اُنھوں نے خدا کے غضب کو دعوت دی۔ اب رسولؐ اللہ کا حضرت فاطمہؑ کے مقدس ہاتھوں کو بوسے دینے کا مقصد سمجھ میں آیا اور یہ کہ آنحضرتؐ اپنی بیٹی کی تعظیم میں کیوں کھڑے ہوا کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسولؐ اپنی شریعت اور قرآن کی محافظہ کو سلام کرتے تھے۔

سیّدہ فاطمہ زہراءؑ کی تعظیم و تکریم اس منصب اور عہدہ کی تعظیم و تکریم تھی کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنابِ سیّدہؑ کے لیے وقف ہو گیا تھا۔

گیارہویں فصل

حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا
امام علیؑ کی نظر میں

۱۔حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا

وَلِي الفَخرُ بِفَاطِمَ وَاَبِيهَا
ثُمَّ فَخرِي بِرَسُوْلِ اللهِ اِذْ زَوَّجَنِيهَا

”سیّدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام اور آپؑ کے والد گرامی میرے لیے فخر و مباہات کا سبب ہیں۔ میرا سرمایہ فخر رسولؐ اللہ ہیں کہ آپؐ نے اپنی لختِ جگر کی شادی میرے ساتھ فرمائی“۔

امیر المومنین علی علیہ السلام ہمیشہ اپنے اس رشتہ پر فخر و مباہات کیا کرتے تھے۔

۲۔حضرت امام علیؑ اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان ہونے والی گفتگو

حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: مَیں خداوند تعالیٰ کو گواہ بنا کر آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ آپ میں وہ کون سی صفت ہے جس کی بنا پر مدعی ہوئے ہیں؟

مَیں تو وہ ہوں کہ جسے رسولؐ اللہ نے منتخب فرمایا اور اپنی لختِ جگر کی میرے ساتھ شادی فرمائی اور آپؐ نے مسجد میں منبر پر جلوہ افروز ہو کر اعلان فرمایا تھا:

اَللّٰهُ زَوَّجَكَ اِيَّاهَا فِي السَّمَاءِ

”اللہ سبحانہ نے ہی حضرت فاطمہؑ کے ساتھ عرش پر میرا نکاح پڑھا ہے“۔

حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا: میں گواہی دیتا ہوں جو کچھ آپؐ نے فرمایا ہے وہ حق ہے اور سچ ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تمھیں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کیا تمھارے درمیان کوئی ایسا شخص ہے کہ جو میری ہمسری کرے اور وہ مجھ جیسا مقام رکھتا ہو؟ یاد رہے کہ مَیں وہ ہوں کہ جس کے ساتھ رسولِ امین نے اپنی دُختر کی میرے ساتھ شادی کی ہے۔

حاضرین میں سب نے اقرار کیا۔ ہمارے درمیان میں آپؐ جیسا کوئی نہیں ہے۔ (۱)

۳۔ حضرت امام علیؑ اور حاکمِ شام

امام علیہ السلام نے حاکمِ شام سے کہا تھا: تم اچھی طرح جانتے ہو نبیؐ ہم سے ہیں اور نبیؐ کی تکذیب کرنے والے تم میں سے ہیں۔ اسد اللہ ہم میں ہے اور اسد الخلاف تم میں سے ہیں۔ سیّد و سردارانِ جنّت ہم سے ہیں، دوزخی تم میں سے ہیں۔ خیر النساء ہم میں سے ہیں اور حمالۃ الحطب تم میں سے ہیں۔ (۲)

امام علیہ السلام نے یہ اشعار حاکمِ شام کو بھیجے تھے:

محمد النبی أخی وصنوی — وَحمزَۃ سیِّد الشُّھَداءِ عَمِّی
وَجعفرَ الَّذِی یضحی وَعیسٰی — یطیرُ مَعَ المَلَائِکَۃِ ابنِ اُمِّی
وَبنتُ مُحَمَّدٍ سَکَنِی وَعرِسی — منوطُ لحمُهَا بِدَمِی وَلحمِی
وَسِبطُ اَحْمَدَ وَلَدَایَ مِنْهَا — فَأَیُّکُمْ لَه سهمٌ کَسهمِی

"ہم اللہ سبحانہ کی حمد و ثناء کرتے ہیں نبی اکرمؐ میرے برادر و اخی ہیں۔ سیّد الشہداء حضرت حمزہؓ میرے چچا ہیں۔ حضرت جعفر طیارؓ جو شہید ہیں ملائکہ کے ساتھ جنّت میں محوِ پرواز ہوتے ہیں۔ میری ماں کے فرزند ہیں، نبیؐ کی دُختر میری زوجہ اور رفیقۂ حیات ہیں۔ ہم ایک ہی ہیں۔ ہمارا خون اور گوشت ایک ہی ہے۔ میری زوجہ سے جو فرزند ہیں وہ نبی اکرمؐ کے سبط ہیں کہ میرا حصّہ ان کے حصّہ جیسا ہے"۔

جب یہ اشعار حاکمِ شام کے پاس پہنچے تو اُس نے اپنے جوابی خط میں اپنے خصائص جو لکھے وہ درج ذیل ہیں:

"میرے بابا زمانۂ جاہلیت میں عرب کے سردار تھے اور میں زمانۂ اسلام کا

---

(۱) الاحتجاج، ج ۱، ص ۱۷۱، ۱۹۵

(۲) نہج البلاغہ، خط ۳۸

بادشاہ ہوں۔ میں رسولؐ اللہ کی زوجہ میمونہ کا بھائی ہوں، جس کی وجہ سے مومنوں کا ماموں ہوں۔ علاوہ اَزیں میں کاتبِ وحی ہوں"۔

امام علیؑ کا جواب

تعجب ہے وہ جو سیّدالشہداء حضرت حمزہؓ کا جگر چبانے والی ہند کا بیٹا ہے وہ فضل و شرف میں علیؑ کا مقابلہ کرتا ہے۔ نبی مصطفیٰؐ نے تجھے غلام بنایا تھا۔ ہم نے تجھے اور تیرے باپ کو آزاد کیا تھا۔

حاکمِ شام نے جب یہ خط پڑھا تو اُس نے اپنے کاتب سے کہا کہ یہ خط چھپا دو اور اسے کوئی نہ دیکھے۔ اگر شام والوں نے اسے دیکھ لیا تو سب کے سب علیؑ کی طرف چلے جائیں گے۔ [1]

قاضی ایجی کی بات

قاضی حضرت امام علی علیہ السلام کے فضائل کے بیان میں لکھتے ہیں کہ علیؑ کا ہمسر اور ہم مرتبہ کون ہوسکتا ہے؟ علیؑ حیدرِ کرّار تو بضعہ رسولؐ کے شوہر ہیں اور اُن کے بیٹے جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ [2]

---

[1] الغدیر، ج۲، ص ۲۵-۲۶

[2] المواقف، ص ۴۱۲